Marfat.com

297.0947
خ ۱۹ س
141094

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	سوویت یونین میں مذہب
ٹائٹل و تزئین	ضیاء الدین
ناشر	عوامی پبلی کیشنز کراچی
پرنٹر	احباب پرنٹرز
قیمت	۱۹ روپے

Marfat.com

فہرست

تعارف ۹

سوویت معاشرے میں مذہب اور چرچ ۱۳

سیکولرازم اور سوشلزم کا روحانی تمدن ۴۳

روسی آرتھوڈوکس چرچ ۵۳

عقیدۂ قدیم - اس کا ماضی اور حال ۷۷

سوویت یونین میں اسلام ۹۳

کمیونسٹ دشمنی اور سیاست کی رجعت پسندانہ فطرت ۱۱۵

پادریوں کا ہتھیار ــــ جدید خرافات ۱۲۷

سامراجیت اور مذہبی نظریات ۱۴۳

۸/۱۰/۲۰۱۰ - ۵۷ - ۳۰

عطفر اوّل

Marfat.com

Marfat.com

تعارف

ہماری اس کتاب کا مقصد بیرون ملک قارئین کے سامنے سوویت معاشرے میں مذہب کی صورت حال کی صحیح تصویر پیش کرنا ہے۔ دستاویزی حقائق پر انحصار کرتے ہوئے تمر کاء مضامین بتلاتے ہیں کہ سوویت شہریوں کو وہ سبھی آزادیٔ ضمیر حاصل ہے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا۔ وہ سائنسی نظریے کی ماہیت پیش کرتے اور مختلف مذہبی ایسوسی ایشنوں کی سرگرمی کا سروے کرتے ہیں۔

نظریاتی جدوجہد کے دوران بورژوائی اور ملائیت کے پروپیگنڈا نے مختلف کہانیاں پھیلائیں جو سوویت مذہبی افراد کو دی جانے والی اذیتوں، ان کے حقوق پر ڈاکہ مارنے، مذہب کے جبراً خاتمے اور سوویت یونین میں "ریاستی مذہب" کا بیج بونے پر مبنی تھیں۔ یہ درست نہیں ہے سوویت دستور کی سختی سے تعمیل کرتے ہوتے ہمارے ملک کے ہر شہری "کو کسی بھی مذہب کو ماننے یا نہ ماننے اور مذہبی عبادت کرنے کا حق حاصل ہے۔ مذہبی بنیادوں پر منافرت پھیلانے یا دشمنی پر اکسانے کی ممانعت ہے۔" (آرٹیکل ۵۲)

ہمارے ملک میں کسی بھی ریاستی مذہب پر عمل نہیں کیا جاتا سیکولر نظریات کی ترویج کا مقصد فرد میں دنیا کے متعلق سائنسی نقطۂ نگاہ اور زندگی کے متعلق تعمیری رویہ پیدا کرنا ہے مذہب کو تسلیم کرنے والوں کے مذہبی جذبات کی توہین اور مذہبی ایسوسی ایشنوں پر سرکاری

Marfat.com

دباؤ ڈالنے کا سیکولرازم ———— سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ اس سے ایک بالکل جدا چیز ہے۔ اس قسم کی تمام کارروائیاں مارکس اور لینن کے مذہبی رسائی کے اصولوں کے منافی اور سوشلسٹ ریاست کے دستور کی خلاف ورزی کرتی ہیں جو آزادئ ضمیر کی ضمانت دیتا ہے۔

سیکولر تعلیم مذہب کو تسلیم کرنے والوں کے خلاف نہیں ہے بلکہ ان کے شعور کو دنیا کے تصوراتی ادراک سے نجات اور ان اصولوں کو ذہن نشین کراتی ہے جو ان کی سماجی سرگرمی میں اضافہ کر سکے۔

مارکسسٹ ہمیشہ سے آزادئ ضمیر کے سب سے زیادہ بااصول حامی رہے ہیں لینن نے اس بات پر زور دیا کہ "کمیونسٹ پارٹی مکمل آزادی ضمیر کے لئے لڑ رہی ہے اور مذہبی معاملات میں کسی بھی سچے اعتقاد کی مکمل قدر کرتی ہے بشرطیکہ اس اعتقاد پر جبراً یا دھوکہ دہی سے عمل درآمد نہ کروایا جاتے۔" (وی۔ آئی۔ لینن، مجموعہ مضامین ماسکو، جلد ۱۲ صفحہ ۲۹۶)

سوویت یونین میں قانون کی نظر میں مذہبی اور سیکولر افراد دونوں مساوی ہیں دونوں کے مساوی حقوق اور ذمہ داریاں ہیں کسی بھی دستاویز سے چاہے وہ پاسپورٹ ہو یا کوئی سوالنامہ کردار کا حوالہ ہو یا شناختی کارڈ یا پیدائشی سرٹیفکیٹ، کسی سے بھی مذہب کا اظہار نہیں ہوتا۔ مذہبی افراد کی غالب اکثریت غیر مذہبی افراد کے ساتھ ملکر کمیونسٹ سوسائٹی کی نشوونما میں حصہ لیتی ہے اور ان کی مزدوروں سے متعلقہ کامیابیاں انہیں بڑے بڑے سرکاری انعامات کا مستحق ٹھہراتی ہے۔ امن، جمہوریت اور سوشلزم کے لئے کوششوں میں مارکسسٹ اور مذہبی افراد کی یک جہتی سوویت ریاست اور کمیونسٹ پارٹی کی پالیسی کے بنیادی اصولوں میں شامل ہے۔ سوویت یونین میں نہ تو کوئی مذہب کا پیروکار اور نہ ہی کوئی غیر مذہبی فرد اپنے عقیدے کی بنا پر کسی مراعات کا حامل ہے اور یہ بات سوشلسٹ نظام کے

Marfat.com

سماجی انصاف، جمہوری مزاج اور تمام قوم کے کردار کی آئینہ دار ہے۔

بلاشبہ مضامین کا صرف ایک مجموعہ سوویت یونین میں مذہب کی حیثیت چرچ اور مذہبی پیرو کاروں سے متعلقہ تمام سوالات کا مکمل تصور پیش نہیں کر سکتا اور جو مضامین موجودہ کتاب میں شامل نہیں ہیں ان پر "سوویت یونین میں مذہبی مطالعہ" کے سلسلے کی دوسری کتاب میں بحث کی جائے گی تاہم زیر نظر مجموعے سے سوویت یونین کی سب سے بڑی مذہبی ایسوسی ایشن روسی آرتھوڈوکس چرچ اور کئی کیتھولک اور پروٹسٹنٹ چرچوں اور ملک میں مذہب اسلام کے بارے میں ایک رائے قائم کی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ اس میں سوویت یونین میں مذہب کی حیثیت سے متعلق بورژوائی اور ملائیت کی غلط بیانیوں کی بنیادی تکنیک بھی بتلائی گئی ہے۔

موجودہ مجموعے کے مضمون نگاروں میں مشہور سوویت ماہر مذہبیات شامل ہیں جو مذہب اور سیکولرازم پر اپنی کتابوں کی وجہ سے مشہور ہیں یہاں پر بحث کیے جانے والے ہر مسئلے کے متعلق قاری یہاں پر دی جانے والی سوویت مصنفین کی سب سے اہم کتابوں کی فہرست کے مطالعے کے ذریعے مزید معلومات حاصل کر سکتا ہے۔ اس سے اُسے مذہبی تعلقات کے میدان میں —— مارکسسٹ اور لینن کے اصولوں کی زیادہ عمیق اور وسیع معلومات حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔

Marfat.com

Marfat.com

سوویت معاشرے میں مذہب اور چرچ

آزادئ ضمیر سوویت عوام کا ایک ناقابلِ انتقال حق ہے یہ بات سوویت دستور میں وضاحت سے بیان کی گئی ہے اور سوشلسٹ جمہوریت کی کامیابیوں کی آئینہ دار ہے اور باشندوں کی وسیع آزادیوں اور حقوق کی وضاحت کرتی ہے۔ اس میں مضمر آزادیٔ ضمیر کے اصول اس کی انسانیت کا واضح ثبوت ہیں۔

دستور کا آرٹیکل ۵۲ کہتا ہے "سوویت یونین کے شہریوں کو آزادیٔ ضمیر کی آزادی دی جاتی ہے یعنی کسی مذہب کو قبول کرنے یا نہ کرنے اور مذہبی عبادت کی آزادی ہے مگر مذہبی بنیادوں پر منافرت یا دشمنی پر اکسانے کی ممانعت ہے۔"

سوویت یونین میں چرچ کو مملکت سے اور اسکول کو چرچ سے الگ کیا جاتا ہے۔

سوویت یونین کا موجودہ دستور جو ۱۹۷۷ء میں نافذ کیا گیا سابقہ سوویت دساتیر کے تسلسل میں، ان میں نافذ کردہ آزادئ ضمیر کے اصول کو نہ صرف کاملاً برقرار رکھتے ہوئے اس کو مزید فروغ دیتے ہوئے اور مزید عمیق کرتے ہوئے مرتب کیا گیا۔ آزادئ ضمیر سے متعلق ۱۹۷۷ء کے دستور کے آرٹیکل کی نئی خصوصیت اس کا یہ بیان ہے "منافرت اور دشمنی کو مذہبی بنیادوں پر ہوا دینے کی ممانعت ہے۔"

Marfat.com

ٹھوس یا مادی لحاظ سے اس کے کیا معنی ہو سکتے ہیں؟

پہلے تو اس کا مقصد کسی فرد کے مذہب سے متعلق اس کے رجحانات سے قطع نظر اس کے حقوق کی حفاظت ہے سوویت یونین میں مذہبی پیروکار اور منکرین قانون کی نظر میں مساوی ہیں اور دونوں ایک نئی سوسائٹی کے معمار ہیں۔

دستور کا آرٹیکل ۳۴ کہتا ہے۔

"سوویت یونین کے شہری قانون کی نظر میں برابر ہیں بلا تفریق اصل سماجی یا مالی حیثیت، نسل یا قومیت، جنس، تعلیم، زبان یا مذہبی رجحان۔"

سوویت یونین کے شہریوں کو مساوی حقوق کی ضمانت، اقتصادی، سیاسی، سماجی اور ثقافتی زندگی کے تمام میدانوں میں دی جاتی ہے۔ لہٰذا اس کی تعمیل میں ایک جانب مذہبی پیروکاروں کے حقوق کو پامال کرنے، ان کی ہتک کرنے یا ان کے مذہبی جذبات کی توہین کرنے کی اجازت نہیں ہے تو دوسری جانب مذہبی نظریات کے حامیوں کی جانب سے سیکولر نظریات رکھنے والوں کے خلاف معاندانہ رویے رکھنے کی بنا پر انہیں تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔

دوئم، مذہبی بنیادوں پر دشمنی اور منافرت کی ممانعت کے بیان کا رُخ کسی بھی قسم کے سماج دشمن اظہار کی جانب بھی ہے جو مذہب کے بھیس میں ہو اور سوشلسٹ سوسائٹی کے امن و امان کے خلاف مخالفانہ رویے پر اکسانے کے خلاف بھی ہے۔ دستور اس بات پر زور دیتا ہے کہ بشمول مذہبی پیروکاروں کے سوویت یونین کے تمام شہریوں کا سب سے اہم فرض سوویت قوانین کی تعمیل اور ہماری مملکت اور سوسائٹی میں نافذ قانونی ضابطوں کی پابندی ہے۔ دستور کا آرٹیکل ۳۹، مثال کے طور پر کہتا ہے کہ شہریوں کا ان کے حقوق اور آزادیوں کا استعمال (بشمول آزادئ ضمیر رکھنے کا حق) مملکت یا سوسائٹی کے مفادات کے خلاف نہیں ہونا چاہیے۔

Marfat.com

سوئم، مندرجہ بالا بیان کے ذریعہ ہی یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ مختلف مذہبی رجحانات کے حامل افراد کے درمیان دشمنی پر اکسانا ممنوع ہے۔ سوویت حکومت نے ابتداء سے ہی قانون کی نظروں میں تمام مذاہب کی مساوات کا اعلان کیا تھا اس نے مصمم طور پر بعض مذاہب کو حاصل مراعات اور دوسروں کے حقوق کو پامال کرنے کا خاتمہ کر دیا تھا۔ کئی مغربی ممالک کے برخلاف جہاں سامراجی رجعت پسند مولویوں کے ساتھ مل کر بین المذہبی اختلاف کو ہر ممکنہ طریقے پر ہوا دے رہے ہیں تاکہ محنت کش افراد کی توجہ طبقاتی جدوجہد اور آزادی کے لئے ان کی جنگ سے ہٹائی جائے۔ (اس سلسلے میں اُلسٹر، لبنان، برصغیر پاک و ہند میں ہونے والے واقعات کی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔)

سوویت دستور کے تحت مذہبی بنیادوں پر دشمنی اور منافرت پر اکسانے کی ممانعت سے سوشلسٹ طریقہ زندگی کے انسانی اصولوں کا واضح طور پر اظہار ہوتا ہے۔ لہٰذا سوویت دستور کے آرٹیکل ۳۴ اور ۳۹ مارکسی اور لینن کے آزادیٔ ضمیر کے مفہوم کے بنیادی عناصر کا پورے طور پر اظہار کرتے ہیں۔

- کسی بھی مذہب کو تسلیم کرنے اور مذہبی عبادت کرنے کا حق۔
- کسی بھی مذہب کو تسلیم نہ کرنے اور سیکولر نظریات کے پروپیگنڈا کا حق۔
- مذہبی رجحانات کا لحاظ کئے بغیر تمام شہریوں کی مساوات۔
- قانون کی نظر میں تمام مذاہب کا مساوی حق۔
- کسی مذہب کے جبراً قبول کرنے یا نہ کرنے سے آزادی۔
- مملکت، سوسائٹی یا دوسرے شہریوں کے خلاف مذہب کے استعمال کی ممانعت۔
- چرچ کے اندرونی (عبادات کے یا شرعی) معاملات میں حکومت کی عدم مداخلت۔
- حکومت کے معاملات میں چرچ کی عدم مداخلت۔

ان تمام اصولوں کا منصفانہ اور جمہوری کردار واضح ہے ان سے آزادیٔ ضمیر کے

Marfat.com

مسئلے کو کاملاً سمجھنے کی سائنسی پہنچ کے ان بنیادی اصولوں کا اظہار ہوتا ہے کہ جن کے سوشلسٹ جمہوریت کے تمام پہلوؤں سے مذہبی یا غیر مذہبی شہریوں کے مساوی حقوق سے لیکر کسی بھی مذہب کو قبول کرنے یا دنیا کے متعلق سیکولر نظریہ رکھنے کے حق اور سیکولر پروپیگنڈا کرنے کے حق تک نہ ٹوٹنے والے رشتے ہیں ان قوانین پر ٹھوس عملدرآمد ہی صرف حقیقی آزادیٔ ضمیر کی اور فرد کی مذہب کو تسلیم کرنے کی آزادی کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

گو کہ سوویت یونین میں چرچ مملکت سے الگ ہے تاہم چرچ اور مملکت کے درمیان تعلقات کو باقاعدہ بنانے سے متعلق قوانین موجود ہیں یہ فطری بات ہے کیونکہ چرچ اپنی سرگرمیاں سوسائٹی میں جاری رکھتا ہے اور جیسا کہ لینن نے کہا ہے "کوئی بھی شخص سوسائٹی میں رہتے ہوئے سوسائٹی سے الگ نہیں رہ سکتا۔" صرف بہت زیادہ رجعت پسند چرچ کے افراد سامراجی پروپیگنڈے کے ساتھ مل کر اس بات کا مطالبہ کرتے ہیں کہ سوویت یونین میں مذہبی انجمنوں اور ان کے افراد کو ان کی ہر قسم کی مرضی کے مطابق کام کرنے کی اجازت دی جائے۔ وہ مملکت اور چرچ کے درمیان تعلقات کی باضابطگی کو "لازمی" تصور کرتے تھے کہ جس کا مقصد ان کے الزام کے مطابق مذہب کو ختم کرنا تھا۔ یہ سراسر ہرزہ سرائی تھی ہمارے ملک کی آبادی مذہبی اور غیر مذہبی دونوں پر مشتمل ہے اور سوویت مملکت نے کبھی بھی سوسائٹی کو جبراً سیکولر بنانے کی پالیسی اختیار نہیں کی۔ اس کے برعکس سوویت حکومت تمام شہریوں کے مفادات کی یکساں حفاظت کرنے کو اپنا ایک مقدس فریضہ سمجھتی ہے۔

سوویت مملکت اس کے شہریوں کو کسی بھی مذہب کو قبول کرنے کا موقع دیتی ہے بشرطیکہ وہ مخصوص مذہبی عقائد قانون کی خلاف ورزی نہ کرتے ہوں دوسرے شہریوں کے حقوق کو پامال نہ کرتے ہوں یا لوگوں کی صحت پر اثر انداز نہ ہوتے ہوں۔

Marfat.com

مذہبی تنظیموں کی حیثیت کا تعین کرنے والے قوانین تمام ملکوں میں وضع کئے جاتے ہیں مثلاً بلجیئم کے دستور کا آرٹیکل ۱۴ کہتا ہے کہ مذہبی عبادات کی اور مذہبی رسومات ادا کرنے کی آزادی کی ضمانت اس شرط پر دی جاتی ہے کہ ان آزادیوں کو استعمال کرتے وقت قانون کی خلاف ورزی نہیں کی جائے گی۔ جاپان کا دستور مذہبی عبادت کی آزادی کی اجازت ان حدود کے اندر دیتا ہے جو ملکی نظم و ضبط اور افراد کے فرائض کے مطابق ہوں (آرٹیکل ۲۸) سوئس دستور صاف طور پر شرط عائد کرتا ہے کہ شہری اور سیاسی حقوق پر کسی بھی طرح مذہبی نوعیت کے حالات یا معیار کے مطابق پابندیاں عائد نہیں کی جائیں گی۔ مذہبی عقائد کسی بھی شخص کو شہری فرائض سے مبرّا قرار نہیں دیتے۔ مزید برآں مذہبی حقوق کو آزادی سے استعمال کرنے کی اس وقت تک اجازت ہے جب تک وہ عوامی نظم و نسق اور مناسب اخلاقی ذمہ داریوں پر اثر انداز نہیں ہوتے (آرٹیکل ۴۹، ۵۰)

حتیٰ کہ کیتھولک چرچ نے بھی جو صدیوں سے اپنے قوانین کو اعلیٰ ترین درجے کے حامل قرار دیتا ہے ویٹیکن میں اپنی کونسل میں مذہبی آزادی پر ایک اعلان جاری کیا جس میں کہا گیا کہ مذہبی تنظیموں اور ایمان لانے والوں کو قانونی اداروں کا حکم ماننا چاہیئے عوامی نظم و ضبط کے جائز تقاضوں کو رد نہیں کرنا چاہیئے اور یہ کہ مذہبی سوسائٹی کو اپنے آپ کو ان برائیوں سے محفوظ رکھنے کا حق حاصل ہے جو مذہبی آزادی کے بہانے جنم لیں۔

مذہبی عقائد پر سوویت دستور میں آزادئ ضمیر کی یقین دہانی سے متعلق قانونی شقیں شامل ہیں اس میں سوویت یونین میں مذہب کی حیثیت مذہبی انجمنوں کے قیام سے متعلق ضابطے اور چرچ اور سوویت مملکت کے تعلقات کی وضاحت کی گئی ہے۔

سوویت دستور میں شامل مذہبی ملک کے بنیادی اصول اخلاق کا مذہب سے متعلق قومی اور جمہوری قانونی ایکٹ میں ٹھوس اظہار کیا گیا ہے ان میں ایک اہم دستاویز مذہبی انجمنوں پر آل یونین سینٹرل ایگزیکٹو کمیٹی اور رپبلیز کمیسار آف یو ایس ایس آر کی کونسل کا

Marfat.com

۱۸ اپریل ۱۹۲۹ء کا حکم ہے جس میں سپریم سوویت آف رشین فیڈریشن کے پریزیڈیئم کے ۲۳ جون ۱۹۷۵ء کے حکم کے ذریعہ متعارف کردہ ترمیمات اور مشتملات بھی ہیں۔

مذہبی عقائد سے متعلقہ قانون ان ضمانتوں کی صاف طور پر وضاحت کرتا ہے جو آزادیٔ ضمیر اور مذہبی عقیدہ کی آزادی کی یقین دہانی کراتا ہے۔ اس میں یہ خیال مضمر ہے کہ ہمارے ملک میں تمام مذاہب اور مذہبی رجحانات پر (جو کہ تقریباً ۴۰ ہیں) مساوی لوازمات کا اطلاق ہوتا ہے۔ قانون کی نظر میں تمام عقائد مساوی ہیں ان میں سے کسی کو بھی مملکت کی جانب سے کوئی فائدے اور مراعات حاصل نہیں ہیں سرکاری ادارے چرچ کے داخلی معاملات (ادائیگی عبادات) میں مداخلت نہیں کرتے اور چرچ حکومت کے معاملات میں دخل اندازی نہیں کرتا۔ یہی آزادیٔ ضمیر کی سب سے بڑی ضمانت ہے۔

دستور کے بعض آرٹیکلز مذہبی عقائد سے متعلقہ دستور پر عملدرآمد کرانے کے لئے مرکزیت کے اصول پر زور دیتے ہیں۔ اہم شقوں میں سے ایک شق یہ ہے کہ مذہبی انجمنوں کے رجسٹرڈ کرنے یا انہیں کالعدم قرار دینے سے متعلقہ مسائل اور چرچوں کو کھولنے اور بند کرنے سے متعلقہ مسائل کو حکومت کے علاقائی ادارے حل نہیں کریں گے جیسا کہ ۱۹۷۵ء سے پہلے ہوا کرتا تھا بلکہ قومی ادارہ یعنی یو ایس ایس آر کونسل آف منسٹریز کے تحت مذہبی امور کی کونسل حل کرے گی۔ یہ کونسل اس بات کی جانچ کرنے کی بھی مجاز ہے کہ مذہبی عقائد کے دستور کا مرکزی اور علاقائی ادارے اور افسران درست اطلاق کر رہے ہیں اُسے مذہب اور چرچ سے متعلقہ امور پر وزارتوں، شعبہ جات اور دوسرے اداروں کو مشورے دینے کا حق اور کئی دوسرے حقوق بھی حاصل ہیں۔

سوویت قانون مذہبی ضروریات کو مشترکہ طور پر پورا کرنے کے لئے ان مذہبی افراد کو جو ۱۸ سال کی عمر کے ہو چکے ہیں اپنی تعداد کے مطابق مذہبی انجمنیں یا گروپ بنانے کا حق بھی دیتا ہے۔ کم از کم بیس آدمی مذہبی انجمن قائم کر سکتے ہیں جبکہ اس سے کم افراد

Marfat.com

گروپ بنا سکتے ہیں۔

مذہبی انجمنیں اور مذہبی گروپ دونوں صرف اسی وقت اپنی سرگرمیاں شروع کر سکتے ہیں جب وہ حکومت کے مجاز اداروں سے مقررہ احکامات کے مطابق رجسٹریشن کروا چکے ہوں۔

اس رجسٹریشن کا مقصد کیا ہے؟ درحقیقت رجسٹریشن کا مطلب یہ ہے کہ مذہبی انجمن دستور کی پابندی کرنے کی ذمہ داری لیتی ہے اور ساتھ ہی اُسے آزادیٔ ضمیر کی ضمانت دینے والے قوانین کا تحفظ حاصل ہو جاتا ہے لہٰذا مذہبی انجمنوں کا رجسٹریشن خود مذہبی افراد کے مکمل مفاد میں ہے۔

کسی مذہبی انجمن کے قیام کا ایک اہم اصول رضاکارانہ پن ہے ہر شہری صرف اپنی آزادانہ رائے کے مطابق کسی مذہبی انجمن میں شامل ہو سکتا یا اُسے ترک کر سکتا ہے۔

وہ خدا پرست جو قانونی احکامات کے مطابق ایک مذہبی انجمن بنا چکے ہیں (سوسائٹی یا گروپ) انہیں مذہبی عبادات و رسومات مشترکہ طور پر ادا کرنے اور عبادات سے متعلقہ میٹنگیں کرنے اور تہوار منانے کا حق حاصل ہو جاتا ہے وہ اپنے پادری کو منتخب کر سکتے یا اسے دعوت دے سکتے ہیں اپنی عبادت گاہ اور مذہبی جائیداد کو استعمال اور اس کا انتظام کر سکتے ہیں اپنی عبادت گاہ، مذہبی جائیداد اور پادریوں کی دیکھ بھال کے لئے عبادت گاہ میں رضاکارانہ طور پر دیئے جانے والے عطیات قبول کر سکتے ہیں اور اجتماع کی مذہبی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے تمام اقسام کے اخراجات کر سکتے ہیں۔

کسی مذہبی انجمن اس کی جائیداد اور رقم سے متعلقہ امور کے انتظام کے لئے اور نمائندگی کے مقصد کے لئے بھی وہ خدا پرست جنہوں نے مذہبی انجمن قائم کر لی ہے ایک جنرل میٹنگ میں اپنے درمیان سے ایک مجلس عاملہ اور ایک آڈٹنگ کمیشن کا انتخاب کرتے ہیں۔

Marfat.com

آزادیٔ ضمیر کی یقین دہانی کی ٹھوس ضمانت اس امر سے ملتی ہے کہ اس ملک میں حکومت کی ملکیت میں سے عبادت گاہوں اور مذہبی جائیدادوں کو مقامی سرکاری اداروں اور چرچ کی سوسائٹی کے درمیان طے پانے والے معاہدے کے تحت مذہبی انجمنوں کو مفت استعمال کے لئے دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مذہبی انجمنوں اور مراکز کو جائیداد کرائے پر دینے، تعمیر کرنے اور اپنی ضرورت کے مطابق خریدنے کا حق بھی دیا جاتا ہے۔

حکومت کی جانب سے مذہبی انجمنوں کے حوالے کی جانے والی کئی ہزار عمارتوں میں سینکڑوں بیش بہا تاریخی و تعمیراتی یادگاریں شامل ہیں۔ یہی ایک حقیقت تنہا بورژوائی پروپیگنڈے کی ان تہمت تراشیوں کو جھٹلانے کے لئے کافی ہے کہ صرف سب سے چھوٹے چرچ ہی خدا پرستوں کو دستیاب ہیں۔

روسی قومی غیر معمولی تعمیراتی کارناموں میں سے ایک ولاڈی میر کے شہر میں دی کیتھڈرل آف دی الیسمپشن ہے جو ۸۰۰ سال سے زیادہ عرصہ قبل تعمیر کیا گیا تھا اور اپنے زمانے میں اسے ایک "بے نظیر عجوبہ"، "سلیمان کا نیا قلعہ" جیسے ناموں سے یاد کیا جاتا تھا۔ آج بھی ۸۰۰ سال قبل کی طرح یہ کیتھڈرل مذہبی عبادات اور چرچ کی رسومات کی ادائیگی کا مرکز ہے اس کیتھڈرل میں قدیم نقاشیوں کو بحال کرنے کا کام جاری ہے جن میں عظیم روسی مصوروں آندرے روبلوف اور دانیال چورنی کے دیواری نقوش شامل ہیں۔

مذہبی انجمنوں کے تصرف میں روسی طرز تعمیر کی ایسی عظیم الشان تاریخی یادگاریں ہیں جیسے سینٹ سرجیس کی تثلیثی خانقاہوں کے ساتھ اس کے قدیم کیتھڈرل دی ٹرینیٹی (۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳ء) دی الیسمپشن (۱۵۵۴۔ ۱۵۸۵ء) روح القدس کا چرچ (۱۵۵۹۔ ۱۵۸۵ء) ریفریکٹری چرچ اور دوسری عمارات سمولینسک کا کیتھڈرل آف الیسمپشن (۱۶۷۰ء)، ایلیٹس کا کیتھڈرل آف ایلنشن اور کئی دوسرے۔

صرف ماسکو ہی میں مذہب پرستوں کے تصرف میں منفرد یادگاریں ہیں۔

Marfat.com

مثلاً ۱۶ ویں صدی کی یادگاریں :- ڈونسکوائی خانقاہ میں اولڈ لٹیل کیتھڈرل، میدویدکووا میں JHE CHURCH OF JHE INTER-ESSION OF JHE VIRGIN

مثلاً ۱۷ ویں صدی کی یادگاریں :- پریسنیا پر جون دی پریکرلیسر کا چرچ، خاموفینکی میں سینٹ نکولاس کا چرچ، نوودیلویچی کانونٹ میں ڈورمیشن کا چرچ الکسیوسکی کے گاؤں میں ورجن آف تخوینو کا چرچ لشچیخوف ہل پر چرچ آف دی انٹرسیشن آف دی ورجن کالومینسکی محل کے علاقے میں چرچ آف دی ورجن آف کازان، اُسپنسکی درازینخ میں چرچ آف دی ریزارکیشن۔

۱۸ ویں صدی کا سینٹ نکولاس کا چرچ جو سینٹ نکولاس ایڈینوویری میں ہے دہم مذہب پرست، پرانے عقیدہ پرستوں کا ایک فرقہ جس کی سرکاری آرتھوڈوکس چرچ کے ساتھ ۱۸۰۰ء میں انتظامات کے معاملے میں صلح ہوگئی) ماہر تعمیرات بازینوف کی موناسٹری ڈیمیتروف اسٹریٹ میں ماہر تعمیرات زیرڈنی کا دی چرچ آف الیوان دی وار یئر مینیشکوف ٹاور میں دی چرچ آف آرچ اینجل گیبرئل یوزسکی گیٹ پر سینٹ پیٹرا اور پال کے چرچ وغیرہ۔

حکومت کے زیر تحفظ عمارتی یادگاروں میں سینٹ لُڈ ویک کا ماسکو کیتھولک کیتھڈرل (۱۵ ویں، ۱۶ ویں صدیوں کے) سینٹ پیٹر اور سینٹ پال کے کیتھڈرل اور ولنیئس میں سینٹ این کا کیتھڈرل وغیرہ شامل ہیں۔

سوویت یونین کے مختلف حصوں میں۔ وسط ایشیاء میں واقع کچھ ری پبلک میں ٹرانس کوکیشیا میں اور روسی الحاق کے بعض علاقوں اور خودمختار ری پبلک میں، ماہر استادوں کی تعمیر کردہ مسلمانوں کی مذہبی عمارات ہیں جو زائرین کے لئے کھلی ہیں ان میں بخارا میں واقع ۱۵۳۰ء کے عشرے میں تعمیر کردہ میر عرب مدرسہ شامل ہے جس کے متعدد تعمیراتی

Marfat.com

شاہکاروں میں میر عرب کے مقبرے کے اوپر بنا ہوا گنبد فن کا نادر نمونہ ہے بخارا میں ہی واقع ۱۶ ویں صدی میں تعمیر کردہ خواجہ زین الدین مسجد ہے جس کی بڑی رنگین اندرونی تزئین و آرائش کی گئی ہے۔

ایستونیا کے صدر مقام تالن کی لپیتست آبادی کے تصرف میں بالٹک ری پبلک کا سب سے بڑا چرچ دی چرچ آف اولیوسٹ ہے جس میں کئی ہزار افراد کی گنجائش ہے یہ گوتھک طرز تعمیر کی سب سے قیمتی یادگار ہے۔

ان قومی اور عالمی تہذیب کے شاہکاروں کو آنے والی نسلوں کے لئے محفوظ رکھنے کے لئے سوویت حکومت ان کو اپنی حفاظت میں رکھتی ہے وقفے وقفے سے مرمت کرنے کے علاوہ عمارات کو دوبارہ تعمیر بھی کیا جا رہا ہے۔ اس کام کے کرنے سے پہلے ان یادگاروں کی تاریخ اور طرز تعمیر پر تحقیق کی جاتی ہے جس میں ماہرین تعمیرات انجینئر اور دوسرے ماہرین حصہ لیتے ہیں اس بحالی کے کام کے لئے سوویت حکومت کافی رقومات مختص کرتی ہے۔

مذہب پرستوں کو ثقافتی اہمیت کی حامل عمارات حوالے کرتے وقت ان عمارات کو اپنے تصرف کے لئے تحویل میں لینے والی مذہبی انجمنوں کے بانیوں کو سوویت مملکت اس بات کا پابند کرا دیتی ہے کہ وہ قدیم فن کی ان یادگاروں کی حفاظت اور سلامتی سے متعلقہ خصوصی قواعد کی پابندی کریں گے۔

مذہب پرست اپنی عبادتی مجالس کے لئے نہ صرف چرچ بلکہ دوسرے علاقے بھی استعمال کر سکتے ہیں سرکاری اداروں کی اجازت سے مذہبی انجمنیں جن کی ضرورت محسوس کریں وہ عمارات کرائے پر حاصل کر سکتی، بنا سکتی اور لے سکتی ہیں۔

آزادئ ضمیر کے اطلاق کی ایک اور اہم ٹھوس ضمانت مذہبی انجمنوں (ان کے مراکز) کو دی جانے والی وہ اجازت ہے جس کے ذریعہ وہ پابندی سے مذہبی ضروریات کے لئے

141094

Marfat.com

لٹریچر شائع کر سکتے ہیں۔

مثال کے طور پر روسی آرتھوڈوکس چرچ روسی اور انگریزی زبانوں میں ماہنامہ جرنل آف دی ماسکو پیٹری آرکیٹ شائع کرتا ہے مذہبی مضامین کا مجموعہ بوگوسلوویسکیے ٹروڈی ہر سال شائع کیا جاتا ہے۔ یہ اعلیٰ تعلیمی اداروں کا ترجمان ہے جیسے روسی آرتھوڈوکس چرچ کے دینی اداروں کا "روسی صحیح العقیدہ چرچ کا کیلنڈر بڑی تعداد میں شائع کیا جاتا ہے ایک باتصویر میز کا کیلنڈر جس میں چرچ کی عبادات پر وضاحتی عبارتیں ہوتی ہیں دوسرا دیواری کیلنڈر جو جدول کی شکل میں ہوتا ہے اور چرچ کی تمام رسومات ظاہر کرتا ہے اس کے علاوہ ایک ماہنامہ "پراوو سلاونی وسنک" جو یوکرین کے EXAREHATE کا ترجمان ہے یوکرینین زبان میں شائع ہوتا ہے۔ وسط یورپ کے EXAREHATE جرمن زبان میں رسالہ STIMNE DER ORTHODOXIE شائع کرتے ہیں۔ امریکہ میں کلیسائی حلقے انگلش میں یونائیٹڈ چرچ نکالتے ہیں جبکہ کینیڈا کے کلیسائی حلقے یوکرینین اور انگریزی زبانوں میں کینیڈین آرتھوڈوکس میسنجر نکالتے ہیں۔ جاپانی زبان میں جاپانی خود مختار آرتھوڈوکس چرچ کا ایک رسالہ شائع ہوتا ہے ان رسالوں میں مضامین دستاویزات' اعلیٰ چرچ کے حکام کے فرمان' دینی مسائل پر مضامین اور چرچ کی خبریں چھپتی ہیں۔

گزشتہ ۱۵ سالوں میں بائبل تین دفعہ بڑی تعداد میں چھپ چکی ہیں اور عہد جدید اور PSATTER متعدد بار شائع ہو چکی ہیں اس کے علاوہ TYPICONS' دعاؤں کی کتابیں' عبادات کی کتابیں اور کئی دوسری کتابیں بھی چھپ چکی ہیں۔ آنجہانی پادری ایلکسیس کے مضامین کی چار جلدیں اور ماسکو اور سارے روس کے پادری پومین کے مضامین کی ایک جلد شائع ہو چکی ہیں۔

اشاعت کا کام ماسکو کے پادریوں کا کلیسائی پریس سرانجام دیتا ہے ادارتی بورڈ

Marfat.com

ہیں دینی اور خصوصی تعلیم کے حامل اعلیٰ تعلیمیافتہ علماء کے ارکان شامل ہوتے ہیں اشاعت کے لئے تیار شدہ کتابیں سرکاری چھاپے خانوں میں چھاپی جاتی ہیں۔ آرتھوڈوکس چرچ کا مذہبی لٹریچر چرچ کے ادارے اور کلیسائی طبقے تقسیم کرتے ہیں۔

دوسرے مذہبی حلقے بھی کافی اشاعتی کام سر انجام دیتے ہیں مسلمانوں کے دینی بورڈ نے حالیہ سالوں میں کئی بار قرآن شائع کیا ہے اور نیا ایڈیشن تیار کیا جا رہا ہے۔ باقاعدہ چھپنے والے رسالوں میں مسلم قمری کیلنڈر اور رسالہ "مسلمز آف دی سوویت ایسٹ" ہے جو چار زبانوں میں شائع ہوتا ہے (عربی، انگریزی، فرانسیسی اور ازبک) ممتاز مسلمان محدث اور عالم امام بخاری کی جوبلی کے موقعہ پر دو جلدوں پر مشتمل ان کی کتاب "صحیح بخاری" شائع کی گئی۔ اس کے علاوہ حضرت ترمذی کی کتابیں اور دوسرے مسلمان علماء کی کتابیں بھی شائع ہوئیں۔ وسط ایشیا اور قازقستان کے مسلمان مفتی زید باباخانوف کی سوویت یونین میں مسلمانوں کی زندگی پر کتاب بہت بڑی تعداد میں چھپی۔

لیتھوانیا اور لٹویا کے کیتھولک حلقوں نے لاطینی اور مقامی زبانوں میں کئی مذہبی کتابیں دوبارہ شائع کی ہیں جن میں عہد نامہ جدید، عبادت گزاروں کے لئے دعاؤں کی کتابیں، عبادت گزاروں اور پادریوں کے لئے رسومات کی کتابیں، دوسری ویٹیکن کونسل کی دستاویزات وغیرہ شامل ہیں۔

مختلف مذہبی حلقے کیلنڈر اور رسالے باقاعدگی سے شائع کرتے رہتے ہیں جن میں دی سی آف دی کیتھولیکوز، ماسکو کے دی اولڈ بیلیور آرچ بشپریس، جیورجیان آرتھوڈوکس چرچ کے پادری، ایستونیا، لٹویا اور لیتھوانیا میں انجیلی، دی کونسل آف ایلڈرز آف سیونتھ ڈے ایڈونٹسٹس وغیرہ شامل ہیں۔ انجیلی عیسائی بپتسمت کی آل یونین کونسل نے انجیل کے تین ایڈیشن "روحانی نغموں کی موسیقی" پر ایک کتاب، معروف پادری اے کاریف کے "منتخبہ مضامین" اور سوویت یونین میں انجیلی عیسائی بپتسمتوں کی زندگی پر البم چھاپا ہے۔ پرانے

Marfat.com

عقائد پرستوں نے تین جلدوں پر مشتمل ایک چرچ سروس بک شائع کی ہے۔ آرمینیائی چرچ نے دو دفعہ عہد نامہ جدید اور نیرن اول اور آرمینیائیوں کا کلیسا نامی کتابیں، پادری وازگن اول کے بیرون ملک سفر کی تفصیلات اور ایچمیاڈزن اور آرمینیائی چرچوں کے البم چھاپے ہیں۔

سوویت یونین میں مذہبی انجمنیں مذہبی عبادات کے لئے اشیاء اور چرچ کے برتن موم بتیاں وغیرہ تیار کرنے کے لئے ورکشاپ چلاتی ہیں۔ چرچ کے تحت اس قسم کے ۴۰ خصوصی ورکشاپ کام کرتے ہیں جو عقیدتمندوں کی مذہبی اشیاء کی ضروریات مکمل طور پر پورا کرتے ہیں مثلاً روسی صحیح العقیدہ چرچ کے دینی اداروں میں ایک منیجریل بورڈ ہے جس کا بنیادی کام عبادات اور رسومات کے لئے تمام ضروری سامان فراہم کرنا ہے اور چرچ کے استعمال کے لئے کئی دوسری چیزیں تیار کرتے ہیں۔ ان ورکشاپوں کو کئی مذہبی حلقوں اور فرقوں کے تحت چلایا جاتا ہے مثلاً ماسکو، لینن گراڈ، آستراخان اور رکننک اور دوسرے شہروں کے حلقے چرچ کے استعمال کی تمام اشیاء خصوصی احکامات کے تحت چھوٹے کلیسائی حلقوں کو فراہم کی جاتی ہیں۔ ماسکو اور کئی دوسرے شہروں کے کلیساؤں کے موم بتیاں بنانے کے کارخانے ہیں جو آرتھوڈوکس چرچوں کو چرچ کینڈل فراہم کرتے ہیں۔ ماسکو کے علاقے میں ۱۹۷۹ء میں کئی مختلف مذہبی اشیاء تیار کرنے کے لئے ایک فیکٹری بنائی گئی تھی۔

تربیت یافتہ پادریوں کی مذہبی انجمنوں کی ضروریات کے مدنظر حکومت ان کے مراکز کو خصوصی دینی تعلیمی ادارے قائم کرنے کی اجازت دیتی ہے درسی طریقہ کار اور داخلی قواعد کی تنظیم خود مذہبی تنظیموں کا کام ہے۔ اس وقت ایسے ۱۸ ادارے سرگرم ہیں جن میں چھ آرتھوڈوکس اکیڈمیاں اور سیمینریاں، دو کیتھولک سیمینریاں، ایک مسلم اکیڈمی اور مدرسہ اور ایک یہودی یے شیوا شامل ہیں۔ آرمینیائی گریگوری چرچ کی اپنی دینی اکیڈمی ہے جارجیائی آرتھوڈوکس چرچ ایک سیمینری میں پادریوں کو تربیت دیتا ہے اور انجیلی عیسائی بپتسمت خصوصی کورسوں کا اہتمام کرتے ہیں وہ لوگ جو روزانہ باقاعدہ مطالعہ نہیں کرسکتے وہ دینی اسکولوں

Marfat.com

کے ترسیلی کورسوں کے ذریعہ دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

دینی اسکولوں کو معیاری درسی طریقے کے مطابق درکار تمام مناسب حالات میسر ہیں ان کا عملہ ضروری تدریسی اساتذہ پر مشتمل ہے۔ ان اسکولوں میں موسیقی کی بیرونی زبانوں میں ہدایات دی جاتی ہیں اس کے علاوہ ضروری کھیلوں کی سہولیات بھی موجود ہیں روسی آرتھوڈوکس چرچ کے تعلیمی اداروں میں بڑے اچھے طور پر آراستہ لائبریریاں بھی ہیں لہٰذا لینن گراڈ تھیولوجیکل آرتھوڈوکس اکیڈمی کی لائبریری میں مختلف زبانوں میں تقریباً ۲۰۰,۰۰۰ دینی کتب ہیں جبکہ ماسکو کے دینی اسکول ۸۰ سے زائد اخبارات اور رسالوں کے پابندی سے خریدار ہیں۔ ان کا ایک چرچ آرکیولوجیکل اسٹڈی روم بھی ہے جس میں نویں صدی سے بیسویں صدی تک کے اکونس کا منفرد مجموعہ ہے۔

گزشتہ دو عشروں میں روسی آرتھوڈوکس چرچ سے ایک ہزار سے زائد امیدواروں نے دینیات میں ماسٹرز اور ڈاکٹرز کی ڈگریاں حاصل کی ہیں۔

۱۹۷۱ء سے ماسکو کے کلیسائی حلقوں کے دینی اسکول سینڈسموس کے ممبر بن گئے جو آرتھوڈوکس نوجوانوں کی تنظیموں کی عالمی برادری ہے۔ ۱۹۷۵ء سے روسی آرتھوڈوکس چرچ اپنے دینی اسکولوں کے توسط سے یورپی نوجوانوں کی اکیومینیکل کونسل میں شرکت کرتا ہے۔

اینٹیوشین، سربیا اور بلغاریہ اور دوسرے پادری روسی آرتھوڈوکس دینی اسکولوں کے طالب علموں کی حیثیت سے اپنی دینی معلومات کو وسیع کرتے ہیں۔ لینن گراڈ دینی اکیڈمی نے ایک افرو ایشیائی کلیہ کھولی ہے جس میں ایتھوپیا، کینیا، ہندوستان اور دوسرے ممالک کے طلباء مطالعہ کرتے ہیں۔ ماسکو کے کلیسائی حلقے کے اسکولوں میں مجموعی طور پر تقریباً ۲۰ اسکولوں کے طلباء کے ناموں کا اندراج ہے۔

اس کے بدلے میں روسی آرتھوڈوکس چرچ کے کئی پادریوں نے بیرون ملک تعلیم حاصل

Marfat.com

کی ہے۔ حالیہ طور پر آرتھوڈوکس طالب علموں کا ایک گروپ ایتھنز یونیورسٹی میں یونان کی دینی سیمینری میں اور روم کی ویٹیکن (گریگورین) یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔

سوویت چرچوں اور مذہبی حلقوں کے دینی تعلیمی اداروں کو دیکھنے کے لئے متعدد بیرونی مہمان آتے رہتے ہیں ان اسکولوں کی زندگی سے واقف ہونے کے بعد وہ مہمانوں کی کتابوں میں اپنے تاثرات قلمبند کرتے اور اس موقع کی فراہمی پر تشکر کا اظہار کرتے ہیں کہ انہوں نے خود اپنی آنکھوں سے سوویت یونین میں کلیسا سے تعلق رکھنے والے افراد کی تربیت کے سلسلے میں چرچ کی آزادی اور حقیقی آزادیٔ ضمیر کا مشاہدہ کیا۔ ماسکو کی دینی اکیڈمی کی مہمانوں کی کتاب سے یہاں صرف ایک اندراج کو نقل کیا جا رہا ہے " روس میں عیسائیت کی ایک زندہ مثال کو دیکھنا ہم سب کے لئے ایک منفرد تجربہ تھا۔" اس کے نیچے آسٹریلیا کے ماہرین فنون لطیفہ کے ایک گروپ کے دستخط ہیں۔

سوویت حدود کے اندر سرگرم عمل مذہبی سوسائٹیوں کو چرچوں کے درمیانی معاملات پر گفتگو کرنے کے لئے کانگریسوں کے انعقاد کی آزادی حاصل ہے ان کانگریسوں اور کانفرنسوں میں وضع ہونے والے خصوصی قواعد اور ضوابط کی بنیاد پر سرکردہ چرچ کے ادارے اپنی چرچوں کی سرگرمیاں جاری رکھتے ہیں۔

روسی آرتھوڈوکس چرچ ماسکو اور پورے روس کے سرکردہ کلیسا و کلیسائی مجلس کے احکامات کے تحت کام کرتے ہیں پیٹریچ اعلیٰ درجے کے پادریوں کو مذہبی انجمنوں کی روحانی کینونیکل سرگرمی سے متعلقہ مسائل پر ہدایات دیتا۔ اپارچیس کے سربراہوں کا تقرر کرتا ان کی رپورٹوں کو سنتا اور خطابات و اعزازات کے ساتھ پرائسٹ ہڈ سے نوازتا ہے وہ تمام دینی تعلیمی اداروں کی نگرانی بھی کرتا ہے۔ روسی آرتھوڈوکس چرچ کی جانب سے پیٹریچ اور دوسرے آرتھوڈوکس چرچ کے سربراہوں سے تعلقات قائم رکھتا ہے چرچ کے اہم معاملات کے حل کے لئے پیٹریچ بشپوں کی ایک کونسل یا ایک لوکل کونسل بلاتا ہے اور ان مجالس کی

Marfat.com

صدارت کرتا ہے۔

۱۹۷۱ء میں منعقدہ روسی آرتھوڈوکس چرچ کی لوکل کونسل میں ۱۹۴۵ء میں منعقدہ سابقہ لوکل کونسل سے لیکر اب تک کے عرصے کی ماسکو پیٹریجیٹ کی سرگرمیوں پر بحث کی گئی اس کے علاوہ روسی آرتھوڈوکس چرچ اور نان آرتھوڈوکس عیسائی چرچوں کے باہمی تعلقات اور عقائد اور روسی آرتھوڈوکس چرچ کی وزارت برائے قیام امن بھی موضوع بحث رہی۔ کونسل نے ان چرچ کے افراد کے خلاف عائد کردہ پابندیاں بھی اٹھادیں جنہوں نے پیٹریچ نکون (پرانے عقائد پرست) کی اصلاحات ماننے سے انکار کردیا تھا کونسل نے کروٹیٹسی کے میٹروپولیٹن پومن اور ماسکو اور پورے روس کے کو لومنا پیٹریچ کا انتخاب کیا۔

آٹھ اراکین پر مشتمل کلیسائی مجلس پیٹریچ کی مشاورتی مجلس ہے جو چرچ کا انتظام کرنے میں اس کی مدد کرتی ہے۔ کلیسائی مجلس چرچ کی اندرونی زندگی کے تمام موضوعات پر مسائل، رابطوں، بیرون ملک پیریشس کی سرگرمیوں پر غور وخوض کرتی ہے اور مناسب فیصلے کرتی ہے جس پر پیٹریچ اور کلیسائی مجلس کے ممبران دستخط کرتے ہیں۔

روسی آرتھوڈوکس چرچ ۷۶ ایراچیس میں منقسم ہے جس کی سرکردگی ۱۲ میٹروپولیٹن ۲۸ آرچ بشپ اور ۳۶ بشپ کرتے ہیں ایک ایراچی ڈسٹرکٹوں میں منقسم ہوتی ہے جس کی سرکردگی ایک سپرنٹینڈنٹ کرتا ہے جو پرائسٹ ہڈ کی سرگرمیوں کی نگرانی کرتا ہے۔

بیرون ملک کئی روسی آرتھوڈوکس پیریشس ہیں۔ فرانس، امریکہ، مغربی جرمنی، برطانیہ ارجنٹائن، کینیڈا اور دوسرے ممالک میں جو ماسکو کی پاسٹر کے زیر قانون آتے ہیں۔ ان کی نگرانی کے لئے سپرنٹنڈنٹوں کے ڈسٹرکٹ اور مشن قائم کیے گئے ہیں۔

روسی آرتھوڈوکس چرچ کے بہت عرصے سے اپنی مونیسٹریس قائم ہیں۔ اس وقت ملک میں ۱۹ مونیسٹریس کام کررہی ہیں ان میں سے خاص طور پر مندرجہ ذیل مشہور ہیں: ٹرینیٹی کی سینٹ سرجیئس کی موناسٹری جو ۱۴ویں صدی میں قائم کی گئی، پوچیف

Marfat.com

موناسٹری آف دی ایسیمشن (۱۳ ویں صدی) اور پسکووین موناسٹری آف دی کیوز جو ۵ اویں صدی میں قائم ہوئی۔

روسی موناسٹری کے قدیم بیشوں میں سے ایک اکون پینٹنگ ہے آرتھوڈوکس قدیم اکون پینیسٹر مثلاً آندرے روبلوف، ڈالوانی سیئس، سیمون اشاکوف اور کئی دوسروں نے ایسے شاہکار چھوڑے ہیں جو آج تک دنیا کے لئے قابل فخر ہیں۔

سوویت یونین میں مسلمانوں کے مذہبی امور چار خود مختار مذہبی مراکز سرانجام دیتے ہیں۔

• وسط ایشیاء اور قازقستان کے مسلمانوں کے علماء کا بورڈ ازبکستان، کرگیستریا، تاجکستان، ترکمانیہ اور قازقستان میں رہنے والے مسلمانوں کے روحانی امور کی نگرانی کرتا ہے خود بورڈ کا دفتر تاشقند کے شہر میں واقع ہے۔

• ٹرانس کوکیشن کے مسلمانوں کے علماء کا بورڈ آذربائیجان، جیورجیا اور آرمینیا میں رہنے والے شیعہ اور سُنی فرقے کے مسلمانوں کے روحانی معاملات کی دیکھ بھال کرتا ہے بورڈ کا مرکز باکو میں واقع ہے۔

• شمالی کوکیشن اور داغستان کے مسلمانوں کے علماء کے بورڈ کا مرکز بوئی نکسک (داغستان) میں واقع ہے۔

• سوویت یونین کے یورپی حصے اور سائبیریا کے مسلمانوں کے علماء کا بورڈ ان حصوں میں مقیم مسلمانوں (ماسوائے شمالی کوکیشن اور داغستان) کے مذہبی امور کی نگرانی کرتا ہے اور اس کا مرکز یوفا کے شہر میں ہے۔

مسلمانوں کے علماء کے بورڈ کی ساخت اور اہلیت کی وضاحت ان کی داخلی زندگی کے قواعد وضوابط کے ذریعہ ہوتی ہے جسے مسلم انجمنوں کے نمائندوں کے کنونشنوں میں وضع کیا اور مختار بنایا جاتا ہے۔

Marfat.com

مسلمانوں کے علماء کے بورڈ ان کے قوانین کے مطابق مسلک اور عبادات سے متعلقہ مذہبی عقائد کے مسائل حل کرتا ہے۔ مذہبی عقائد کے مسائل پر دیئے گئے علماء کے بورڈ کے فیصلوں سے جن پر مفتی یا شیخ الاسلام کے دستخط ہوتے ہیں دینداروں کو آگاہ کیا جاتا ہے کئی دوسری چیزوں کے علاوہ یہ فتوے بھی شائع کرتے ہیں جو مندرجہ بالا مسائل یا دوسرے مذہبی امور کی وضاحتیں ہوتی ہیں۔ سوویت یونین میں مسلم علماء کو مسلم اکیڈمی اور مدرسوں میں تربیت دی جاتی ہے۔

بدھ مت کے پیروکار زیادہ تر بُریات، تُووا، کالمک کے خود مختار ری پبلک روسی وفاق کے چیتا اور ارکتسک کے علاقوں میں رہتے ہیں ان کی مذہبی انجمنوں کی روحانی زندگی کی نگرانی عالموں کا ایک بورڈ کرتا ہے جسے مذہبی سوسائٹیوں کے نمائندے اور لاما کی کانگریس منتخب کرتی ہے۔ موخر الذکر وہ افراد ہیں جنھوں نے کسی موناسٹری میں خصوصی دینی کورس مکمل کیا ہو اور اپنے آپ کو مذہبی خدمات کے لئے وقف کر دیا ہو۔

بدھی بانڈیڈو ہیمبو لاما کے سربراہ کی قیام گاہ بُریات کے خود مختار ری پبلک میں ایوولگو کے گاؤں میں ہیمبو لاما سری (موناسٹری) میں واقع ہے۔ بدھیوں کے علماء کا بورڈ اور اس کا چیئرمین مذہبی عہدے عطا کرتا، لاما کا تقرر کرتا اور اس بات کی نگرانی کرتا ہے کہ لاما مذہبی عہد اور قوانین کی پابندی کریں۔ بدھی لاما سیریوں کی سربراہی شیرپیٹویز (صدر) کرتے ہیں اور ان میں بدھی ادب کی بڑی بڑی لائبریریاں ہوتی ہیں۔ حال ہی میں بُریاتا میں ایوولگا لاما سیری میں ایک نیا بدھی ٹیمپل تعمیر کیا گیا مذہبی تہواروں کے مواقع پر اس خود مختار ری پبلک کے کئی علاقوں کے عقیدت مند اس موناسٹری میں جمع ہوتے ہیں۔

موناسٹری میں رہنے والے لاما کے فرائض میں بدھیوں کے تہواروں کا منانا

Marfat.com

روزانہ عبادات میں شرکت کرنا اور پابندی سے مذہبی مجالس کا منعقد کرنا شامل ہے اس کے علاوہ وہ موناسٹری سے دور واقع مقامات پر جاتے ہیں جہاں عقیدتمندوں کی درخواست پر وہ مذہبی رسومات میں اپنے فرائض ادا کرتے ہیں۔

سوویت یونین اور منگولین پیپلز ری پبلک کے بدھی خاندانوں کے نوجوان افراد کی تربیت کے لئے ۱۹۷۰ء میں ایک اعلیٰ بدھی ادارہ کھولا گیا یہاں یہ بدھی ازم کے عقیدہ اور فلسفے سے متعلق متعدد بدھی مضامین کا مطالعہ کرتے، مقدس مضامین اور تبتی اور کئی جدید زبانیں سیکھتے ہیں۔ بعض طلباء تبتی طریقہ طب میں خصوصی دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں۔

سوویت یونین میں اور بیرون ملک قیام پذیر آرمینیائی مذہب پرست افراد آرمینین، گریگورین چرچ میں جمع ہوتے ہیں اس کی زیادہ تر انجمنیں بیرونی ممالک میں آرمینیائی کی جگہوں پر واقع ہیں جہاں آرمینیائیوں کی آبادی ہے جو انقلاب سے پہلے ترکوں کی نسل کشی اور ایذارسانی کی وجہ سے روس اور نام نہاد ترکی آرمینیا سے نقل مکانی کر گئے تھے۔ چرچ کی سربراہی سب سے بڑا بیٹریارچ کرتا ہے اس کی قیام گاہ آرمینیا کے قدیم مذہبی مرکز اپچمیاڈزن میں ہے جو آرمینیا کے صدر مقام اریوان سے زیادہ دور نہیں ہے۔ آرمینیائی چرچ کے بیرون ملک بشپ کے حلقے کی سربراہی آرچ بشپ اور بشپ کرتے ہیں۔

انجیلی عیسائی بپتسیوں کی انجمن کا سب سے بڑا ادارہ اسی فرقے کا آل یونین کنونشن آف ریپریزنیٹیو ہے جو چرچ کے امور کے انتظام کے لئے ایک آل یونین ای سی بی منتخب کرتا ہے جس کی سربراہی ایک چیرمین کرتا ہے ری پبلک TERRITORIES اور REGIONS میں خدا پرست SENIOR PRESBITERS اور PRESBITORIAL COUNCIB کا انتخاب کرتے ہیں یہ مقامی آبادیوں کی دینی

Marfat.com

سرگرمیوں کی دیکھ بھال کے لئے کلیسائی مشاورتی ادارے ہیں۔

سوویت یونین کی ۱۵ یونین ری پبلکوں میں سے دس میں واقع رومن کیتھولک چرچ کے کلیسائی حلقے کیوریس کے تحت آپس میں ملحق ہوتے ہیں موخرالذکر خود مختار مذہبی بورڈ ہیں مثال کے طور پر لتھوانیا کے سوویت ری پبلک میں کیتھولک کلیسائی حلقے چھ دینی مراکز کے زیرانتظام ہیں۔ لتویا کے سوویت ری پبلک کے کیتھولک کلیسائی حلقے رومن کیتھولک چرچ کے آرچ بشپ کے حلقے ریگا کے زیرانتظام ہیں ہیں۔ ٹرانس کارپاتھیا (یوکرین میں اُزگورڈ کا شہر) رومن کیتھولک چرچ کا انتظام سنبھالا ہے۔ سوویت یونین کے دوسرے شہروں میں کیتھولک دینی انجمنیں خود اپنا انتظام سنبھالتی ہیں۔

کُناس اور ریگا کے شہروں میں کیتھولک سیمناریاں پادریوں کو تربیت دیتی ہیں اوران کا نصاب VETICAN'S CONGREGATION FOR DOCTRINE OF THE FAITH کے قوانین کے مطابق مرتب کیا جاتا ہے کیوریس کے سربراہ جن کا تقرر ویٹیکن کرتا ہے۔ پابندی سے کینو میکل معائنہ کرتے اوران کی سرگرمیوں پر نظر رکھتے ہیں۔ یہ ویٹیکن اور بیرون ملک کیتھولک چرچوں اور تنظیموں سے رابطہ رکھتے ہیں انہوں نے دوسری ویٹیکن کونسل میں شرکت کی تھی اور روم میں پوپ کی بلائی ہوتی کانفرنسوں میں شرکت کرتے ہیں۔

سوویت یونین میں تین خود مختار مذہبی لیتھران مراکز (آگسبرگ مسلک کے) کام کررہے ہیں جنہیں کونسٹوریس کہتے ہیں۔ ایستونیا اور لتویا میں ان کی سربراہی آرچ بشپ کرتے ہیں اور لتھوانیا میں ایک پریذائیڈنگ چیرمین ان مراکز کے سربراہوں کا انتخاب عام کلیسائی مجالس میں کیا جاتا ہے جن میں پادریوں کے اور عام خدا پرستوں کے نمائندے شرکت کرتے ہیں۔ بیشتر میتھوڈسٹ ایستونیا کے ری پبلک میں رہتے ہیں ان کی مذہبی

Marfat.com

انجمنیں ایک چرچ کونسل بناتی ہیں جو میتھوڈسٹ چرچ کے سربراہ یعنی سپرنٹنڈنٹ کا انتخاب کرتی ہیں۔

ریفارمسٹ چرچ کے پیروکار لیتھوانیا اور یوکرین کے ٹرانس کارپاتھین علاقوں میں ملتے ہیں ان کی انتظامی مرکز لیتھوانیا میں کو لیٹو ریس ہیں جبکہ ٹرانس کارپاتھین علاقے میں بورڈ آف دی ریفارمسٹ چرچ ہے۔

سوویت حکومت کے تحت پرانے عقائد پرستوں کو مساوات حاصل ہے اور ان کو بھی وہی حقوق حاصل ہیں جو روسی آرتھوڈوکس چرچ اور دوسرے چرچوں کو حاصل ہے۔

پرانے عقائد پرستوں کا چرچ تین مختلف کرنٹس میں منقسم ہے۔

- بیلو کرینٹسا کونکورڈ کا اولڈ بیلیورز چرچ یعنی وہ چرچ جو بیلو کرینٹسا حکومت کو تسلیم کرتا ہے یہ ملک کا سب سے بڑا اولڈ بیلیورز چرچ ہے جو پورے سوویت یونین کے بیلو کرینٹسا کونکورڈ اولڈ بیلیورز کے کلیسائی حلقوں کو یکجا کرتا ہے اور اس کے مندرجہ ذیل ایبارچیس ہیں۔ ماسکو، کشینیف، کیف وینتسیا اور اوڈیسا کی ایبارچیس، ڈان اور کوکیسس کی، کلنٹسی اور نووو زبکوف کی اس کی سربراہی ماسکو اور آل رشیا کا آرچ بشپ کرتا ہے۔
- نیو جیلڈو پرائسٹ کونکورڈ کا اولڈ بیلیورز چرچ یعنی وہ چرچ جس نے سرکاری آرتھوڈوکس چرچ سے فرار ہونے والے پادریوں کو تسلیم کیا ۱۹۲۳ء سے اب تک اس کی اپنی الگ حکومت ہے اس کا کلیسائی مرکز بریانسک کے علاقے میں شہر نوو و زبکوف میں واقع ہے اس کونکورڈ کے پیروکار زیادہ تر ماسکو برنانسک، کرسک، کیبیشیف اور پرم کے ریجن میں کراسنادار اور ٹرانس بیکال کے علاقے میں رہتے ہیں۔ ایک آرچ بشپ ان کا سربراہ ہے۔

Marfat.com

۹ دی چرچ آف دی پریسٹ لیس اولڈ بیلیورز یعنی وہ چرچ جو پادریوں کی حکومت سے انکار کرتا ہے اور اس کا ایک واحد مرکز نہیں ہے لیتھوانیا میں ان لوگوں کی مذہبی آبادی ایک سپریم کلیسائی کونسل کے تحت یکجا ہے دوسرے علاقوں میں ان کے کلیسائی حلقے خود مختار مذہبی برادری کی حیثیت سے کام کرتے ہیں۔

تمام دینی مراکز بیرونی ممالک میں اپنی ساتھی دینی انجمنوں سے روابط رکھتے ہیں ان سے خط و کتابت کرتے اور ان کے کنونشنوں کانگریسوں اور کانفرنسوں میں اپنے وفود بھیجتے ہیں تقریباً تمام ہی دینی مراکز بین الاقوامی چرچ کی تنظیموں میں اور امن کے قیام اور قوموں کے درمیان دوستی کے فروغ کے لئے اقدامات میں سرگرمی سے حصہ لیتے ہیں۔

چرچوں کے درمیانی زندگی کے مسائل کے حل کرنے میں دینی مراکز مکمل طور پر آزاد ہیں جو مملکت سے چرچ کی علیحدگی کے اصول کے عین مطابق ہے۔

بعض مسالک کی مذہبی انجمنوں کے اپنے مراکز نہیں ہیں یہ بات مدتوں کے دوران رونما ہوئی جب عقیدہ پرستوں نے ایسے مراکز کے قیام کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کی یہ انجمنیں سوویت یونین میں انہیں حقوق کی حامل ہیں جیسے کہ دوسری مذہبی انجمنیں۔

مثال کے طور پر مذہب کے پابند یہودی عبادات کے لئے معبدوں میں جمع ہوتے ہیں یہ معبد ماسکو اور لینن گراڈ، کیف اور منسک، ریگا اور ولینئس، تاشقند اور طبیسی، ماسکو اور سوردلوفسک میں اوڈیسا میں اور کئی دوسرے شہروں میں واقع ہیں۔ معبدوں میں پابندگی سے توریت کی تلاوت اور عبادات ادا کی جاتی ہیں ماسکو کے معبد کے ساتھ ایک تالمودی اکیڈمی (یشوا) ہے کئی معبدوں میں مراسم مذہبی کے غسل خانے (مکوا) اور مذبح خانے ہیں۔

Marfat.com

دستور میں یہ بات وضاحت سے بتلائی گئی ہے کہ مذہبی تنظیموں کی کلی امداد صرف خود عقیدت مند ہی کریں گے۔ مذہبی تنظیموں اور پادریوں کی جانب سے کسی قسم کی جبری پیسوں کی وصولی یا ٹیکسوں کا عائد کرنا ممنوع ہے سوویت یونین میں چرچ کے فنڈز جو عقیدت مندوں کی جانب سے رضاکارانہ عطیات پر مشتمل ہوتے ہیں ٹیکس سے مبرا ہیں۔

مغربی پروپیگنڈا خصوصی طور پر مذہبی مسلک سے متعلقہ سوویت دستور کی سب سے اہم پابندیوں میں سے ایک پر بڑی پرزور تنقید کرتا ہے وہ ہے اسکول کی چرچ سے علیحدگی، وہ سوویت یونین کی اس بات پر مذمت کرتا ہے کہ بچوں کو جبراً مذہب سے برگشتہ کیا جاتا ہے اور یہ کہ ان والدین کو جو اپنے بچوں کی اپنے مذہب پر پرورش کرنا چاہتے ہیں، ایذا دی جاتی ہے اور انہیں بے رحمی سے دبایا جاتا ہے اور یہ کہ جو بچے اور نوجوان مذہب سے اپنی دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں ان کی تذلیل کی جاتی ہے اور ان پر جرمانے بھی عائد کیے جاتے ہیں وغیرہ۔ سوویت یونین میں مذہب کے حامی رائے عامہ کو متوجہ کرنے کے لیے اس بات کو دہراتے ہوئے نہیں تھکتے کہ سیکولر پرورش و تربیت کا نتیجہ بدچلنی کی صورت میں نمودار ہوتا ہے جبکہ صرف تنہا چرچ ہی "مادر اخلاقیات" بننے کے قابل ہے۔

اب یہ دیکھیے کہ حقیقی صورت حال کیا ہے؟

بچوں اور نوجوان افراد کی پرورش اور تعلیم کا فرض سوویت یونین میں سرکاری ادارے، عوامی تنظیمیں اور خود خاندان سرانجام دیتے ہیں سوویت یونین میں تعلیم عامہ کا مقصد ایک نئے معاشرے کے اعلیٰ تعلیم یافتہ، ہرفن مولا اور فعال معماروں کو مارکس اور لینن کے اصولوں پر کام کرنے کے اشتراکی رجحانات کا حامل بنانے کے لئے تربیت دینا ہے۔ معاشرے کے لیسے افراد تیار کرنا ہیں جو جسمانی طور پر

Marfat.com

صحت مند اور کامیابی کے ساتھ کام کرنے اور مملکت کے امور اور سماجی زندگی میں سرگرمی سے حصہ لینے کے اہل ہوں وہ اپنے مادر وطن کی بے جگری سے حفاظت کرنے اور اس کی مادی اور دانشورانہ دولت کی حفاظت کرتے اور اسے فروغ دینے کے قابل ہوں۔ اپنے اس ضخیم مقصد کے حصول کے لئے سوویت مملکت پرورش اور تعلیم کے سلسلے میں والدین، اسکول اور ایسے اداروں کے سامنے تکمیل کے لئے ذمہ دارانہ فریضے رکھتی ہے جیسے بچوں کی لائبریریاں، اسپورٹس کلب، آرٹ اور میوزک کے اسکول، نوجوانوں کے پائینر کیمپ اور کلب وغیرہ۔

سوویت یونین کے تعلیم عامہ کے بنیادی دستور کا آرٹیکل ۵۷ جسے ۱۹۷۳ء میں سوویت یونین کی سپریم سوویت نے اختیار دیا ہے والدین کو اس بات کا پابند کرتا ہے کہ وہ بچوں کی پرورش اعلیٰ اشتراکی اخلاقیات کے جذبے کے ساتھ اور سوشلسٹ خصوصیات کے حامل محتاط رویے کے ساتھ کریں گے ان میں کام کرنے کی عادت پیدا کریں گے اور معاشرے کے لئے مفید سرگرمیوں کی انجام دہی کے لئے تیار کریں گے ان کی جسمانی نشوونما اور صحت کا خیال رکھیں گے۔ اس کے علاوہ والدین کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ مناسب وقت پر بچوں کو اسکول بھیجیں گے اور تعلیمی اداروں میں ان کی حاضری کا خیال رکھیں گے اور ——— غیر حاضری سے پرہیز کریں گے۔ بچوں کے ثانوی تعلیم اور پیشہ ورانہ تعلیم کے حصول کے لئے ضروری حالات فراہم کریں گے۔ مزید برآں خاندان میں کی جانے والی پرورش کو تعلیمی اداروں قبل از اسکول، اداروں اور عوامی تنظیموں کے ذریعہ حاصل ہوتے والی تعلیم سے ہم آہنگ ہونا چاہیئے۔

بنیادی دساتیر یہ بھی شرائط عائد کرتے ہیں کہ حصول تعلیم کے سلسلے میں تمام شہری بلا لحاظ اصل، سماجی و مالی حیثیت، نسل و قومیت، جنس، زبان یا مذہب مساوی ہیں۔ تعلیم لازمی ہے اور ہر قسم کی تعلیم تمام بچوں اور نوجوانوں کو مفت دی جائیگی

Marfat.com

اور تمام تعلیمی ادارے حیثیت اور سماجی خصوصیات کے حامل ہونے چاہئیں کہ وہ مذہبی اثرات سے مبرّا اور سیکولر تعلیم کی ضمانت دیں۔

مؤخر الذکر شرط جو چرچ کی اسکول سے علیحدگی کے اصول پر مبنی ہے بچوں اور نوجوانوں کے عین مفاد میں ہے۔ حقیقت میں دیکھا جائے تو یہ ایک بالکل بے معنی بات لگے گی کہ اسکول میں ایک طالب علم دنیا کے متعلق مادی نقطہ نظر اور اس سے متعلق سائنسی مواد تو حاصل کر رہا ہے لیکن ساتھ ساتھ مذہب کے پیش کردہ فطرت اور سوسائٹی کے متعلق نظریاتی خیالات اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ نادیژدا کرپسکایا کا کہنا ہے "اسکول کی چرچ سے علیحدگی سوشلسٹ پروگراموں کا تقاضا تھی نہ صرف منطقی اعتبار سے بلکہ بچے کے حقوق کے مدنظر بھی۔ بچوں کو سائنس کی تردید کرنے والے بیانات ذہن نشین کرنے سے محفوظ رکھنا چاہیئے۔" بچوں کو اور نوجوانوں کو عالمگیر سائنسی ٹیکنالوجیکل جسمانی اور اخلاقی تعلیم فراہم کرنا اور ان کی پرورش کرنا سوویت مملکت کی ذمہ داری ہے لیکن وہ مذہبی تعلیم میں حصہ نہیں لیتی۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ مذہبی عقائد سے متعلقہ سوویت دستور بچوں کو گھر میں مذہبی تعلیم دینے سے نہیں روکتے بشرطیکہ وہ مسلمہ قوانین کی پابندی کریں دستور کے ذریعہ عائد کردہ قوانین بچوں کو مذہبی عقائد جبراً ذہن نشین کرانے سے روکتے ہیں جو سوویت دستور کے حقیقی انسانی جوہر کا اظہار ہے۔

مطالعۂ روس کے بورژوائی ماہرین سوویت دستور کے مذہبی عقائد سے متعلقہ اس حصے پر بھی خاص طور پر تنقید کرتے ہیں جو چرچ کی خیراتی سرگرمیوں پر پابندی عائد کرتے ہیں وہ پوچھتے ہیں کہ جب یہ حق چرچ کو سرمایہ دار ممالک میں حاصل ہے تو آخر سوویت یونین میں کیوں نہیں ہے؟

چرچ، ہسپتالوں، یتیم خانوں، معذروں کے گھر، بوڑھوں کے ہوسٹل اور دوسرے

Marfat.com

نام نہاد خیراتی اداروں کا ایک بڑا جال قائم کرنے کی حوصلہ افزائی کے ذریعہ بورژوائی آبادی پر خود اپنا اثر مستحکم بناتے ہیں۔ چرچ کی تمام اقسام کی خیراتی سرگرمیاں عوام کے خیالات پر اثر انداز ہونے میں بورژوائیوں کی مدد کرتی ہیں اور اس طرح آزادیٔ ضمیر کے اصول کی خلاف ورزی کرتی ہیں۔

اس ملک میں مذہبی تنظیموں کو خیراتی سرگرمیوں کی اجازت نہیں دی جا سکتی کیونکہ عوام کی مذہبی ضروریات پورا کرنے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی ایسی کسی سرگرمی کی عملی طور پر کوئی ضرورت ہے۔ ایک سوشلسٹ سوسائٹی میں جہاں آبادی کی بہبود کا اعلیٰ معیار حاصل کیا جا چکا ہے جس سے افلاس، بھوک اور بیروزگاری کا خاتمہ کیا جا چکا ہے جہاں سماجی تحفظ کا ہر مسئلہ محنت کش افراد کو مناسب تفریحی سہولیات کی فراہمی اور آبادی کو مناسب ثقافتی اور تعلیمی کام کی فراہمی سوشلسٹ مملکت کی ذمہ داری ہوتی ہے کیونکہ سوویت عوام کی خوشحالی کا معیار مسلسل بہتر ہوتا جا رہا ہے کام کرنے کے حالات اور حالاتِ زندگی بہتر ہوتے جا رہے ہیں، عوام کی صحت، تعلیم اور ثقافت ترقی پا رہی ہے تو پھر چرچ کی خیرات بالکل بے معنی بن جاتی ہے۔

تو اس طرح سوویت مملکت کسی بھی مذہب کے لئے عبادات کرنے کے لئے تمام ضروری حالات مہیا کرتی ہے لیکن ان سے صرف ایک بات کا تقاضا کرتی ہے وہ ہے قانون کی مکمل پابندی۔

سوویت قوانین مذہبی اجلاسوں کے ایسی سیاسی سرگرمیوں کے لئے استعمال کو ممنوع قرار دیتے ہیں جو مملکت کے مفادات کے خلاف ہو جن کا مقصد مذہب پرستوں کو ان کے شہری فرائض کی انجام دہی سے روکنے پر اکسانا، پبلک اور سیاسی زندگی میں حصہ لینے سے روکنا، ان کو ایسی رسومات انجام دینے پر اکسانا جس میں مذہبی جنون پر

Marfat.com

مبنی ظلم شامل ہو اور جس سے شہریوں کی صحت متاثر ہوتی ہو یا تعصب پیدا کرنے کے لئے دھوکہ دہی یا فریب پر مبنی سرگرمیاں جاری رکھنا ہو اس کے علاوہ مذہبی انجمنوں کو مذہبی افراد کو کسی قسم کی رقومات ادا کرنے پر مجبور کرنے کا حق بھی نہیں دیا جاتا ہے۔

یہ صاف ظاہر ہے کہ یہ تمام تقاضے خالص انسانیت پر مبنی خصوصیات کے حامل ہیں یہ چرچ کی مملکت سے علیحدگی کے اصول کی نہ تو خلاف ورزی کرتے ہیں اور نہ ہی کسی طرح سے آزادیٔ ضمیر کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

سوویت دشمن بورژوائی پروپیگنڈا ان مطالبات کو چرچ کی آزادی پر پابندی قرار دیتا ہے ہمارا جواب یہ ہے کہ دنیا میں ایک بھی ایسا ملک نہیں ہے جو مذہب کے بھیس میں دستور کی اور عام مسلمہ معیار کی خلاف ورزی برداشت کرے۔ مذہب پرست اس وقت تک خود ساختہ قوانین پر عمل کرسکتے ہیں جب تک کہ یہ قوانین مملکت کے قوانین کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔

یہ بات تاکیداً دہرائی جاتی ہے کہ سوویت دستور خصوصی قانونی معیار قائم کرتا ہے جو مذہب پرستوں، مذہبی انجمنوں اور چرچ کے اراکین کے جائز حقوق کی خلاف ورزی کے خلاف تحفظ فراہم کرتے ہیں یہ قوانین مذہبی رسومات اور تہواروں کی ادائیگی میں دخل اندازی نہ کرنے کی اس وقت تک ذمہ داری لیتے ہیں جب تک کہ یہ عوامی نظم و نسق یا شہری حقوق کو درہم برہم نہیں کرتے۔ مذہب پرستوں کے خلاف کسی بھی قسم کے ناروا سلوک اور ان کے عقیدے کے کسی بھی قسم کی خلاف ورزی کی سختی سے ممانعت ہے۔ سوویت یونین کی سپریم سوویت کی پریذیڈیم کے ۱۸ مارچ ۱۹۶۶ء کے حکم اور دوسرے یونین ریپبلکوں کے مماثل فیصلوں کے مطابق کسی بھی شہری کے مذہبی رجحانات کی بناء پر اسے ملازمت دینے سے انکار کرنا یا کسی تعلیمی ادارے میں داخلہ دینے سے انکار کرنا، کسی تعلیمی ادارے سے یا ملازمت سے نکالنا، قانون کے

Marfat.com

تحت مسلمہ شہری مراعات و فوائد سے محروم رکھنا یا ان کے حقوق کی خلاف ورزی کرنا قانونی طور پر جرم ہے۔

سوویت یونین میں چرچ اور مملکت کے درمیانی تعلقات لینن کے حقیقی سائنسی اصولوں پر مبنی ہیں۔ سوشلسٹ تعمیر کے ہر مرحلے پر سوویت مملکت کی مذہب چرچ اور مذہب پرستوں سے متعلقہ پالیسی کا سب سے بڑا مقصد کمیونسٹ تعمیر کے سماجی و اقتصادی اور سیاسی مسائل کے حل کے لئے سوویت سوسائٹی کو یکجا کرنا ہے۔ سوویت یونین کا ہر شہری چاہے آرتھوڈوکس ہو یا کیتھولک، بپتسمت ہو یا یہودی، مسلمان ہو یا بدھی کسی بھی مذہب کا ماننے والا ہو یا منکر ہمارے ملک میں اسے مساوی حقوق حاصل ہیں اور اسے اس کے پیشہ ورانہ اور سوشل سرگرمیوں کو ترقی دینے کے تمام مواقع حاصل ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ وی آئی لینن۔ مجموعہ مضامین ماسکو
جلد ۱۰ صفحہ ۴۸

۲۔ گزٹ آف آر ایس ایف ایس آر سپریم سوویت ۱۹۷۵ء
شمارہ ۲۷ (روسی زبان میں)

۳۔ سوویت یونین کے طلباء جو حالیہ طور پر مختلف ممالک میں زیر تعلیم ہیں، بپتسمت، لوکاؤ کے قصبے میں (عوامی جمہوریہ جرمنی) بپتسمت سیمی ناری ہیں۔ کیتھولک، پیرس کیتھولک انسٹی ٹیوٹ اور وارسا کے ہائیر کیتھولک اسکول ہیں مسلمان، اردن کی اسٹیٹ یونیورسٹی اور لیبیا کی اسلامک یونیورسٹی میں ۔ بدھی، نیپال میں، ڈیماسکس یونیورسٹی میں اور یولان باطور میں ہائیر بدھسٹ اسکول ہیں۔

۴۔ گزٹ آف دی یو ایس ایس آر سپریم سوویت ۱۹۷۳ء

Marfat.com

شمارہ ۳۰ صفحہ ۳۹۲

۵۔ انقلابِ اکتوبر کی چرچ اور مذہب پر نمایاں شخصیت، ماسکو ۱۹۶۸ء

صفحات ۱۱۵، ۱۱۷ (روسی زبان میں)

Marfat.com

Marfat.com

سیکولرازم اور سوشلزم کا روحانی تمدن

دنیا کے متعلق مارکسی اور لیننی نظریئے کی تشکیل میں جو سوویٹ عوام کی روحانی دنیا کا مرکزی نقطہ ہے، سیکولرازم سب سے اہم عنصر ہے۔ سائنسی سیکولرازم صرف مذہب کی نفی نہیں ہے بلکہ سب سے پہلے یہ نمایاں طور پر تمام فلسفیانہ اور اخلاقی حیثیت کی غالب قدر کے طور پر کام کرتے ہیں جو انسان کو فطرت اور سوسائٹی کی نشوونما کے واقعیت پسندانہ قوانین کے علم سے آگاہ کرتا ہے یہ اسے شخصی جائیداد کی انفرادیت سے آزاد کرتا ہے، زندگی کے معمولات کی جانب مثبت نقطہ نگاہ پیدا کرتا اور سوویت معاشرے کے ثقافتی اقدار کے نظام میں ایک اہم جگہ حاصل کرتا ہے۔

انسانیت کی سب سے بڑی خدمات میں سے ایک جو مارکس، اینگلز اور لینن نے انجام دی وہ تمدن کو مذہب کی قید سے چھٹکارا دلانے کا عملی کارنامہ تھا جس کا وافر نظریاتی ثبوت انہوں نے تاریخ میں پہلی دفعہ پیش کیا۔ حتمی تجزیئے میں اس کارنامے کا مطلب ایسے حالات زندگی پیدا کرنا ہے جن میں انسانیت تاریخ کے ایک حقیقی کردار کے معیار تک پہنچنے کے اور ایک متوازن شخصیت کا

Marfat.com

حامل انسان بننے کے صحیح معنوں میں قابل ہوسکے۔ کلچر کو مذہب سے آزاد کرنے کا مسئلہ سب سے زیادہ انسان اور فطرت کے اور خود انسانوں کے باہمی تعلقات کو تبدیل کرنے کی ضرورت سے ظاہر ہوتا ہے بلاشبہ یہ بات ان کی آگاہی میں بعض تبدیلیوں اور ماہیتی طور پر روحانی نشوونما کے ایک نئے درجے پر مبنی ہے۔

یہ دنیا کے متعلق مذہبی نظریہ ہی تھا جس نے ایک ایسی صورتحال کے پیدا ہونے میں مدد دی جس میں ہزاروں سالوں کے عرصے میں سوسائٹی کی مادی، سماجی اور روحانی طاقتوں نے مختلف غاصبانہ شکلیں اختیار کیں جس میں انسانی روح نے خود اپنی مخالفت کی کیونکہ انسان کی غاصبانہ تعمیری قوتیں استبداد کے لئے استعمال ہوئیں۔ انسانی تہذیب میں یہ المناک دور حادثاتی نہیں تھا۔

اس وقت کی سوسائٹی کے ناپختہ مادی حالات اور خود سماجی طاقتوں کی وجہ سے اس سے مفر حاصل کرنا ممکن نہ ہوسکا اور اس ناپختگی نے مذہب کی نشوونما کے لئے زرخیز زمین کا کام کیا۔

مارکس نے لکھا " حقیقی دنیا کا مذہبی ردعمل کسی بھی صورت میں صرف اسی وقت ختم کیا جاسکتا ہے جب روزمرہ زندگی کے عملی تعلقات انسان کو اپنے ساتھی انسانوں اور فطرت کے معاملے میں صرف مکمل طور پر قابل فہم اور معقول تعلقات کی پیش کش کریں۔"

سوسائٹی کے زندگی کے عمل پر سے، جو مادی پیداوار کی بنیاد پر قائم ہے، اس وقت تک یہ اسرار پردہ نہیں اٹھایا جاسکتا جب تک کہ اسے آزادانہ اشتراک کے حامل انسانوں کی پیداوار نہ سمجھا جائے اور اسے وہ ایک طے شدہ منصوبے کے مطابق باقاعدہ سرانجام نہ دیں۔ تاہم یہ کام سوسائٹی سے ایسے مخصوص ٹھوس بنیادی کام یا حالات زندگی کا متقاضی ہے جو بذات خود ترقی کے ایک

Marfat.com

طویل اور تکلیف دہ عمل کی اچانک پیدا وار ہے۔"

انسان مذہب سے صرف اس حد تک چھٹکارہ پا سکتے ہیں کہ جس حد تک وہ اپنی حقیقی تعمیری اہلیت اور خود اپنی کاوشوں سے دنیا کو بدل دینے کی صلاحیت کا استعمال کریں۔ انسان کی عملی سرگرمی ناگزیر طور پر اس کے دل میں حقیقت کی سچائی کا خیال ڈال دیتی ہے۔ تاریخی تجربات شاہد ہیں کہ مشقت کا عمل خود انسان کو تبدیل کر دیتا ہے جب انسان نہ صرف مادی بلکہ غیر مادی روحانی کلچر کی تعمیر کرتا ہے تو فطرت کے متعلق اس کا علم وسیع اور عمیق ہوتا ہے اور اس کی داخلی دنیا مالا مال ہو جاتی ہے یہ تعمیر کا عمل ایک ٹھوس مادی بنیاد سے ابھرتا ہے اور مادی اشیائے کے فروغ میں ایک واضح حالت کا اظہار کرتا ہے۔ روحانی تمدن پر ہمیشہ سوسائٹی کی سماجی واقتصادی نشوونما فیصلہ کن انداز میں اثر انداز ہوئی ہے اور اس کی ایک ٹھوس تاریخی فطرت ہے۔

اس حقیقت کو نظر انداز کرتے ہوتے بورژوائی سوشیالوجسٹ یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ روحانی تمدن ناقابلِ تغیر ہے اور اس کا سرچشمہ مذہب ہے مذہب اور روحانی تمدن کی شناخت میں یہ اس سے بھی آگے بڑھ جاتے ہیں۔ یہ نظریات جو نظام تمدن میں مذہب کے کردار کو قطعی قرار دیتے ہیں انہیں سائنسی رنگ دینے کی اپنی مختلف کوششوں کے باوجود دراصل روایتی دینی صورت حال سے کہیں دور کا تعلق رکھتے ہیں۔

دنیا کے نقطۂ نگاہ سے مذہب کی غلط بیانی اسے روحانی تمدن کی تاریخ سے خارج کر دینے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ انسانی تاریخ کے بعض ادوار میں مذہب نہ صرف اظہار حقیقت کی سب سے پہلی شکل تھی بلکہ کارل مارکس کے الفاظ میں' " اس دنیا کا عام نظریہ، اس کے مخزن علوم کا خلاصہ، اس کی منطق کی معروف شکل .... اس کی اخلاقی منظوری تھی ..."

Marfat.com

مذہب کی اس دسترس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ تمدن کی نشو و نما کا تعلق غیر مُنفک طور پر سیکولرائزیشن کے عمل سے ہے یعنی انسانوں کی مذہبیانہ رجحان سے غیر مذہبیانہ رجحان میں تبدیلی.....

سیکولرازم تمدن کو ایک عوامی ذریعہ استبداد سے چھٹکارہ حاصل کرنے اور اور اس کی ہمہ گیر نشو و نما کے ایک ذریعے میں تبدیل کر دیتا ہے اور اس طرح ایک نئے تمدن کی تشکیل کے لئے ایک ضروری شرائط بن جاتا ہے جو سوسائٹی کی سوشلسٹ تنظیم کی ضروریات اور مقاصد سے مطابقت رکھتا ہے۔

سوشلسٹ تمدن عالمی تمدن کی ترقی کا بلند ترین درجہ ہے ایک جانب یہ محنت کش افراد اور ان کے محافظ دستے یعنی محنت کش طبقے کی جانب اپنے صاف اور واضح رجحان کے لحاظ سے اور اپنی پارٹی اسپرٹ کے لحاظ سے جو محنت کش طبقے اور کمیونزم کے لئے کام سے ظاہر ہوتی ہے سابقہ اور موجودہ دور کے تمدنی نظاموں سے بنیادی طور پر مختلف ہے دوسری جانب دنیاوی تہذیب کی کامیابیوں پر انحصار کرتے ہوئے یہ دنیا کے انسانوں کے تشکیل کردہ تمام بہترین اور سب سے زیادہ ترقی یافتہ (ترقی پسند) عناصر کو اپنے اندر جذب کرتا ہے۔

آج ہمیں یہ دعویٰ کرنے کا پورا حق حاصل ہے کہ پوری طرح پختہ کار سوشلزم کا تمدن سوشلسٹ طریقۂ زندگی کی تشکیل کرنے اور اسے بہتر بنانے اور اس کے بلند ترین مقصد یعنی نئے انسان کو تعلیم دینے کا ایک با اعتبار ذریعہ ہے اس تمدنی و تاریخی عمل کا نیا رخ مذہب کی تصوراتی روحانی اقدار کی نفی کرتا ہے اور دنیا کے متعلق مادی نقطہ نگاہ اس کا تحریری عنصر بن جاتا ہے سوویت یونین کی مختلف قومی ری پبلکوں اور ریجن میں کئے جانے والے عوامی مطالعاتی جائزوں سے اس

Marfat.com

بات کا یقین بخش ثبوت ملا ہے کہ مذہب کا اثر آبادی کے تمام طبقاتی اور گروہوں پر سے یقینی طور پر کم ہو رہا ہے۔ سیکولر عقائد کافی وسیع طور پر پھیل چکے ہیں یہ تمام باتیں سوشل، سائنسی اور تکنیکی ترقی کے محنت کش طبقے کے شعور پر گہرے اثر کی علامات ہیں۔ سوشلزم میں ایسی ترقی عوام میں پیشہ ورانہ ترقی اور تعلیم کے بڑھتے ہوئے معیار اور تمدن کے ذریعے مادی دنیاوی نقطۂ نگاہ کی تصدیق کرتی ہے۔

یہ حقیقت کہ سیکولرازم سماجی ادراک میں اب ایک بڑے پیمانے پر واقع ہونے والا عمل بن چکا ہے ایک بنیادی طور پر اہم نتیجے کا ماخذ بنتی ہے۔ فی الحال مذہب کے خلاف روایتی پروپیگنڈے سے سیکولرازم کے پروپیگنڈے کی جانب تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ مذہب کی یکسر تردید کرنے کے بجائے لینن کے مشورے کی روشنی میں سیکولر کام کے طریقوں کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے لینن کے مشورے کے مطابق عوام کو سیکولر پروپیگنڈے کے انواع و اقسام کے مواد اور زندگی کے مختلف میدانوں سے حقائق فراہم کرنے چاہئیں۔

سیکولر عقائد کی تشکیل تمدن کی کامیابیوں، سائنسی اور فلسفیانہ علم کے وسیع میدان، کمیونسٹ اخلاق کے اصولوں اور نئے طریقے زندگی کے عملی اطلاق کی بنیادوں پر کی جانی چاہیئے۔

سیکولر تعلیم پر عمل کے دوران سوشل سائیکالوجی میں مرتب شدہ اس بیان کا اطلاق کرنا چاہیئے کہ عوامی حکومت ذرائع ابلاغ (اخبار، ریڈیو، ٹی وی، سینما وغیرہ) آبادی کے ایک بڑے حصے تک تمدن کی رسائی کا ذریعہ بنتے ہیں اور یہ بہ نسبت تردید کے ذریعے کے بطور اپنی بات منوانے کے آلہ کار کے زیادہ مؤثر ہوتے ہیں۔ بہ الفاظِ دیگر دنیا کے متعلق شخصی نقطۂ نگاہ غیر سائنسی نظریات و خیالات براہ راست تنقید کے بہ نسبت اسی وقت زیادہ تیزی سے اور بنیادی طور پر

Marfat.com

تبدیل ہوتا ہے جب کہ ایسے خیالات و نظریات کی جگہ دوسرے خیالات و نظریات پیش کیے جائیں جہاں تک سیکولر پروپیگنڈے کا تعلق ہے یہ اس بات کا متقاضی ہے کہ عوامی ذرائع ابلاغ کے ذریعے فلسفیانہ فطری، سائنسی اور انسانی علم کی ترویج کی جائے۔ سیکولرازم کی سائنسی ماہیت اور اخلاقی و ثقافتی اقدار پر زور دیا جائے اور اس کے ساتھ روایتی مذہبی نظریات و عادات پر تنقید کی جائے۔

سیکولرازم اور کلچر کے درمیان باہمی روابط اور عمل نوعیت کے اعتبار سے جدلیاتی ہیں۔ سائنسی سیکولرازم سوشلسٹ کلچر کے ترقی و نشوونما کے لئے زرخیز میدان کا کام کرتا ہے جب کہ مؤخرالذکر دنیا کے سائنسی مادیاتی نقطہ نگاہ کی ترویج اور اس کو منوانے میں حصہ لیتا ہے۔

اس ضمن میں سابقہ نسلوں کی حاصل کردہ تمام روحانی دولت کی سیکولر تشخیص بشمول ثقافتی ورثے اور چرچ کی طرز تعمیر اور مصوری کے شاہکاروں کے بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ عوام کی ثقافتی روایات اور روحانی تاریخ کی تشخیص میں واضح طبقاتی معیار کے ذریعے ہم سچی اقدار اور جھوٹی اقدار کے درمیان تمیز کر سکتے ہیں یہ وہ عناصر ہیں جو ہماری پیشقدمی میں ہماری مدد کرتے ہیں۔ وہ دوسرے عناصر ہیں جو اس میں رکاوٹ کا باعث بنتے ہیں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ ہر قوم کے روحانی ورثے روایات اور روزمرہ زندگی میں اچھے عناصر کے ساتھ ساتھ خراب عناصر بھی شامل ہوتے ہیں لہٰذا درپیش امر یہ ہے کہ ان تمام فرسودہ عناصر سے چھٹکارہ حاصل کیا جائے جو سوویت شہری زندگی کے معیار و اصولوں کے خلاف ہوں۔

ذہن میں یہ بات یاد رکھتے ہوئے کہ سوشلسٹ رسومات، سوویت طریقۂ زندگی اور اس کی روحانی اقدار کے پروپیگنڈے کے نظام کی تشکیل کرتے ہیں۔

Marfat.com

سوویت تہواروں اور رسومات کو ان مذہبی تہواروں اور رسومات کے دو بدو لانا چاہئیے جو مذہب کا ایک اہم تمدنی عنصر ہیں۔

یوکرین میں سوشلسٹ رسومات منانے سے متعلق بعض تاریخی تجربات ہوئے ہیں کئی گاؤں میں لوگ چرچ کی رسومات کو بھول گئے ہیں کیونکہ ان کی جگہ نئے جشنوں نے لے لی ہے مثلاً کمیونٹی میں اجتماعی کاشت کاری کا آغاز، پہلی بار ہل کا چلانا، جنگی ہیروؤں کو خراج عقیدت اور خاندانی رسومات کا ایک پورا سلسلہ، نئی رسومات، کو رائج کرنے کے مسئلے پر زیادہ توجہ دینے کی وجہ سے ان کے پھیلنے میں بڑی مدد ملی۔

ترقی یافتہ سوشلسٹ سوسائٹی میں سائنسی سیکولر کام کے مؤثر ین کو ڈھلنے کے نئے امکانات کی راہیں پیدا ہوگئی ہیں۔ سوویت اصلیت اور مختلف اقسام کے بڑے پیمانے پر پروپیگنڈے کے زیر اثر مذہبی اعتقادات ختم ہوجاتے ہیں۔ نئی سوسائٹی کی تعمیر میں مذہب پرستوں کی شرکت سے ان کے مذہبی عقائد کے ختم ہونے اور نئی نسل میں ان عقائد کی منتقلی کا عمل منقطع ہونے کے لئے سازگار ماحول پیدا ہوجاتے ہیں۔ تمدن اور مذہب کے باہمی روابط کا مسئلہ شدید نظریاتی جدوجہد کا باعث ہے۔ بورژوائی مذہبی پروپیگنڈہ غلط بیانی کے ساتھ مذہب کو بطور ابدی رُوحانی اقدار کے مال خانے کے پیش کرتا ہے۔ ان غلط بیانوں نے تاریخ کے کئی ادوار میں مذہب کی جانب سے سماجی اور دانشورانہ ترقی کی مخالفت کو چھپانے کی بڑی کوششیں کی ہیں۔

روس میں عیسائیت کے متعارف ہونے کی ہزارویں سالگرہ کے موقع پر مذہبی پروپیگنڈہ کرنے والے مذہب میں دلچسپی کو دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو ان کے مطابق روسی تمدن کی بنیاد ہے۔ عیسائیت کو روحانی ثقافتی اقدار کی تشکیل اور بشمول جدید انسان کی روحانی نشوو نما کی تشکیل کو فروغ دینے

Marfat.com

والے مذہب کی حیثیت سے پیش کیا جا رہا ہے۔

ان جعلسازیوں کا پردہ چاک کرنے میں یہ ثبوت اہم کردار ادا کرتا ہے جو تبلاتا ہے کہ صرف افراد ہی تاریخ کے بشمول روحانی تاریخ کے حقیقی خالق ہوتے ہیں۔ مختلف یادگاروں اور آثار قدیمہ کے کوائف بتلاتے ہیں کہ دور ما قبل عیسائیت میں کیو روس میں روحانی تمدن کے عناصر پہلے سے موجود تھے جیسے جیسے انسان نے ترقی کی اور ایک "دوسری فطرت" کی تشکیل میں حصہ لیا، اس کی روحانی دنیا نے بھی جو تمام سماجی تعلقات کا اظہار تھی، ایک شکل اختیار کی۔ اصل حقیقت کو عجیب و غریب تصوراتی شکلوں میں ظاہر کرتے ہوئے مذہب کو مجبوراً تمدن کی کامیابیوں پر انحصار کرنا پڑا۔

مذہبی افراد سوویت دشمن پروپیگنڈا کرنے والوں کے ساتھ مل کر "حقیقت پسند" محققین کا سوانگ بھر لیتے ہیں۔ مثال کے طور پر روم میں ایک سمپوزیم میں اس بات پر اصرار کیا گیا کہ یوکرین کا دنیاوی نقطہ نگاہ دراصل ایک مخصوص مذہبی پن بلکہ الوہیت سے پر اسرار روابط کی خصوصیت ہے۔ ان تمہیدوں سے مذہب پرست نیشنلسٹ نظریہ نگاروں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یوکرین اور روس کی ترقی کی تاریخی راستے مخالف سمتوں میں گامزن تھے اور یہ کہ یوکرین سوشلسٹ نظریات مطابقت نہیں رکھتا۔ اسی طرح کی جعلسازیاں وسط ایشیا کے لوگوں کی زندگی میں اسلام کا بنیادی کردار ثابت کرنے اور بالٹک ری پبلکوں میں تمدن کی ترقی میں کیتھولک مذہب کا بنیادی کردار ثابت کرنے کی کوششوں میں استعمال کی گئیں۔

آج کل مذہبی نظریہ نگار تاریخ کا نئے سرے سے مطالعہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ یہ تاثر قائم کیا جا سکے کہ تہذیب کے تمام مراحل میں بشمول موجودہ دور کے مذہب نے ایک مثبت کردار ادا کیا ہے۔ کئی بورژوائی محققین روحانی

Marfat.com

تمدن کے مستقبل کی کڑی ایک مذہبی نشاط ثانیہ اور سوسائٹی کے سیکولرازم کے چھٹکارہ پانے سے جوڑتے ہیں۔ اس الزام کو کہ سوویت یونین میں عیسائی بہ نسبت ایک نظامِ عقائد کے ایک تمدنی آماج گاہ کے طور پر اس مذہب پر قائم ہیں، اس مقصد کی حمایت میں پیش کیا جاتا ہے۔

یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ عیسائی تمدن کو دوبارہ بیدار کرنے، روسی اور یورپی عوام کی فطری مذہبی خصوصیت کے مطابق دلائل پیش کرنے سے کس کو فائدہ پہنچتا ہے؟ ان قیاس آرائیوں کا مقصد واضح طور پر یہ ثابت کرنا ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف دنیا کا سوشلسٹ نظام صرف تاریخ کی ایک لہر ہے جب کہ عیسائی تہذیب دراصل بنیادی اور ابدی وجود رکھتی ہے۔

لینن نے اپنی کتاب ON THE SIGNIFICANCE OF MILITANT MATERIALISM میں توہم پرستی اور فریب کے خلاف جو ایک سیاسی تنظیم کی حیثیت سے چرچ کے ہتھیار ہیں جنگ کرنے کو کہا ہے۔

سیاسی مذہب پرستی سامراجی طاقتوں کے روحانی ہتھیار کے طور پر اب کمیونزم امن اور ترقی کے نظریات کے خلاف محاذ آرائی کے لئے استعمال کی جانے لگی ہے۔ اس محاذ آرائی میں یہ نیشنلسٹ موقف کی حمایت کرتی ہے۔ مسلمان، آرتھوڈوکس عیسائی یہودی اور دوسرے طریق ہائے زندگی کی سوشلسٹ طریقہ زندگی سے مخالفت کا تعلق ہمیشہ ایک مخصوص قوم کی رکنیت کی بنا پر رہا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مذہب کا اصول یہ الزام ہے کہ سوشلزم کے زیر اثر قوم اور مذہب کے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں اور تمدن کی مذہبی بنیادیں مسمار ہو جاتی ہیں۔ مذہب پرست عمومی طور پر مذہب کے زوال کو قومی تمدن اور انسانیت کے تمدن کے زوال کی وجہ سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ الزامات فضول ہیں۔ سیکولرازم انسان میں انسانیت کو مستحکم بنانے کے ذریعے اسے روحانی طور پر بلند

Marfat.com

کرتا ہے یہ ترقی پسند نظریات اور تمدن کے سفیر کے طور پر کام کرتے ہوئے سوویت قوم کی بطور کمیونسٹ تعمیر کے بانیوں کے طور پر کام کرنے کے مشن میں مدد کرتا ہے۔

حوالہ جات

کارل مارکس "کیپٹل" ماسکو ۱۹۶۹ء

کارل مارکس اور فریڈرک اینگلز "مجموعہ مضامین" ماسکو ۱۹۷۵ء

وی آئی لینن "مجموعہ مضامین" ماسکو۔

Marfat.com

میخائل نوویخوف

نیلی کوخاکووا

روسی آرتھوڈوکس چرچ

روس میں اس وقت ۵۴ مختلف عقائد اور چرچ سرگرم عمل ہیں جن میں سب سے بڑا چرچ روسی آرتھوڈوکس چرچ ہے اس کے تصرف میں ہزاروں چرچ موناسٹریاں، کلیسائی اکیڈیمیاں اور سیمیناریاں پادریوں اور دینیات کے ماہرین کی ایک بڑی باڈی ہے جو مذہبی نظریات کی ترویج کی ذمہ دار ہے سوشلزم کے زیر اثر دوسرے عقائد کی طرح آرتھوڈوکسی بھی ایک شدید بحران کا شکار ہے۔ چرچ کا اثر اور اس کا وقار نمایاں طور پر کم ہوتا جا رہا ہے اور اس کے خیالات و نظریات اپنی قدر کھوتے جا رہے ہیں خود اس کے اپنے مفکرین کے مطابق مذہبی تنظیموں سے رابطہ رکھنے والے افراد کی تعداد روز بروز کم ہوتی جا رہی ہے اور بہت کم افراد اپنی زندگی مذہبی قوانین کے مطابق گذارتے ہیں۔

مذہب کا اثر کم ہونے کے ساتھ ساتھ پادری اس کی حفاظت کے طریقے تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کا مقصد مذہبی تصورات کو جدید بنانا ہے تاکہ وہ حالیہ نظریات کے موافق ہو سکیں اور اس طرح بحران پر قابو پایا جا سکے اس کے لئے آرتھوڈوکس چرچ، مذہب پرستوں کی مختلف اقسام اور گروہوں پر توجہ دیتے ہیں جو مذہب کی بنیادی اصولوں کی تشریح کے لئے استعمال ہونے والے مختلف طریقوں اور ذرائع کے

Marfat.com

متعلق مختلف خیالات رکھتے ہیں اس کی وجہ سے آرتھوڈوکس چرچ میں متعدد رجحانات پیدا ہو گئے ہیں۔

چرچ کے مختلف مراتب کے پیشوا اور پادری ان ہم عصر سماجی و اقتصادی اور سماجی و سیاسی مسائل کی ایک نئی تشریح کے حامی ہیں جو سماجی ترقی و تبدیلی کے عمل کی پیداوار ہیں یہ اپنے سابقہ اخلاقی ضوابط اور معیاروں پر نظر ثانی کر رہے ہیں جن کا اطلاق مذہب پرستوں کی روزمرہ زندگی اور کام سائنس تمدن اور شہری فرائض کے متعلق ان کے رویوں پر ہوتا ہے یہ نقطۂ نظر اب غالب طور پر رائج ہے جیسا کہ ۱۹۷۱ء میں روسی آرتھوڈوکس چرچ کی لوکل کونسل نے تصدیق کی اور گریگورین، بلغارین اور رومانین پیشواؤں اور اور دوسرے آرتھوڈوکس چرچوں نے اسے دہرایا ہے۔ تاہم تمام ماہر دینیات اور چرچ کے پیشوا جو مذہب پرستوں کی بدلتی ہوئی سوچ کے مطابق سماجی و سیاسی، اخلاقی اور عملی عقائد کو جدید بنانے کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہوئے دین کی اس مصمم جدید طریقے پر جدید خطوط پر استوار کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں ان میں سے بعض کا کہنا ہے کہ طویل عرصے سے رائج عقائد اور ضوابط سے متعلق نظریات پر نظر ثانی کرنے سے پہلے سے متزلزل چرچ کی صورت حال کو مزید نقصان پہنچنے کا احتمال ہے ان کے نظریئے کے مطابق چرچ کی زندگی اور کام کے روایتی طریقوں پر سختی سے کاربند رہنا ہی مذہب کو محفوظ رکھنے میں ایک مستحکم کردار ادا کرے گا بایں ہمہ وہ لوگ جو پورے مذہبی ڈھانچے کی تجدید کے حامی ہیں وہ غالب اکثریت میں ہیں اور انہیں کافی حمایت حاصل ہے پادریوں اور چرچ سے تعلق رکھنے والوں کے حلقوں میں بھی انتہا پسندوں کے چھوٹے گروپ بھی ہیں جو زیادہ تر سماج دشمن سرگرمیوں میں مصروف رہتے ہیں۔ یہ مذہب کے ماننے والوں اور سیکولر افراد کے درمیان منافرت اور مخاصمت پیدا کرتے اور ان مذہبی پیشواؤں کو مشکوک سمجھتے ہیں جو مذہبی عقائد سے متعلقہ

Marfat.com

سوویت قانون اور سوویت یونین کے دستور کی پابندی کرتے ہیں مذہبی نعروں کی آڑ میں یہ انتہا پسند جو صرف خود اپنی ہی ترجمانی کرتے ہیں خالصتاً ذاتی مفاد چاہتے ہیں مذہبی مراکز اور پادری حضرات کے علاوہ مذہب پرستوں کی ایک غالب اکثریت ان انتہا پسندوں کی سرگرمیوں کی مذمت کرتی ہے۔

روسی آرتھوڈوکس چرچ کے اہم رجحانات میں آج کل ایک غالب رجحان سماجی و سیاسی نظریات کی تجدید اور عقائد و ضوابط کے بعض پہلوؤں پر محتاط طریقے سے اور میانہ روی کے ساتھ نظر ثانی کرنا ہے۔ روسی آرتھوڈوکس چرچ نے ۱۹۲۰ء کے عشرے کے وسط میں اپنی سابقہ شہنشاہیت کے جانب رجحان ترک کر دیا تھا اور رفتہ رفتہ اس نے نئے سماجی اور سرکاری نظام پر کاربند ہونا شروع کر دیا اور آخر کار سوویت حکومت کی داخلہ اور خارجہ پالیسی کی حمایت کرنے لگا۔

آرتھوڈوکس چرچ کا یہ رجحان خصوصی طور پر حالیہ سالوں میں نمایاں ہو گیا ہے اس میں امن کے قیام اور استحکام بین الاقوامی کشیدگی کو دور کرنے کی جدوجہد ایٹمی ہتھیاروں اور دوسرے بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کے پھیلاؤ اور استعمال کو ختم کرنے، ماحولیاتی تحفظ اور زندگی کے معیار سے متعلقہ مسائل شامل ہیں یعنی ہر وہ چیز جسے انسانی معاشرے کو بہتر بنانے میں عیسائیت کا حصہ کہا جاتا ہے روسی آرتھوڈوکس چرچ کے سرکردہ افراد نے سرمایہ دارانہ نظام استحصال اور قوموں کو غلام بنانے کے خاتمے کا مطالبہ کیا ہے انہوں نے فتوحات کے لئے کی جانے والی جنگوں اور نوآبادیوں کی لوٹ مار کو آشکار کیا اور مختلف ڈکٹیٹر حکومتوں کی مذمت کی جنہیں بین الاقوامی سامراجیت کی حمایت حاصل ہے۔

اس ملک میں سوشلسٹ تبدیلیوں کو تسلیم کرنے کے مقصد کے تحت آرتھوڈوکس چرچ کی حالیہ سماجی ہدایات کمیونسٹ تعمیر کے عملی پروگرام کی حمایت کرتی ہیں۔ یہ

Marfat.com

عوام کے مفاد میں سوشلسٹ سوسائٹی کی اقتصادی و سیاسی بنیادوں کی اہمیت پر اس کی کارکردگی کی اہلیت، انصاف اور سچے انسانی جذبے کی بناء پر زور دیتی ہیں آرتھوڈوکس چرچ کے مفکرین کا سوشلسٹ سوسائٹی کے سماجی و سیاسی، سماجی و اقتصادی، اخلاقی ماحولیاتی، سائنسی اور دوسرے نظریات کی موافقانہ تشریح کی جانب یہ رجحان ان کے پیروکاروں کی غالب اکثریت کے خیالات سے پوری طرح مطابقت رکھتا ہے اور اسے ان کی منظوری حاصل ہے۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ سچے انصاف، مساوات اور انسانیت کی بنیادوں پر ترقی پسندانہ سماجی تبدیلیوں کے اطلاق کی مذہبی مشیروں کی اپیلوں کا براہ راست تعلق مذہبی فلسفیانہ اصولوں کی تشکیل سے ہے جن کا مقصد عیسائیت کی کھوکھلی حیثیت کو مستحکم بنانا ہے آرتھوڈوکس مفکرین ہر موقع پر یہ بات کہنے پر زور دیتے ہیں کہ انصاف وہ ہے جس کا اطلاق انسانی ماحول، قدرتی وسائل ٹیکنالوجی ملکیت اور استحصال کے نظام، سماجی اور شخصی استعمال، آنے والی نسلوں کے مستقبل کا خیال، دنیا کے مستقبل کے متعلق فکر.... " وغیرہ پر ہوتا ہے ان کی اس بات کا منبع اس بات کو قرار دیا جاسکتا ہے کہ انصاف کی قلمرو میں تمام تخلیق آتی ہے۔ لہذا چرچ کے لئے سماجی و سیاسی مسائل کا نہ منقطع ہونے والا رابطہ مذہبی خیالات کی تشکیل سے ہے اور یہ مذہب کے سنگ بنیاد کو سہارا دینے کا کام کرتا ہے۔

روسی آرتھوڈوکس چرچ کی تشکیل نو صرف سماجی و سیاسی اور سماجی و تاریخی مسائل کی نظر ثانی تک محدود نہیں ہے۔ آرتھوڈوکسی کو جدید خطوط پر استوار کرنے میں ایک انفرادیت یہ پائی گئی کہ آرتھوڈوکسی عقائد سے متعلقہ اصولوں کو رد کئے بغیر کئی مذہب دان اور پادری ان کی "ایک نئے" انداز میں تشریح کرتے ہیں اور عقائد کے بعض پہلوؤں کو منظر عام پر لاتے ہیں اور دوسروں کو ویسا ہی پس منظر میں

Marfat.com

چھوڑ دیتے ہیں۔

مثال کے طور پر بنیادی عیسائیت کے تصورات میں سے ایک یعنی نجات، کی تشریح مذہبی افراد کے ہم عصر خیالات کے نظام کی مطابقت میں کی جاتی ہے کچھ ہی عرصہ پہلے ایک شخص کی نجات، خوشی اور بہبود، چرچ کے مطابق ذات کی نفی اور گندآلود دنیا کی طمع سے بچنے سے حاصل ہوتی تھی جب کہ آج ماہر دینیات کی رائے میں عیسائیوں کا خود کو تنہا رکھنا اور باقی دنیا سے ان کی علیحدگی ان اعمال میں شمار کی جاتی ہے جن کی خالق حقیقی نے مذمت کی ہے۔

سرگرم سماجی زندگی کو ترک کر دینا اب ایک مقدس فریضہ نہیں سمجھا جاتا بلکہ اسے ایک غلط تشریح کا نتیجہ خیال کیا جاتا ہے جو عیسائیت کے اصل جوہر کو مسخ کر دیتا ہے آرتھوڈوکسی کے مطابق ایک سچا عیسائی وہ نہیں ہے جو اپنی دنیاوی زندگی سے نفرت کرے بلکہ وہ ہے جو اپنی محنت کے ذریعے انسانی وجود کو بہتر بنانے کے لئے اس میں سرگرم حصہ لیتا ہے۔

ہم عصر آرتھوڈوکس حمایت اب سماجی و سیاسی نظریات پر نظر ثانی کرنے تک محدود نہیں ہے حالیہ طور پر پورے مذہبی ڈھانچے کی بشمول دنیا اور انسان کے متعلق نظریات کے تشکیل نو کی جا رہی ہے۔ آرتھوڈوکس مفکرین آج فرد کے فطری رجحان کو مختلف معنی پہناتے ہیں۔ مثالی انسانی زندگی کی تصویر کی تشریح، خاندان اور ازدواجی تعلقات اور سماجی زندگی میں عورت کے کردار کی وضاحت مختلف انداز سے کرتے ہیں اب آرتھوڈوکس دینی مطالعہ اس قسم کے مسائل پر اپنی توجہ مرکوز کر رہا ہے جیسے عقائد اور علم اور سائنس اور مذہب کے باہمی تعلقات۔ آرتھوڈوکس سائنس کا یہ نیا رجحان سابق کی طرح سائنس کو مذہب کے خلاف لا کھڑا کرنے سے بچنے کی کوشش تو

Marfat.com

کرتا ہے تاہم اسے مذہب کے دائرے میں شامل کر کے اسے مذہب کا مقصد پورا کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے۔

ہمارے خیال میں ان تمام باتوں کے مندرجہ ذیل مقاصد ہیں:۔ ہم عصر آرتھوڈوکس عذر خواہان کے لئے نئے دلائل وضع کرنا، مذہبی رجحانات کو ایک ایسے وقت مستحکم بنانا جب اس کا نظریاتی نظام اپنی قدر کھو رہا ہے اور مذہبی بحران پر قابو پانا۔

مذہبی جدت پسندی خالص دینی تبدیلی نہیں ہے اور اس کا مذہب پرستوں کے شعور پر کوئی اثر نہیں پڑا ہے مذہب میں جدت طرازی نے ابتدائی طور پر ان تبدیلیوں کی وجہ سے جنم لیا ہے جو مذہب پرستوں کی اکثریت میں ان کے لئے نئے سماجی اور سیاسی حالات زندگی کے زیر اثر رونما ہوئی تھی مذہبی جدت طرازی بدلتی ہوئی آگہی کا ردعمل ہونے کی بنا پر اس آگہی پر ایک مخالف اثر ڈالتی اور مذہبی رجحانات کے ایک نئے نظام کی تشکیل کرتی ہیں تاہم نو تشکیل شدہ نظام مذہب کے فلسفیانہ جوہر میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہیں لاتا۔

سوویت یونین میں دنیا کے متعلق سائنسی بنیادوں پر مادی نظریئے کی شہرتِ عام حاصل کرنے کی وجوہات عمیق سماجی واقتصادی تبدیلیاں، پورا سوشلسٹ نظام اور دنیا کے متعلق ایک منطقی مادی نظریہ تھیں سوویت دورِ حکومت میں لوگوں کے خیالات میں تبدیلیاں پیدا ہوئیں اور حامی اقدار کے متعلق نئے نظریات نے جنم لیا۔ کمیونسٹ ذہن اور سماجی سرگرمیاں، مذہبی تصورات کو رد کرنے اور سیکولر خیالات و نظریات کی ترویج کے لئے لازمی شرائط ثابت ہوئیں کئی مذہب پرستوں پر مذہب کی غلط بیانیاں اور زندگی کے مسائل کے جواب نہ دے سکنے کی نااہلی عیاں ہو گئیں۔

Marfat.com

مذہب اور چرچ کے تنزل پذیر اثر نے مذہب والوں اور چرچ کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ وہ عوام کی مذہب سے متعلق آگہی میں رونما ہوتی ہوئی تبدیلیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مذہب کو برقرار رکھنے کے نئے طریقے تلاش کریں اس کوشش میں نئے حامیانِ آرتھوڈوکس نے مذہب کے پرستاروں کے مختلف گروہوں اور اقسام کی مسلمہ عیسائی نظریات کی جانب ان کے مختلف رجحانات کو ذہن میں رکھتے ہوئے مختلف راہیں اختیار کیں ہم عصر روسی آرتھوڈوکسی دو رجحانات پائے جاتے ہیں روایتی پن اور جدت پسندی یہ آزادانہ طور پر منظم شدہ رجحانات نہیں ہیں۔

کئی ماہرین دینیات اور مذہبی پیشواؤں کا یقین ہے کہ سابقہ مسلمہ عقائد اور شرع سے متعلقہ نظریات پر نظرثانی کرنے سے چرچ کی پہلے ہی سے کمزور حالت مزید خراب ہو سکتی ہے یہ لوگ آئیڈیالوجی کو اس کی غیر تبدیل شدہ روایتی شکل میں برقرار رکھنے پر زور دیتے ہیں۔ دوسرے ماہرین دینیات اور مذہبی پیشوا مسلک کے مختلف پہلوؤں کو اور ہم عصر مذہب پرستوں کے خیالات کے بدلتے ہوئے رجحان کو مدنظر رکھتے ہوئے سماجی اور اخلاقی فریضوں کو جدید بنانے کی ضرورت پر زور دیتے ہیں ان کی رائے کے مطابق پورے مذہبی ڈھانچے کی تجدید اسے جدید انسان کی نئی ذہنی سوچ کے قریب تر لے آئے گی اور اس طرح مذہب کی حیثیت کو استحکام بخش سکے گی جدت پسندوں کا اثر پہلے سے زیادہ بڑھتا جا رہا ہے اور ان کے عقاید پر عملدرآمد کیا جا رہا ہے۔

اگر روایت پسندوں اور جدت پسندوں کے درمیان اختلاف رائے اس نکتے پر ختم ہو رہا ہے کہ چرچ اور مذہب کے مفادات کو برقرار رکھنے میں کس کی پوزیشن بہترین ہے تو ساتھ ہی تمام حامیان آرتھوڈوکس اپنے کچھ ایسے مخصوص قسم کے دلائل منظر عام پر لا رہے ہیں جیسے روحانی تمدن کی ترقی اور استحکام میں آرتھوڈوکسی کا کردار، آرتھوڈوکسی اور سماجی زندگی، آرتھوڈوکسی اور سائنس وغیرہ۔

Marfat.com

اس ضمن میں اہم سوالات میں سے ایک عقلی تمدن کی ترقی اور استحکام میں عیسائیت کا کردار اور اس سے متعلق چرچ کے تمدنی ورثے کا پروپیگنڈا ہے دینیات کے ماہرین بعض دفعہ اس بات کی توثیق کرتے ہیں کہ آج کل کے دانشور، خصوصاً نوجوان خدا کے وجود اور روح کے لافانی ہونے سے زیادہ تمدنی اور سماجی زندگی میں مذہب کے کردار میں دلچسپی رکھتے ہیں تعلیم یافتہ افراد کو رسومات یا خطبات کے ذریعے مائل کرنا مشکل کام ہے تاہم یہی افراد عیسائیت کی تمدن کی تاریخ کے ایک جزو لازم کی حیثیت پر بحث کرنے پر فوراً تیار ہو جاتے ہیں۔ یہ مشاہدہ کرنے سے راسخ العقیدہ ماہرینِ دینیات اس بات کا یقین کر لیتے ہیں کہ ان کے ذہنوں کو عیسائی اقدار تسلیم کرنے کی جانب روحانی طور پر مائل کرنے کے امکانات موجود ہیں۔

مذہبی علماء اور پیشوا سوسائٹی کی عقلی زندگی پر مذہب کے مثبت اثر کی تصدیق کرنے کے علاوہ تمدن پر اس کے اثر کی مندرجہ ذیل بنیادی تصورات بھی پیش کرتے ہیں۔

سب سے پہلے یہ کہتے ہیں کہ عیسائیت نے اپنے عالم وجود میں آنے کے ذریعے تمام سابقہ تمدنوں کے اخلاقی مضمون کو بدل دیا۔ ان کے الزام کے مطابق مہذب الاخلاق، قدیم فن پارے ان میں پیش کردہ مناظر اور اس کے ساتھ ہی رائج بدکرداریاں یہ سب چیزیں تہذیب کی تباہی کے خطرے سے معمور تھیں لہٰذا عقلی تمدن میں گہرے اخلاقی اصولوں کے بدلنے میں عیسائیت کے کردار کا تصور خود عیسائیت کے جواز کا تصور بن جاتا ہے اس قسم کے تصور کے مضمرات اور کشش سے پوری طرح واقف ہونے کی بناء پر مذہبی علماء اس کی اور اس کی عام ابتدائی تمہید کے مختلف تائیدوں کو متواتر مشتہر کرتے رہتے ہیں۔

دوئم گزشتہ دو ہزار سالوں کی تمام تہذیبوں کو بشمول قومی تمدن کے عیسائی تصور کیا جاتا ہے۔ اس کی تصویر بنیادی طور پر غلط تصورات سے مبرا پیش کی جاتی ہے

Marfat.com

جیسے کہ یہ حقیقی اقدار پر قائم، دنیاوی حالات کے لئے بلند ترین اور انسان کی سب سے بڑی ضروریات کو پورا کرنے والی تھی۔ چرچ کو اور اس کے سب سے اچھے نمائندوں کو بھی جنہوں نے ان کے مطابق انسانیت کو غیر معمولی نفیس اور دانشورانہ شاہکار دیئے عقلی زندگی کے اس بلند ترین درجے کے مضبوط اصول کی حیثیت سے پیش کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہم عصر انسان بازنطینی چرچوں کے نقش و نگار، عیسائی تمدن کی یادگاروں اور روسی مصوروں کے فن پاروں سے جنہوں نے آنے والی نسلوں کے لئے بے مثال روحانی اقدار چھوڑی ہیں، لاپروا نہیں ہے۔

سوئم مذہبی پیشوا اور علماء کا کہنا ہے کہ تمدن اور مذہب میں کئی مشترکہ رجحانات ہیں جو فرد کے خیالات کو اس حد تک بلند کرتے ہیں کہ وہ آئیڈیل کی مناسب طور پر قدر کر سکے۔ ان لوگوں کے بیان کے مطابق اسی وجہ سے مذہب تمدن کے قیام میں شامل ایک عامل کی حیثیت سے نہ صرف اس پر موافقانہ انداز میں اثر انداز ہوتا ہے بلکہ انسان میں حسن اور ارفع دین کی حس پیدا کرنے والی اصل طاقت کی حیثیت سے کام کرتا ہے تو عقلی تمدن کے ضمن میں مذہب کے رویئے کے متعلق روسی آرتھوڈوکس دینیات کے ابتدائی نظریات کچھ اس قسم کے ہیں۔ یہ روایتی ہیں تاہم تمام مذہبی عقائد میں یہ پیش منظر میں ہیں اور مذہب کے اہم پہلو کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔

مارکسسی ادب میں مذہب اور تمدن کے باہمی تعلق کو پیش کرنے میں مذہب کی غلط بیانی پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے سوسائٹی کی عقلی زندگی پر عیسائیت نے اپنی چھاپ چھوڑی ہے قرون وسطیٰ کی سوچ کا بنیادی حصہ دینیات پر مشتمل تھا چرچ کی تعلیم میں اجارہ داری تھی قرون وسطیٰ کے علماء کی ایک غالب اکثریت یا تو مذہبی پیشوا پر مشتمل تھی یا کلیسا کے افسران پر کسی بھی سائنسی مسئلے کو سرکاری مذہبی عقائد کی روشنی دیکھا جاتا تھا یہ وہ دور تھا۔ جب اینگلز کے مطابق " مذہبی پیشواؤں کی عقلی

Marfat.com

تعلیم کے میدان میں اجارہ داری تھی اور تعلیم خود لازمی مذہبی بن گئی تھی۔"

اس طرح سے چرچ قدیم تمدن کے غیر اخلاقی پن کے خلاف نہیں لڑ رہا تھا بلکہ عمومی طور پر الحاد کے خلاف تھا یہ اعلیٰ و ارفع روحانی تصورات ثابت نہیں کر رہا تھا بلکہ سوسائٹی کی عقلی زندگی پر مذہب کا تسلط جتا رہا تھا حسن کی قدر دانی نہیں سکھا رہا تھا بلکہ جہالت و تاریکی کے بیج بو رہا تھا۔

یہ ہے وہ کام جو عیسائیت کے عذر خواہان ان باتوں پر پردہ ڈالنے کے لئے کر رہے ہیں یعنی وہ یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ یہ سب باتیں چرچ کے معمولات سے مطابقت نہیں رکھتیں اور اس سب کے لئے بعض جنونی مذہبی پیشواؤں کو مورد الزام ٹھہرا رہے ہیں چند سالوں سے روسی آرتھوڈوکس چرچ نے اپنی سرگرمیوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کئی اقدامات کئے ہیں وہ پیش آنے والے سماجی و سیاسی مسائل کی تعداد میں اضافہ کر رہا ہے ایسے سوالات کھڑے کر رہا ہے جو "جدید انسان کی تمام ذہنی اور اور عملی ضروریات کے جوابات فراہم کرسکیں۔"

حتیٰ یہ کہ بعض ایسے خیالات بھی متعارف کروائے جا رہے ہیں جیسے انقلاب کا مذہبی علم، امن کا مذہبی علم، سوشل وزارت وغیرہ جن کا مقصد جیسا کہ خود چرچ کے پیشوا تسلیم کرتے ہیں عمرانی تاریخ میں آرتھوڈوکسی کے لئے جگہ محفوظ کرنا ہے اس ناقابلِ تردید حقیقت کو جانتے ہوئے بھی کہ سماجی تعلقات کو بہتر بنانے میں مذہب اپنے فیصلہ کن عنصر ہونے کے دعوے میں ناکام ہو چکا ہے اس کو بدستور "حقیقی انصاف کے اصولوں پر زندگی کو منظم کرنے کی" "مثبت جدو جہد" میں سب سے اہم شرط قرار دیتے ہیں۔ پھر بھی جب سماجی اور سماجی و سیاسی مسائل در پیش ہوتے ہیں تو مذہبی علمائے عقائد سے متعلقہ اور شرعی اصولوں پر اتنی توجہ مرتکز نہیں کرتے جیسے آیا ان کے چرچ کا نیا عقیدہ مذہب پرستوں اور سیکولر افراد کے اہم بڑے گروہوں کے موجودہ تصورات سے میل

Marfat.com

کھاتا ہے یا نہیں۔

دی جرنل آف دی ماسکو پیٹری آرکیٹ میں شائع ہونے والے ایک مضمون میں جس کا عنوان "انیسویں صدی کے اواخر سے ہم عصر مذہبی تحقیق کے بنیادی مسائل میں ہونے والے اضافے میں" میں اڈیٹر انچیف آرچ بشپ پیٹی رم لکھتے ہیں، "آرتھوڈوکس دینیات کے مسائل میں مذہب اور اخلاقیات کے عقائد شامل نہیں ہیں اور نہ ہی چرچ کی ابتدا سے اس میں قائم مفید دینوی زندگی کے اصول شامل ہیں بلکہ مخصوص تاریخی حالات کے تحت عیسائیوں کی زندگی میں ان کے شامل کرنے اور سرایت کرنے کا طریقہ ہے۔"

یہ حقیقت قابل غور ہے کہ مذہبی علماء اپنے سوشل نظریات کو عام تاریخی واقعات کا جائزہ لینے کے نئے طریقے کے طور پر پیش کرنے میں ثابت قدمی سے جمے رہتے ہیں ان نظریات کی روس میں ۱۹۱۷ء کے عظیم سوشلسٹ انقلاب اکتوبر اور نئے اصولوں پر سماجی زندگی کی تشکیل کی منظر کشی غیر جانبدارانہ ترجمانی کے منطقی نتیجے کے طور پر کی جاتی ہے اس ضمن میں یہ روسی مذہبی فلسفی ولادیمیر سولوویوف کا سوشل نظریہ اور ممتاز مذہب دان میخائل تیریف کا نظریہ دونوں کو رد کرتے ہیں اول الذکر موجودہ دنیا میں آسمانی بادشاہت کے خیال کی تکمیل اور خدائی حکومت کے نظام کے استحکام پر یقین رکھتے ہیں جب کہ موخرالذکر انسانی روح کی دینی خواہشات کو انسان کی اپنے ماحول میں ٹھوس سرگرمیوں سے علیحدہ رکھنے پر زور دیتے ہیں۔ آج ان کے کہنے کے مطابق علم مذہب انسانیت کی خدمت کے ذریعے حاصل ہوتا ہے اور سماجی زندگی کے معاملات میں آرتھوڈوکس دینیات کے سب سے اہم پہلوؤں میں سے ایک "انقلاب کا علم مذہب" ہے۔

انقلابی علم مذہب سرمایہ دارانہ نظام، نظام استحصال اور قوتوں کی غلامی کے نظام کی مذمت کرتا ہے اور فتوحات کے لئے کی جانے والی جنگوں اور نوآبادیاتی تباہ کاریوں کو آشکار کرتا ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ علم عیسائیوں پر زور دیتا ہے کہ وہ نئے سماجی نظام

Marfat.com

کے معماروں کی اگلی صفوں میں اپنی جگہیں سنبھالیں، اپنے سماجی فرائض پورے کریں ایک انقلاب میں ایسے وقت شرکت کریں جب کہ برائی پر قابو پانے کے تمام دوسرے ذرائع ناکام ہو چکے ہیں " بدی کے خلاف تلواریں سنبھال لیں" سوشلزم کی فتح کے لئے سوشل انقلاب کی جدوجہد میں ترقی پسند سوشل طاقتوں کی بہترین خواہشوں کو عملی جامہ پہنائیں۔

بہ الفاظِ دیگر انقلاب کا علم مذہب جو سوشلسٹ تبدیلیوں کے فوری شرکائے سے مخاطب ہے کیمونسٹ تعمیر کے عملی پروگرام کی اور اس کے عام جمہوری اصولوں کی حمایت کرتا ہے۔ یہ پرانے فرسودہ سماجی ڈھانچے کی جگہ نئے سماجی نظاموں کو لانے کی ضرورت کو تسلیم کرتا ہے۔

یہ بات جانی پہچانی ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام کے بورژوائی مذہبی عذرخواہ ، " انقلاب کے علم دین" اور آزادی کے علم دین دونوں کو رد کرتے ہیں اور ویٹیکن اس کی مذمت کرتا ہے۔ ویٹیکن کی شائع کردہ دستاویز بعنوان "آزادی کے علم دین کے کچھ پہلو" میں یہ الزام لگایا گیا ہے کہ یہ مذہبی شکل دراصل مارکسی رجحان کی حامل ہے اور یہ ایسے سیاسی مطالبات کر رہا ہے جو چرچ کے لئے ناقابلِ تسلیم ہیں اور موجودہ سماجی ڈھانچوں کو الٹ رہا ہے یہ دستاویز سرمایہ دارانہ استحصال کے موجودہ نظام کو برقرار رکھنے اور ذاتی ملکیت اور بین الاقوامی سامراجیت کے پھیلاؤ کی پالیسی کی حمایت کرتا ہے لیکن ساتھ ہی یہ دستاویز امریکی سرمائے کی امداد سے پلنے والی ڈکٹیٹر حکومتوں کی مذمت کرنے میں ناکام رہتا ہے۔

یہ بات زیر غور رہنی چاہیے کہ انقلاب کے علم دین نے جو مذہب پرستوں کی ایک غالب اکثریت کے جذبات کی ترجمانی کرتا ہے دراصل مذہبی سماجی عقائد کے اصل جوہر سے متعلقہ ہر قسم کے تصورات کی دوبارہ تجدید کرنی ہے بعض افراد اپنی اس سوچ میں غلط ہیں کہ مذہبی آئیڈیالوجی میں ایک بڑی بنیادی تبدیلی رونما ہو رہی ہے۔

Marfat.com

اس کی وجہ یہ حقیقت ہے کہ ان سماجی واقعات اور دوسرے واقعات کے عمومی جائزے سے الگ ہٹ کر روسی آرتھوڈوکسی کا سماجی عقیدہ، سماجی تبدیلی اور اس کی پیش قدمی کے رخ کی وجوہات کی تعین کا بھی دعویٰ کرتا ہے اور تمام سماجی تبدیلیوں کو قدرت الٰہی سے منسوب کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ سب کچھ کرنے اور کہنے کے بعد اور جہاں تک دین اور دینیات کا تعلق ہے فرد واحد کی یا ایک سماجی گروہ کی یا ایک جماعت کی سرگرمی کو محرک بنانے کے عمل کو تبدیل نہیں کیا جاسکتا اور یہ ماورائی وجود کا خاصتاً خارجی اثر ہوتا ہے تاہم جہاں تک خود انسان کی ذات کا تعلق ہے، سماجی دینیات کی رو سے وہ تاریخ کا فاعل نہیں بلکہ مفعول ہے جسے خالق اور قدرت الٰہی کی منشا کے مطابق ایک تاریخی مقصد کی جانب گامزن کیا جاتا ہے۔

آخر عمومی طور پر آرتھوڈوکس سماجی عقیدے کی نمایاں خصوصیات کیا ہیں؟

اول سماجی زندگی کی آرتھوڈوکس توضیح کرتے وقت سماجی واقعات کو عقائد اور نظریات کی روشنی میں جانچا جاتا ہے اس سلسلے میں خود عقائد کی بھی تخصیص نہیں کی جاتی۔ تاہم یہ تصور کہ انسان کو جن حالات سے گذرنا پڑتا ہے وہ پہلے سے اس کا مقدر ہوتے ہیں اور ناگزیر ہوتے ہیں اور ان سے بچنا ممکن نہیں، بالآخر اس فلسفے کی توثیق پر ختم ہوتا ہے جس کا لازمی جزو کردار اور تاریخی واقعات کے انداز کے قدرت الٰہیہ پر انحصار کو تسلیم کرتا ہے۔

بلاشبہ ہم عصر آرتھوڈوکس چرچ، تقدیر کے عقیدے کا مفہوم بتاتے وقت انتہائی شکلوں پر زور نہ دینے کی کوشش کرتا ہے وہ عرصہ پہلے اس نظریئے کو اندھا دھند آرتھوڈوکس معنی پہنانے کے عمل کو رد کر چکا ہے تاہم سماجی زندگی کے مذہبی تجزیئے میں تقدیر کا ایک نیا مفہوم بھی معقول کے لحاظ سے برائے نام ہی تبدیل ہوتا ہے۔

دوم آرتھوڈوکس سماجی نظریات کی ایک نمایاں خصوصیت سماجی تعلقات کی

Marfat.com

کی نوعیت اور خدا پر یقین کے درزج اور چرچ کے اختیار کو تسلیم کرنے کے درمیان ایک دوسرے پر قریبی انحصار کو ثابت کرنا ہے سماجی علم دین کے تمام نظام افراد کی کسی بھی تنظیم کی جو خدا اور خدا کے مماثل انسانی شخصیت کے درمیان یکساں اتحاد کو برقرار رکھتی ہے بطور سماجی نظریئے کے حمایت کرتی ہے۔ ایسے اتحاد کی تمدید جو علمائے دین کے نزدیک فرقہ پرستی خاکی اور آفاقی کے درمیان تفریق جو "اناگوئی" اور انسان کو سماجی تعلقات کی پیداوار سمجھنے کا رجحان جو "اشتراکیوں کی فردوس زیریں" کہلاتی ہیں یہ سب آرتھوڈوکسی کے نقطۂ نظر سے سماجی ترقی کی راہ میں رکاوٹیں سمجھی جاتی ہیں۔

تاریخی عمل کے آرتھوڈوکس مفہوم کی تیسری نمایاں خصوصیت سماجی مسائل کو اخلاقی مسائل سے تبدیل کرنا ہے بایں ہمہ علم دین کے نزدیک وہ سماجی و تاریخی حالات نہیں بلکہ ایک سختی سے کاربند نظام اخلاق ہے جو اخلاقی شعور اور اخلاقی تعلقات کا تعین کرتا ہے دینیات میں شخصی و سماجی زندگی کی دوسری تمام اقسام کی ابدی اخلاقی خیالات کو مختلف طرح سے عملی جامہ پہنانے کے ذریعے سختی سے توضیح کی جاتی ہے سماجی واقعات کے ایسے مفہوم کے ذریعہ اب یہ بڑا آسان ہے کہ معلول کو علت سے اور فرد کو مذہبی تخلیق کے اصولوں کی وضاحت کو معاشرے کی سیاسی تنظیم کے تجزیئے سے بدل دیا جائے یہ سماجی تعلقات کی تبدیلیوں کے مسئلے کو گھٹا کر مختلف اخلاقی مثالی جنتوں پر ان کے انحصار میں تبدیلی کر سکتی ہے۔

سماجی زندگی کے مذہبی مفہوم کی چوتھی نمایاں خصوصیت حیات بعد الممات کے نظریئے کو تاریخ کے دائرے تک پھیلا دینا ہے۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ ہم عصر علم دین نے جدید انسان کے دنیا کے متعلق نقطۂ نظر سے بے میل ماضی کی زندگی بعد الموت کے تصورات سے چھٹکارا حاصل کر لیا ہے تاہم یہ اب بھی انسان کو ایک خوش آیند مستقبل اور ایک ماورائی طور پر عالم وجود میں آنے والی شہنشاہیت کی طرف مائل

Marfat.com

کرتا ہے اس طرح سماجی علم دینی تاریخی منظر کو براہ راست خدا کی منشاء سے منسوب کر دیتا ہے۔

روسی آرتھوڈوکس چرچ کے سیاسی اور سماجی رجحان کی یہ تبدیلی اس کے نظریات اور سرگرمیوں کا ایک نیا رخ ہے۔ سماجی حالات نے اس کی توثیق کر دی اور اپنی حیثیت کو مستحکم بنانے اور اپنے اثر کو قائم رکھنے کے لئے مذہب کو اس کے سماجی رخ کی تبدیلی ایسی کرنی پڑی کہ وہ مذہب پرستوں اور سیکولرازم کے افراد دونوں کی غالب اکثریت کے سماجی و سیاسی جذبات سے مطابقت رکھے تاریخی تجربے نے چرچ کے پیشواؤں کو اس بات کا قائل کر دیا تھا کہ کوئی بھی دوسرا قدم خود مذہب کی حیثیت کو کھوکھلا کر کے عوام پر اس کے اثر کو لازماً ختم کر دے گا۔

روسی آرتھوڈوکس چرچ مذہب اور علم، سائنس اور مذہب کے باہمی تعلقات کے مسائل پر بھی اتنی توجہ دیتا ہے۔ جب روسی آرتھوڈوکس چرچ سائنس کو اپنے زیر عمل نہ لاسکا تو اس نے ۱۹ ویں صدی کے دوسرے نصف سے ہی اپنی حکمت عملی پر نظرثانی کرنا شروع کر دیا اس نئے رخ میں سابق کی طرح سائنس کو مذہب کے خلاف ظاہر کرنے سے اجتناب کیا گیا تھا بلکہ اسے مذہب کے دائرہ کار میں شامل کر کے اس سے دینیات کی موافقت کا کام لیا گیا تھا اس رجحان کا مقصد جسے آرتھوڈوکس مذہبی علمائے نے "روحانی نفوذ کا قانون" کہا تھا، علم اور مذہب کے درمیان اتحاد قائم کرنا تھا جس میں سائنس کو عیسائی دنیاوی نقطۂ نگاہ کی بنیادوں کو مستحکم کرنے کا ایک ذیلی کردار دیا جائے گا۔ اس حکمت عملی کو لینن نے بڑے واضح طور پر جانچا اور خاص طور پر بتایا کہ "ہم عصر عقائد پرستی سائنس کی بالکل تردید نہیں کرتی یہ صرف سائنس کے بقول اس کے مبالغہ آمیز دعووں کی دوسرے معنوں میں ٹھوس حقیقت کے دعوے کی تردید کرتی ہے۔"

Marfat.com

موجودہ آرتھوڈوکسی میں اس ابتدائی بیان کو کہ فطری سائنس دنیا کے مذہبی تصور کی تردید نہیں بلکہ تصدیق کرتی ہے، عمومی طور پر مسلمہ سمجھا جاتا ہے جن کی تردید کی جاتی ہے وہ صرف ٹھوس سائنسی حقائق کے سابقہ تشخص ہیں جن میں ڈاروِن کے نظریئے پر ابتدائی حملے شامل ہیں لیکن بنیادی اصول مذہب اور علم کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے ایک عالمگیر مذہبی اصول ہے اس اصول کا مکمل مفہوم مندرجہ ذیل چار سب سے مشہور نظریات سے ادا ہوتا ہے۔

اول یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ مذہبی عقیدہ اور علم لاینفک ہیں جب اس بیان میں اور سائنسی تحقیق کے کاموں میں کوئی بھی شے مشترک نہیں ہے لینن گراڈ کلیسائی اکیڈمی کے پروفیسر این زیبولوٹسکی صفائی سے کہتے ہیں کہ "عیسائیوں کے لئے سائنسی علم اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ ان کا تقدیر الٰہی کا عقیدہ" ان کی رائے میں یہ انجیل کے اس دعوے کو علمی جامہ پہنانا ہے جس کے مطابق ہم آہنگ کائنات میں انسان نہ صرف مالک ہے بلکہ فطرت کا محافظ اور اسے تبدیل کرنے والا بھی ہے ایسے بیانات جو حقیقتاً ضروری کام اور ان کو جو سائنسی ادراک کے کام کے مخالف کاموں کو ایک ہی سطح پر جگہ دیتے ہیں، سائنس کے مفاد میں نہیں ہیں کیونکہ ان میں سائنس کی مطابقت انسانی ذہن میں غیر منطقی باتوں اور پراسراریت سے بتلائی جاتی ہے جب یہ چیزیں شروع سے آخر تک مقصد میں اور اطلاق میں سائنس کی ضد ہیں۔

دوم سائنسی علم اور مذہبی عقائد کے درمیان اختلاف نہ پائے جانے سے متعلق مذہبی نظریہ رفتہ رفتہ ان کی یکجائیت اور ضروری ترکیب کو غیر محدود طور پر تسلیم کرنے میں تبدیل ہوتا جارہا ہے یہ نقطہ نظر سولوویوف نے کا ملاً وضع کیا بعد میں اس کے معرفت کے علم الٰہی کے دوسرے مذہبی علمائے نے دیگر پہلوؤں کو ترقی دی۔ تاہم ہر معاملے میں سائنس اور مذہب کی یکجائی سے متعلق اس کے بیانات کا مطلب عقل کو عقیدے کے تحت

Marfat.com

اور دنیا کی سائنسی تصویر کو اس کے مذہبی نظریئے کے تحت کرنا ہے۔

سوم میٹا فزکس آف اومنی ٹیوڈ کے اندر ایک منفرد مکتبۂ فکر تھا جس کی سربراہی کلیسائی بیشپا پاویل فلورینسکی کر رہا تھا اس نے حقیقت کے علم تضاد کو تسلیم کرنے کی بنیاد پر سائنس اور مذہب کے درمیان موجود تضادات کو ختم کرنے کی کوشش کی فلورینسکی نے اس بات پر زور دیا کہ حقیقت ایک ہی وقت میں ایک حقیقی ذہانت اور ایک ذہنی حقیقت، ایک محدود لامتناہیت اور ایک لامتناہی انتہا ، ایک وحدت اور ایک کثرت ہے۔ نتیجتاً کثیر تعداد میں ایک دوسرے سے بالکل مختلف حقیقتیں ایک دوسرے کی مخالفت کرتی ہیں اور اپنے آپ کو ایسے تصوراتی عقائد کی صورت میں ظاہر کرتی رہتی ہیں جیسے وحدت اور تثلیث، تقدیر اور آزادانہ مرضی۔ فلورینسکی نے کہا کہ اس تضاد کو عقلیت کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے نہیں بلکہ نام نہاد حقیقی وجدان کے ذریعے سمجھا جا سکتا ہے جس کے ذریعے تضاد کو خدائی حقیقت کی ہمہ گیری کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔

اور سب سے آخر میں گذشتہ چند سالوں میں مذہب اور علم کی شناخت کا مذہبی تصور ابھرا ہے جو بغیر کسی تبدیلی کے ابتدائی عیسائیت کے عذر خواہوں سے مستعار لیا ہوا ہے نئے دور کے حالات میں اس اصول کو مذہب کو سچی اقدار کے دائرے میں لانے کے لئے استعمال کیا گیا ہے حتمی تجزیئے میں سائنس اور مذہب کے درمیان تعلقات کی وضاحت کرنے میں مذہب کا بنیادی کام مذہب کے نظریئے کو مستحکم بنانا اور اس کے اثر کو بڑھانا ہے یا بہ الفاظِ دیگر کوئی بھی چیز عذر خواہوں کے کام کے دائرہ کار سے باہر نہیں ہے۔

تاہم یہ سمجھنا غلط ہوگا کہ آرتھوڈوکسی میں سائنس اور مذہب کے تعلقات سیکولر تنقید کے خلاف مذہب کی حمایت کرنے تک محدود ہے یہ ثابت کرنے کی کوشش

Marfat.com

کرتے ہوئے کہ سائنس، مذہب کی طرح دنیا کی مذہبی تصویر کو رد نہیں کرتی بلکہ اس کی تصدیق کرتی ہے اور سب کہنے کے بعد یہ کہ فطری سائنس کے اخذ کردہ نتائج خدائی انکشافات کی تردید نہیں کرتے۔ مذہب دان یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ بغیر مذہب کے کوئی سائنس نہیں رہ سکتی اور یہ کہ بغیر عیسائیت کے جدید تہذیب و تمدن معرض وجود میں نہیں آیا ہوتا اور یہ کہ سچے عقیدے کے بغیر کوئی سچا علم نہیں ہے۔

ان بنیادی اصولوں کے ذریعے آرتھوڈوکس مذہب دان سائنسی ترقی کو انسانی جامہ پہنانے اور اس کو اخلاقی شکل دینے میں عیسائیت کے کردار کا تعین کرنے میں دوررس نتائج اخذ کرسکتے ہیں۔ اس ضمن میں سائنس اور علم کو انسان دشمن مفادات اور مقاصد کے لئے استعمال کرنے سے روکنے میں مذہب کو بنیادی کردار بتایا جاتا ہے۔

مجموعی طور پر یہ تاثر قائم کرنے کے لئے کہ مذہب اور علم کے اتحاد میں مذہب کا کردار دراصل فیصلہ کن ہے ان ہی خیالات کو پیش کیا جاتا ہے۔ سولوویوف کے مطابق تجرباتی اور مشاہداتی علم صرف حقیقت تک رسائی کے لئے مواد فراہم کرتا ہے اور عقل سوائے اس کی پیش قدمی کے عام طریقوں کے علاوہ اور کوئی چیز فراہم نہیں کرتی جب کہ خود حقیقت صرف مذہبی علم کے دائرہ کار میں آتا ہے مبینہ طور پر سائنس مذہب کے مقابلے میں کم اہمیت کی حامل ہے۔ کیونکہ یہ زندگی کے متعلق کئی سوالات کے جواب فراہم نہیں کرسکتی اور خود اپنی اخلاقی اہمیت تو بالکل ثابت نہیں کرسکتی اور جب ایسا ہے تو مذہب دان کہتے ہیں کہ نہ تو حالیہ اور نہ ہی مستقبل کی سائنسی ترقی دانشورانہ اقدار کو ثابت کرنے میں مذہب کے عالمگیر کردار کی تردید کریں گی۔

یہ صاف ظاہر ہے کہ اس طریقہ کار کا مقصد نہ صرف مذہب کا تحفظ کرنا اور اس کی حیثیت کو مستحکم بنانا ہے بلکہ دنیا میں انسان کے مقام کے متعلق دنیاوی نقطہ نگاہ کا ایک عام نظام وضع کرنا اور ان انسانی سرگرمیوں کو جانچنا بھی ہے جو عقل کی حدود

Marfat.com

کا تعین کرتی اور انسان کی ادراکی اور تبدیلی سے متعلقہ سرگرمی کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرتی ہیں۔

اس سے بھی زیادہ نمایاں آرتھوڈوکس مذہب دانوں کا وہ رجحان ہے جو ادراکی عمل کی فطرت اور جوہر کا تعین کرتے وقت اور حقیقت کے معنوں کو سمجھتے ہوئے وقت اور اس کو پانے کے طریقوں کا تعین کرتے وقت وہ علم پر مذہب کی فوقیت کے خیال کی تصدیق کے ذریعے ظاہر کرتے ہیں بلاشبہ جدید آرتھوڈوکسی عذر خواہان ان مسائل کو پیٹرسٹک کے جذبے کے ساتھ حل نہیں کرتے اور ان کے کئی نمائندے والے ذہن کی ادراکی صلاحیتوں کے درمیان نامطابق تضادات کی نشاندہی کرتے ہوئے صاف طور پر مذہب کو علم کے خلاف بتایا۔

آج مذہب دان سائنس کی بے شمار صلاحیتوں کو استعمال میں لاتے اور سوسائٹی کی دانشورانہ ترقی میں اور ایک مذہب پرست کی زندگی پر سائنس کے اثر کی سابقہ قدر دانی میں کئی تصحیحات متعارف کرتے ہیں۔ تاہم نہ تو یہ اور نہ ہی ان جیسے دوسرے مذہب دانوں کے پیش کردہ خیالات، سائنسی ادراک کے مضمون کی تشریح میں آرتھوڈکسی کی اصل حیثیت کی وضاحت کرتے ہیں اس حیثیت کا مکمل طور پر اظہار روسی آرتھوڈوکسی کے جملہ ایپسٹیمولوجیکل نظریئے کے تجزیئے کے دوران ہوتا ہے۔

اس نظریئے کو سب سے زیادہ وضاحت کے ساتھ سرکاری آرتھوڈکس فلسفے میں جو اکیڈمی فلاسفی کہلاتا ہے بیان کیا گیا ہے اس کے پیش کرنے والوں نے ہم عصر آرتھوڈوکسی کے ادراکی عمل کو سمجھنے کے لئے ابتدائی اصول پیش کئے ہیں آئیے ان کی بنیادی خصوصیات کا جائزہ لیتے ہیں۔

آرتھوڈوکس مذہب دانوں کے لئے ادراک کا سب سے اہم موضوع ہستی الٰہی ہے جو دنیا سے بلند و بالا ہے اور اپنے قوانین زمین پر بھیج رہی ہے دنیا کے وحدت کے مادی

Marfat.com

تصور کو رد کرتے ہوئے وہ خالصتاً ایک مذہبی عقیدہ پیش کرتے ہیں۔ دنیا کی وحدت اس کی مادیت میں نہیں بلکہ ذات الٰہی میں مضمر ہے جو اہم اور ابدی ہے۔ اس وحدت کے سرچشمے تخلیق کے عمل سے نکلتے ہیں اپنی ذات کو اور پوری کائنات کو اپنی لامتناہی گوناگوں رنگا رنگی کے ساتھ صرف تخلیق کے خیال کو تسلیم کرنے کے ذریعے ہی سمجھا جا سکتا ہے۔

صاف واضح ہے کہ آرتھوڈوکس دینیات کے بنیادی اخلاقیات نے اسی طرح ادراک کے مختلف درجوں کے متعلق اپنی راہیں متعین کیں انہوں نے دعویٰ کیا کہ حسّی ادراک محدود اور عقل پر مبنی ہونے کی بنا پر ناکافی ہے صرف تصوراتی ادراک وجدان روحانیت اور پر اسراریت کا مجموعہ ہونے کی بناء پر وجود کے معنی سمجھنے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ لہٰذا آرتھوڈوکس کے نزدیک ادراک کی بنیاد خدا کا تصور ہے جب کہ ادراک کا مقصد سچی زندگی کی تشریح کرنا اور مذہب کے تقاضوں کے مطابق انسان کو دنیا میں اپنا مقام اور سب سے زیادہ خالق سے اپنا رشتہ معلوم کرنے کے قابل بنانا ہے لہٰذا یہ ظاہر ہے کہ خود مخلوق کو سمجھنا یا اس کا ادراک کرنا قابل محسوس تعلقات کے نظام سے قطعی خارج اور اس کے وجود کے ٹھوس سماجی و تاریخی حالات سے جدا ہے کیوں کہ انسان کے ادراک کو خدا کے تصور کو مجسم بنانے کے طور پر پیش کیا گیا ہے کیونکہ مبینہ طور پر خدا کی زندہ تصویر اور اس کی ذات میں مضمر ہے لہٰذا ادراک کا براہ راست تعلق مذہب سے اور اسے اس حد تک قابل بھروسہ بتلایا گیا ہے جہاں تک یہ اہم عقائد سے متعلقہ تصورات پر مشتمل ہو۔

ادراک کی آرتھوڈوکس تشریح کے صحیح معنی سماجی زندگی اور سماجی وجود کی ٹھوس کی تشریح کی مثال سے آسانی سے سمجھے جا سکتے ہیں متذکرہ مضمون میں آرچ بشپ پیٹی رام تاریخی واقعات کی روح اور ان کے ادراک کی عجیب خصوصیات کی مندرجہ ذیل طریقے

Marfat.com

پر وضاحت کرتے ہیں۔ ہر سماجی ترتیب کے تاریخی اظہار میں قدرت الٰہی اور انسانی آزادی حصہ لیتے ہیں سماجی ترتیب کی ہر ٹھوس شکل یا بندی سے باہم اثر انگیز عناصر کے تحت ہے وہ مزید کہتے ہیں مذہب دانوں کا کام ہے کہ وہ عیسائیت کی روحانی زندگی کے تجربے اور اس کے اظہار کے گہرے مطالعے کے ذریعے ہم عصر سوشل عمل کے بنانے میں آزادی انتخاب اور اس ربوبیت کے باہمی عمل کے اظہار کو سمجھے۔

یہاں ہم تاریخی ضرورت کو قدرت الٰہی سے اور انسانی کی شعوری سرگرمی کو آزادئ انتخاب سے تبدیل کرنے کی مثالوں میں سے ایک کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

عرصہ پہلے جدلی مادیت نے مختلف ماورائی طاقتوں کو تاریخی عمل میں شامل کرنے کی کسی بھی کوشش کو غلط ثابت کر چکی ہے۔ سماجی زندگی اس کی تبدیلیوں اور ترقی کو قدرت الٰہی نہیں بلکہ طبقات اور سماجی گروہوں میں تقسیم افراد کی مادی زندگی کے حالات کنٹرول کرتے ہیں مادی اشیاء کی پیداوار وجود اور سوسائٹی کی ترقی پسند نشوونما کی بنیاد ہے جب کہ ان کے تخلیق کار انسان ہیں جو اصل پیداواری طاقت ہیں یہی وجہ ہے کہ محنت کش افراد تاریخ کے خالق بن جاتے ہیں۔

یہ سائنس کا کام ہے کہ وہ مادی زندگی کے حالات کی بنیادوں میں پوشیدہ تاریخی نشوونما کی محرک طاقتوں کو دریافت کریں ان کا ادراک ہی وہ راستہ ہے جس کے ذریعے تاریخ میں قوانین کے تحت رونما ہونے والے غالب واقعات کو سمجھا جاسکتا ہے۔

روسی آرتھوڈوکس مذہب دانوں کا مذہب اور علم کو یکجا کرنے کا طریقہ دراصل مذہب کے لئے راستہ صاف کرنے کے لئے سائنس کو استعمال کرنے کی ان کی واضح کوشش ہے سائنسی رجحان کی حامل سوچ کو تب ہی حقیقت کے متضاد نہیں تسلیم کیا جاتا ہے جب وہ انکشافات کے مطابق ہو اور وہ اہم عقائد و تصورات

Marfat.com

کو تسلیم کرے۔ انسان کی فہم کی صلاحیت کے مختلف پہلوؤں کو گھٹا کر ایک مختلف منصوبے کے تحت شعوری ادراک کی مذہب کی تبدیلی تک محدود کر دیا جاتا ہے۔

سائنس اور مذہب کے درمیان تضاد نہ ہونے کے اصول کے اعلان کے ساتھ ساتھ آرتھوڈوکس دینیات سائنسی علم کے ناپختہ و نامکمل ہونے پر زور بھی دیتا ہے مزید برآں شعوری وجدان کو حقیقت کی پہچان کا اہم طریقہ بتلاتا ہے۔ جہاں تک ادراک کے نتائج کا تعلق ایک دفعہ تو انہیں مشروط اور غیر مشروط کے درمیان ربط کا لمحہ تصور کیا جاتا ہے دوسری دفعہ غیر محسوساتی وجود کے بعض پہلوؤں کا فہم اور تیسری دفعہ صرف بعض حقائق کی توثیق پر مشتمل دنیا کی توثیقانہ سچائی کی عقیدے کی ناقابل تردید اور غیر مشکوک درست سچائی میں تبدیلی کا ذریعہ۔

ادراکی عمل کی ایسی تشریح میں کوئی بھی بات سائنس سے مشترک نہیں ہے بلکہ یہ مذہب کے محافظ کی حیثیت سے کام کرتی ہے اور اسے سائنسی تنقید سے بچاتی ہے اور ایسے فلسفیانہ اصولِ اخلاق وضع کرتی ہے جو جدلی مادیت کے ذریعے ادراک اور موجود حالات کی تبدیلی کی تشریح کی تردید کرتے ہیں وہ یہ تصور قائم کرتے ہیں کہ سائنس دنیا کی مذہبی تصویر کی اور دنیا کے مذہبی نقطۂ نگاہ کی تکمیل کی تصدیق کرتے ہیں جبکہ سائنسی ادراک بدستور ناپختہ اور ناکافی رہتا ہے۔

یہ ہیں روسی آرتھوڈوکس کی آئیڈیالوجی اور سرگرمیوں کے چند ہم عصر رجحانات بلاشبہ یہ آرتھوڈوکسی چرچ کے خود ساختہ مسائل کو حقیقی طور پر سمجھنے کے امر پر بحث نہیں کرتے روسی آرتھوڈوکس چرچ اپنی تفسیر، شرع، چرچ اور مذہب دوسری شاخوں کے علم پر نظرثانی کر رہا ہے وہ دنیا کے بدلتے ہوئے حالات اور مذہب پرستوں کے بدلتے ہوئے شعور کے مطابق خود کو ڈھال رہا ہے۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱: "دی جنرل آف دی ماسکو پیٹری آرکیٹ"
ماسکو۔ ۱۹۷۹ء۔ شمارہ نمبر ۷۔ صفحہ ۶۲

۲: ایضاً ماسکو ۱۹۷۹ شمارہ نمبر ۸ صفحہ ۶۲
(روسی زبان میں)

۳: یوگوسلاویکی ترودی۔ دی پریس آف دی ماسکو پیٹری آرکیٹ،
شمارہ نمبر ۱۰ ۱۹۷۳ء صفحہ ۱۵۸

۴: دی جنرل آف دی ماسکو پیٹری آرکیٹ۔ ماسکو۔ ۱۹۶۹ء
شمارہ نمبر ۵۔ صفحات ۵۴-۵۵ (روسی زبان میں)

۵: کارل مارکس اور فریڈرک اینگلز "مضامین کا مجموعہ" ماسکو
۱۹۷۸ جلد ۱۰ صفحہ ۴۱۲

۶: دی جنرل آف دی ماسکو پیٹری آرکیٹ
۱۹۶۹ شمارہ نمبر ۹ صفحہ ۹۲ (روسی زبان میں)

۷: یوگوسلاویکی ترودی ۱۹۷۰ شمارہ ۵ صفحہ ۲۲۶

۸: ایضاً

۹: ایضاً صفحہ ۲۲۴

۱۰: دی جنرل آف دی ماسکو پیٹری آرکیٹ ۱۹۶۹
شمارہ ۱۱ صفحہ ۳۷ (روسی زبان میں)

۱۱: این۔ آئی۔ نوگولوبسکی "تھیولوجی ان اپولوجیٹک ریڈنگز"، ماسکو
۱۹۱۵۔ صفحہ ۲۵ (روسی زبان میں)

Marfat.com

۱۲ : وی۔ آئی لینن "مجموعۂ مضامین" ماسکو جلد ۱۴ صفحہ ۱۲۵
۱۳ : دی جنرل آف دی ماسکو پیٹری آرکیٹ ۔ ماسکو ، ۱۹۷۲
شمارہ نمبر ۴ صفحہ ۳۸
۱۴ : وی ۔ ایس ۔ سولویوف "مجموعہ مضامین" جلد ۔ ۲
سینٹ پیٹرس برگ ۱۹۱۲ صفحہ ۳۳۱ (روسی زبان میں)
۱۵ : بوگوسلووسکی ترودی ۱۹۷۰ ۔ شمارہ ۔ ۵ صفحہ ۔ ۲۲۵

Marfat.com

عقیدۂ قدیم - اس کا ماضی اور حال

سوویت یونین میں مذہب کی ہمعصر حالت کا مطالعہ کرنے والے ماہرین کے لئے عقیدہ قدیم کا ارتقاء بڑی دلچسپی کا باعث ہے۔ ہمعصر حالات کے تحت عقیدہ قدیم کا بحران متعدد نہایت دلچسپ اور نمایاں خصوصیات کی بنا پر ممتاز نظر آتا ہے سائنسی الحاد اور تاریخ مذہب کے ماہرین، علم الانسان کے ماہرین اور ماہرین عمرانیات نے حالیہ عشروں میں جو تحقیقات کی ہیں وہ معقول طور پر یہ ظاہر کرتی ہیں کہ معتقدین قدیم کے چرچ میں پیش آنے والے عمل پیچیدہ اور متضاد ہیں جبکہ مختلف فرقوں اور رجحانات میں بحران مختلف راہوں سے آگے بڑھا۔

عقیدہ قدیم کی موجودہ حالت کی سائنسی تصویر کے ذریعہ عکاسی کرنا ایک پیچیدہ معاملہ ہے اصل مشکل یہ ہے کہ یہ متعدد خود مختار فرقوں اور مسلکوں میں بٹ گیا ہے اور ایک ہی فرقے کی مختلف قسمیں اکثر ایک دوسرے سے خاصی مختلف ہوتی ہیں مزید برآں ایسے فرقے جیسے فیدوسییف، فلیوف اور نیتوف کی کوئی واحد تنظیم نہیں ہے اور یہ ایک دوسرے سے لاتعلق، خود مختار برادریوں کے ایک مجموعے کو ظاہر کرتے ہیں اس تمام صورت حال کی وجہ سے مختلف علاقوں میں عقیدۂ قدیم کی صورت حال کے متعلق سائنسی اطلاعات کے حاصل کرنے میں رکاوٹ پیش آتی ہے۔ زیر نظر مضمون کا مقصد تحریک کے

Marfat.com

اہم فرقوں اور رجحانات کو تفصیل سے بیان کرنا اور اس کے ارتقاء اہم راہوں کی نشاندہی کرنا ہے۔

ہمعصر عقیدۂ قدیم کے حامل چرچ کی ارتقاء اور اس مذہبی رجحان کے مخصوص بحران اور تنزل کو اس وقت تک صحیح طور پر سمجھا اور جانچا نہیں جا سکتا جب تک اس کی سابقہ تاریخ اور روسی تاریخ کی تمام اقسام کی سماجی تبدیلیوں اور منتقلیوں کے ساتھ اس کی مطابقت کے پیچیدہ عمل کو زیر غور نہ رکھا جائے۔

اپنی شروع کی ایک کتاب میں لینن نے اس جانی پہچانی حقیقت کی جانب توجہ مبذول کرائی ہے کہ " مذہبی بھیس میں سیاسی احتجاج قوموں کی ترقی کے ایک مخصوص درجے پر تمام قوموں کا خاصہ رہی ہے[1]..."

عقیدۂ قدیم جو روسی تاریخ کے سب سے بڑی مذہبی اور سماجی تحریکوں میں سے ایک ہے زرعی غلامی کے خود مختارانہ نظام کے خلاف ایک بڑی مخصوص اور ساتھ ساتھ منفرد قسم کا سوشل احتجاج تھی اپنی سماجی ماہیت کے غیر معمولی تنوع کے اعتبار سے یہ تحریک غیر معمولی نوعیت کی حامل تھی اور اسی نے اس کی پیچیدہ اور متضاد خصوصیت کا تعین کیا۔

عقیدۂ قدیم روسی آرتھوڈوکس چرچ میں ایک تفرقے کے بڑھنے سے پروان چڑھا جو سترویں صدی کے وسط میں چرچ کی اصلاح سے پیدا ہوا۔ یہ روسی چرچ کی اصلاح کے لئے موزوں وقت تھا تاکہ اس کے اختیار کو بڑھایا اور عوام میں اس کے اثر کو زیادہ کیا جائے اور مملکت سے اس کے اتحاد کو مضبوط کیا جاتے۔ جاگیردارانہ لوٹ پھوٹ کے دوران، یہ چرچ کی رسومات کی یکجائی اور طریقہ عبادات کی کتابوں کے مضمون منتشر ہو گئے مذہبی یکجائی کا مقصد سیاسی اتحاد کو مضبوط بنانا بھی تھا۔

تاہم روسی کلیسا کے قدامت پسند ذہنیت کے حامل افراد نئے طریقوں کو عقیدۂ قدیم سے مکمل انحراف تصور کرتے تھے۔ اصلاح کے مخالف افراد طریقہ عبادات کی نئی کتابوں

Marfat.com

اور رسومات کو یونانی کتابوں سے نقل شدہ اور بدعتی تصور کرتے تھے کیونکہ ان کی رائے میں یونانی آرتھوڈوکس میں رومن کیتھولزم کی بدعت کی آمیزش تھی قدیم چرچ نے چرچ کی اصلاح کی غلطیوں اور بدنظمی کو ثابت کرنے کی کوشش میں زار کو عرضداشت پیش کی تاہم یہ اصلاح مملکت کے غور و خوض کی پیداوار تھی اس کا سب سے بڑا ابتدا کرنے والا زار الیکسی میخائیلوویچ تھا اور اسی وجہ سے اس کی مخالفت کرنے والے افراد نے روحانی تلوار کا اور پھر دنیاوی تلوار کا خطرہ محسوس کیا۔ ۱۶۵۴ء کی چرچ کونسل نے مذہبی رسومات کی تبدیلیوں کو تسلیم کرنے سے انکار کرنے والوں کو برادری سے خارج اور اصلاح کے مخالفین کو ماسکو سے جلاوطن کر دیا گیا۔

دریں اثناء عقائد کے فرق کے علاوہ چرچ کی جدت طرازیوں کے حامیوں اور مخالفین کے درمیان دوسرے اختلافات نے سوشل درآمد کی حیثیت اختیار کرنی شروع کر دی۔ عقیدہ قدیم کے حامیوں کے ساتھ روسی معاشرے کے مختلف طبقوں کے نمائندے جو موجودہ صورت حالات سے غیر مطمئن تھے، شامل ہو گئے۔

یہ نفاق سترہویں صدی کے وسط میں روس میں موجودہ طبقاتی تضادات کا مذہبی اظہار تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مذہبی پیشواؤں کے ایک حصے کے (زیادہ تر نچلے درجے کے) اصلاح کے خلاف احتجاج کو روسی معاشرے کے مختلف شعبوں کی پشت پناہی حاصل تھی جو کم و بیش امراء کی حکومت کے خلاف تھے۔

معتقدین قدیم کی تحریک میں کسانوں کے بڑے بڑے گروہ اور دیہی نچلے طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد شامل تھے جو اس کی اصل قوت محرکہ بن گئے اور اس طرح اس میں کچھ جمہوریت کی رنگ آمیزی شامل ہو گئی۔ مزید برآں معتقدین قدیم کے ایک جانب تو جاگیردارانہ طبقات اور پرانے ملازم پیشہ طبقے کے کچھ عناصر شامل ہو گئے اور دوسری جانب حکومت کی اقتصادی پالیسی سے غیر مطمئن ابھرتے ہوئے بورژوائی۔

Marfat.com

اس نفاق کی خصوصیت دو مخالفانہ رجحانات تھے ایک نوع اور ماہیت کے اعتبار سے قدامت پسند اور رجعت پسند تھا اس کو بنیادی طور پر فیوڈل طبقات کے نمائندوں، مذہبی پیشواؤں کا ایک حصہ، امراء اور شاہی محافظین جو اپنے خصوصی مراعات کو برقرار رکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ "پرانے وقتوں" سے ان کا لفظی میل تھا۔ دوسرا رجحان نوع کے اعتبار سے تو ویسا ہی قدامت پسند و رجعت پسند تھا لیکن خارجی طور پر ترقی پسند تھا۔ اس کے پیروکاروں میں کسانوں کے نمائندے، دیہی آبادی، ابھرتے ہوئے بورژوائی، نام نہاد تیسرے درجے کے افراد شامل تھے۔ جب یہ پرانے وقتوں کی بات کرتے تھے تو ان کا مطلب بالکل مختلف ہوتا تھا یعنی ان کے مفادات کو ظاہر کرتی ہوئی ایک قسم کی سوشل مثالی جنت۔

یہ روسی معاشرے کے وہ حصے تھے جو سترہویں صدی کے اواخر اور اٹھارہویں صدی کے اوائل میں معتقدین قدیم کی تحریک کے اہم محرکہ قوتوں میں تبدیل ہو گئے۔ یہ وہ سماجی طبقات تھے جو پھیلتی ہوئی جاگیردارانہ سوسائٹی میں سرمایہ دارانہ تعلقات کے فروغ سے وابستہ تھے۔ ان حالات میں عقیدہ قدیم ایک مذہبی جھنڈا تھا جس نے کسانوں اور شہری آبادی کے ایک مخصوص، کافی بڑے حصے اور بورژوائیوں کو جاگیردارانہ نظام اور مطلق العنانی کے خلاف جدوجہد میں یکجا کیا ہوا تھا۔

معتقدین قدیم کی مطلق العنانی اور زرعی غلامی کے نظام کے خلاف جدوجہد زیادہ تر ترقی پسند تھی اور اس نے روس میں سرمایہ دارانہ تعلقات کی ترقی کو فروغ دیا۔ یہ ایک ایسی جدوجہد تھی جس نے روس میں زرعی غلام کے نظام کے خاتمے سے پہلے معتقدین قدیم کی تحریک میں سماجی خصوصیت پیدا کی۔ روس میں معتقدینِ قدیم کے علاوہ کسی دوسری مذہبی تحریک نے سرمایہ دارانہ تعلقات کی ترقی پر اتنا زیادہ اثر نہ ڈالا۔

لیکن جیسے جیسے سرمایہ دارانہ نظام ترقی کرتا گیا معتقدینِ قدیم کی تحریک خالصتاً

Marfat.com

مذہبی تحریک میں تبدیل ہوتی چلی گئی یہاں تک کہ ۱۸۶۰ء اور ۱۸۷۰ء کے عشروں میں اس سے پہلے سماجی احتجاج کے عنصر کا بالکل خاتمہ ہو گیا اور یہ ایک مکمل مذہبی رجحان میں تبدیل ہو گیا جس کا بنیادی پروگرام آزادیٔ ضمیر اور مذہبی رواداری کا مطالبہ تھا۔

اس کے ساتھ ساتھ معتقدین قدیم کے درمیان سماجی اختلافات واضح ہوتے گئے جس کے ایک کنارے پر تو ممتاز سرمایہ داروں، تاجروں اور امیر کسانوں پر مشتمل معتقدینِ قدیم کا ایک چھوٹا سا حصہ تھا جبکہ دوسرے کنارے پر پرولتاری، نیم پرولتاری اور دیہی غرباء پر مشتمل معتقدینِ قدیم کے نچلے طبقے کے عوام تھے۔ ۱۹۰۵ء کے انقلاب کے دوران معتقدینِ قدیم کی تمام بڑی تنظیموں نے ایک واضح انقلاب دشمن، ملوکیت پسند موقف اختیار کر لیا اس کے ساتھ ہی معتقدینِ قدیم کے نچلے طبقے کے عوام نے جو بنیادی طور پر محنت کش تھے رفتہ رفتہ بورژوائی کے سیاسی کنٹرول سے چھٹکارا حاصل کر لیا۔

معتقدینِ قدیم کی تحریک میں محنت کش افراد اور بورژوائیوں کے درمیان طبقاتی تضادات ۱۹۱۷ء کے عظیم انقلاب اکتوبر کی تیاریوں اور آغاز کے دوران شدید ہو گئے جس کا عقیدہ قدیم کے مستقبل پر شدید اثر ہوا۔ انقلاب کے زیر اثر اور تمام سماجی تعلقات کی تبدیلیوں اور سیکولر پروپیگنڈے کے اثرات کے تحت معتقدین قدیم کے تمام حلقوں میں مذہب سے لاتعلقی کا رجحان تیزی سے پھیلنے لگا جو سیکولر مؤقف کی جانب تبدیلی کے آثار تھے۔ بڑوں کی ممنوعات کی حکم عدولی کرتے ہوئے کئی نوجوان معتقدینِ قدیم نے سماجی کاموں میں دلچسپی لی اور مذہب سے الگ ہو گئے۔ ۱۹۲۰ء کے عشرے کے آواخر میں معتقدینِ قدیم کی برادریوں میں چرچ اور عبادت گاہوں کو جانے والے افراد کی تعداد میں شدید کمی واقع ہوتی۔

سوویت یونین کے معتقدینِ قدیم نے خصوصاً ۱۹۳۰ء کے عشرے میں زراعت کی اجتماعیت اور قومی صنعت کاری کے پروگرام کے آغاز کے بعد مذہب سے علیحدگی

Marfat.com

اختیار کرنی شروع کر دی اسی عرصے کے دوران ان میں سے نوجوانوں اور ادھیڑ عمر کے افراد کی اکثریت نے مذہب ترک کر دیا اور کئی معتقدینِ قدیم کی انجمنوں نے کام کرنا ختم کر دیا۔ سیکولر بننے کے اس عمل کو نئے صنعتی مراکز کے قیام کے ساتھ وابستہ بڑے پیمانے پر نقل مکانی کے عمل نے تیز تر کر دیا۔ معتقدینِ قدیم کی مذہب اور چرچ سے علیحدگی ایک تاریخی منطقی عمل تھا اور سوویت یونین میں رونما ہونے والی بڑی سماجی تبدیلیوں نے اس کا تعین کیا۔

یہ شدید ردعمل ۱۹۴۱ء ۔ ۱۹۴۵ء کی عظیم جنگ حب الوطنی کے چھڑ جانے کی وجہ سے رک گیا۔ جنگ کے مصائب اور محرومیوں کی وجہ سے معتقدینِ قدیم کے ایک حصے میں مذہبی جذبات پھر ابھر آئے بعض علاقوں میں جہاں معتقدین قدیم کی برادریاں سرے سے غائب ہو گئی تھیں ان کے آثار پھر پیدا ہو گئے اور کچھ چرچ اور عبادت گاہیں پھر سے کھل گئیں۔

مزید برآں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ معتقدین قدیم کی غالب اکثریت نے آزمائش کے دور میں اپنی سوویت مادر وطن کے لئے سچی حب الوطنی کا اظہار کیا اور نازی حملہ آوروں کے خلاف لڑائی میں بھرپور حصہ لیا۔ معتقدینِ قدیم میں ایسے کئی جنگ میں حصہ لینے والے تجربہ کار افراد شامل تھے جنہیں سرکاری اعزازات سے نوازا گیا تھا معتقدینِ قدیم میں سے کئی افراد نے جو دشمن کے قبضے میں آنے والے علاقوں میں رہتے تھے، شدید حب الوطنی کا مظاہرہ کیا اپنے رفیقوں کی سرگرمی سے مدد کی اور بالٹک کی جمہوریاؤں اور بائیلو رشیا میں حب الوطن فوج کے دستوں میں شمولیت اختیار کی۔ ساتھ ہی کچھ معتقدین قدیم جنونی جذبات کے احیاء کے تجربے سے گزرے۔

اسی طرح جنگ کے بعد شروع کے چند سالوں کے دوران جب مابعد جنگ آبادکاری کے ساتھ وابستہ مصائب ابھی شدید طور پر محسوس کئے جا رہے تھے کچھ مذہبی احیاء کا

Marfat.com

مشاہدہ کیا گیا۔ اس کا سبب یہ حقیقت بھی تھی کہ معتقدین قدیم کی تحریک میں سوویت یونین میں دوبارہ شمولیت اختیار کرنے والے بالٹک کے علاقے، مولداویا، بیوکووینا اور بعض دوسرے مغربی علاقوں کے مذہب پرست افراد بھی شامل ہو گئے تھے ان علاقوں کے معتقدین قدیم ابھی سیکولر بننے کے اس عمل سے نہیں گزرتے تھے جو اس دور کی خصوصیت تھا جب سوویت یونین میں سوشلزم کی بنیادیں ڈالی جا رہی تھیں، نتیجتاً ان معتقدینِ قدیم کی مذہبی سرگرمیاں ابھی شدید نوعیت کی تھیں۔ ان تمام عوامل نے مجموعی طور پر معتقدین قدیم کی تحریک کو مضبوط بنانے میں مدد کی۔

مذہبی احیاء کو محرک بنانے والے ان عناصر کا اثر دیرپا نہ تھا اور ۱۹۵۰ء کے عشرے کے اواخر میں ایک اور تنزل کے آثار نمودار ہوئے حالیہ طور پر معتقدینِ قدیم کی تحریک ایک ایسے طویل بحران سے گزر رہی ہے جس نے اس کی بنیادیں ہلا دی ہیں۔

معتقدینِ قدیم کی برادریوں کی موجودہ صورت حال کا جائزہ لیتے وقت یہ بات مدنظر رکھنی چاہیے کہ ان کی تعداد میں نمایاں طور پر کمی واقع ہوتی ہے۔

یکم جنوری ۱۹۱۲ء کی سوویت یونین کی قومی مردم شماری کے اعداد و شمار کے مطابق عقیدہ قدیم کے پیروکاروں کی تعداد ۲,۲۰۲,۶۲۱ تھی بلاشبہ اس تعداد کی صحت کی ضمانت نہیں دی جا سکتی کیونکہ کئی معتقدین قدیم نے مردم شماری اور رجسٹریشن سے گریز کا راستہ اختیار کیا تھا ہمارے خیال میں قبل از انقلاب معتقدینِ قدیم کی تعداد ۱۰ ملین تھی (۲۰-۲۵ ملین کے تخمینے صاف طور پر مبالغہ آمیز ہیں) جملہ آبادی سے ان کے تناسب میں زیادہ شدید کمی واقع ہوتی ہے۔

اسی طرح اس فرقے کی ساخت میں بھی تبدیلی آئی ہے جیسا کہ پہلے بتایا گیا ماضی میں یہ کئی بڑے مسلکوں میں اور کئی چھوٹے رجحانات میں منقسم ہو گیا تھا۔ بہرحال انقلاب

Marfat.com

سے بھی پہلے انیسویں صدی کے آواخر میں معتقدین قدیم کے چرچ میں کئی نمایاں رجحانات موجود تھے جن کے اطراف معتقدین قدیم کا مجمع جمع تھا۔

سوویت عوام کی زندگی میں بنیادی سماجی واقتصادی اور تمدنی تبدیلیوں کی وجہ سے معتقدینِ قدیم کے چرچ کے نظریات میں سنجیدہ تبدیلیاں پیدا ہوگئیں۔

سب سے پہلے تمام بڑے مسلک کے سیاسی رجحانات میں بڑی تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ ان مقلدین کے جذبات کو مدنظر رکھتے ہوئے جن کی غالب اکثریت سوویت حکومت کی حامی ہے اور جو پُرجوش حب الوطن ہیں۔ معتقدینِ قدیم کے رہنما کمیونسٹ پارٹی اور سوویت حکومت کی پالیسی کی حمایت کا اعلان کرتے ہیں وہ عظیم سوشلسٹ انقلاب اکتوبر کی حمایت کرتے ہیں جس نے " حقیقی آرتھوڈوکس معتقدین قدیم کے چرچ کو زار کی حکومت اور حکمران نحو بیانی چرچ کے متواتر ڈرانے دھمکانے اور وحشیانہ جبر سے ہمیشہ کے لئے نجات دلائی اور معتقدینِ قدیم کے چرچ نے آخر کار طویل انتظار کے بعد مذہبی آزادی حاصل کر لی"۔ لے

جنگ کے بعد ۱۹۴۸ء میں لیتھوانیا میں معتقدینِ قدیم نے سوویت حکومت کو تسلیم کرنے اور حکومت کی مقرر کردہ قومی تعطیلات میں قومی عبادات ادا کرنے اور اجتماع کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

بلاشبہ اس قسم کے حقائق مذہبی عقائد کی جدت طرازی تو ثابت نہیں کرتے بلکہ نظریاتی تبدیلی اور معتقدینِ قدیم کی تنظیموں کے سیاسی رجحانات کا اظہار کرتے ہیں۔ عیسائی نظریہ نگاروں کے جانے پہچانے قدیم بیانات کو اب سوشلسٹ معاشرے کے بنیادی نئے سماجی اقدار اور نظریات کی مطابقت میں ڈھالا جا رہا ہے: معاشرے کے مفاد میں کام جس سے انسان کا انسان کے ذریعہ استحصال کا خاتمہ کیا جا چکا ہے۔ سوشلسٹ مادرِ وطن کا سامراجی حلقوں کے غاصبانہ پھیلاؤ سے تحفظ وغیرہ۔ مذہب

Marfat.com

پرستوں کی اکثریت کو سوشلسٹ نظام کے فوائد اور سوویت طریقہ زندگی کے انسانی عنصر پر غور کرنے کے بعد اس بات کا یقین ہے کہ عیسائیت اور کمیونزم ساتھ ساتھ اپنا وجود برقرار رکھ سکتے ہیں کچھ نظریہ نگار یہ ثابت کرنے کے لئے بے چین ہیں کہ سائنسی کمیونزم کے نظریات عیسائی عقیدے سے اخذ کئے گئے ہیں۔

معتقدینِ قدیم کی تنظیمیں قوموں کے درمیان امن اور دوستی کے فروغ کی تحاریک میں سرگرمی سے حصہ لیتی ہیں۔ معتقدینِ قدیم کی بڑی تنظیموں کے لیڈروں نے زاگورسک میں ۱۹۵۲ء میں منعقدہ سوویت یونین کے تمام چرچوں اور مذہبی انجمنوں کی کانفرنس سے خطاب کیا بلاشبہ امن کی اپیلوں اور امن کے لئے جدوجہد میں حصہ لینے سے معتقدینِ قدیم کے لیڈروں کا وقار ان کے پیروکاروں کی آنکھوں میں اونچا ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ معتقدینِ قدیم نے مندرجہ ذیل اجتماعات میں بھی سرگرمی سے حصہ لیا: ۱۹۶۹ء میں چرچوں اور مذہبی انجمنوں کی دوسری کانفرنس برائے امن، امن افواج کی عالمی کانگریس (ماسکو ۱۹۷۳ء) مذہبی کارکنوں کی عالمی کانفرنس برائے بین الاقوامی دیرپا امن، تخفیف اسلحہ و منصفانہ تعلقات (ماسکو ۱۹۷۷ء) مذہبی کارکنوں کی کانفرنس برائے تحفظ زندگی از الٰہی تباہ کاری (ماسکو ۱۹۸۲ء)

عقیدۂ قدیم کے وقار کو اس کے حلقے کی نظروں میں اونچا کرنے کے مقصد کے تحت اس کے رہنما اور نظریہ نگار ہر ممکن طریقے سے روسی تاریخ میں ایک مختلف الرائے مذہب اور سماجی تحریک کی حیثیت سے اس کے خصوصی کردار کو واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ اس ضمن میں اسٹیپن ریذن اور ایمیلیان پوگاچیف کی سرکردگی میں کسانوں کی بغاوت سے اس کی کڑیوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ معتقدینِ قدیم کے رجحان کو ایک سیاسی طور پر فعال باغیانہ تحریک کی حیثیت سے پیش کرنے کا یہ خود ایک مخصوص رجحان ہے۔ یہاں یہ بات نہیں بھولنا چاہیئے کہ انقلاب سے قبل جبر اور تشدد کے باوجود

Marfat.com

عقیدۂ قدیم کے کئی نظریہ نگار اور لیڈر ریذن اور ریبو گاپیف کی بغاوتوں میں معتقدینِ قدیم کی شرکت کے موضوع پر خاموش رہے۔ آج کے نظریہ نگار ماضی میں معتقدینِ قدیم کی تحریک کی مختلف الرائے نوعیت کو ابھار کر دکھانے کا ایک بھی موقع نہیں چھوڑتے اور اس طرح وہ معتقدین قدیم کے رہنماؤں کی روسی شہنشاہیت کی مکمل اطاعت کی پالیسیوں کے بالکل برعکس عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

معتقدینِ قدیم کے نظریہ نگاروں کے عوامی بیانات میں ایک اہم نکتہ یہ ہوتا ہے کہ وہ عقیدۂ قدیم کو سچے یا اصلی عقیدے کے طور پر پیش کرتے ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریوں کے زمانے سے موجود ہے۔ سست رفتار اور قدامت پسند ہونے کے الزامات کی تردید کرتے ہوئے وہ اصرار کرتے ہیں کہ معتقدینِ قدیم کی تحریک نے ہمیشہ مختلف سماجی اور اقتصادی تبدیلیوں کا مستعدی سے ساتھ دیا ہے اور زار کی آمریت کے خلاف جنگ میں پوری شرکت کی اور روس کی اقتصادی ترقی اور تمدن کی ترقی میں بھرپور حصہ لیا۔

روس کی اقتصادی ترقی میں شرکت نے دراصل بورژوائی سوسائٹی میں استحصال پسندانہ تعلقات کو مستحکم بنانے میں حصہ لیا زار کی آمریت کے خلاف جنگ میں یہ شرکت دراصل برائے نام تھی خصوصی طور پر اگر یہ بات ذہن نشین رکھی جائے کہ زرعی غلامی کے خاتمے کے آغاز سے یعنی ۱۸۶۰ء کے عشرے سے معتقدین قدیم کی لیڈر شپ زار کی حکومت کی مخالفت سے اس کی اطاعت کی جانب پلٹ گئی۔

جہاں تک عقیدۂ قدیم کے پیروکاروں کے اچانک غیر شعوری احتجاج کا تعلق ہے یہ ان کے عقیدے کی خلاف ورزی میں کیا گیا یہاں یہ بات خصوصی طور پر واضح کی جانی چاہیئے کہ روس میں انقلابی تحریک کا فروغ جو عظیم سوشلسٹ انقلاب اکتوبر پر منتج ہوتی عقیدۂ قدیم سے بالکل آزادانہ طور پر ہوا جس کے لیڈروں نے روسی تاریخ کے

Marfat.com

انتہائی تشویشناک مراحل پر رجیسا کہ ۱۹۰۵ء کا انقلاب) زار کی حکومت کی حمایت میں جلوس نکالے۔ لہٰذا معتقدینِ قدیم کے محنت کش عناصر نے جوان کا سب سے نچلا ہوا اور حقیقت پسندانہ حصہ تھا جو آمریت کے استبداد اور اپنے ہم مذہب سرمایہ داروں اور امیر کسانوں کے استحصال کا شکار تھا۔ عقیدۂ قدیم کو ترک کر دیا اور اجتماعی روسی انقلابی تحریک میں شمولیت اختیار کرلی۔

قدیم روسی طرزِ تعمیر فن اور تمدن کے فروغ میں معتقدینِ قدیم کے حصے کے موضوع پر عذر خواہ چپ رہتے ہیں کہ کس طرح چرچ کے لیڈروں نے سیکولر تمدن، سیکولر آرٹ کو دبانے اور لوک فن کو کچلنے کی ہر ممکن کوشش کی۔

سب سے زیادہ روشن خیال اور تعلیم یافتہ معتقدینِ قدیم نے انیسویں صدی کے آخر میں ہی آرٹ کے خلاف یہ مخالفانہ طرزِ عمل اس وقت ترک کر دیا جب فن کے دولت مند معتقدینِ قدیم سرپرستان نے روسی پینٹنگز اور ادب کا بیش بہا مجموعہ جمع کرنا شروع کر دیا۔ (بشمول تریتیاکوف گیلری متعدد لائبریریاں وغیرہ) تاہم معتقدینِ قدیم کے رہنماؤں کی بڑی تعداد نے تب بھی ہر قسم کے غیر مذہبی فن پاروں کی مخالفت جاری رکھی۔ آج بھی بعض جگہوں پر بعض معتقدین قدیم دنیاوی راحتوں کے خلاف منفی ردعمل کا مظاہرہ کرتے ہیں مثلاً اسٹیج، اسکرین، موسیقی اور رقص وہ ٹی وی پروگراموں اور ریڈیو کی نشریات کی مخالفت کرتے ہیں کیونکہ یہ تمام چیزیں گناہ شمار کی جاتی ہیں۔

سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی عقیدۂ قدیم کے ہمعصر نظریات پر بڑا زبردست اثر ڈال رہی ہے ذرائع ابلاغ کے توسط سے اطلاعات کے لامحدود طور پر پھیلنے کی وجہ سے سائنس اور ٹیکنالوجی کی جدید ترین ترقی یافتہ شکلوں کی اطلاعات مذہب پرستوں کو بھی پہنچتی رہتی ہیں۔ نتیجتاً سائنسی طور پر متعلقہ خیالات رفتہ رفتہ مذہبی عقائد کی جگہ لے لیتے ہیں آج کل کے عقیدۂ قدیم کے نظریہ نگار سائنس، سائنسی معلومات

Marfat.com

اور متعلقہ مذہبی خیالات کے خاتمے کے روز افزوں وقار کو مزید نظرانداز نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ یا تو روایتی مذہبی آلات کار استعمال کرتے ہیں یا اپنے آرتھوڈوکس پروٹسٹنٹ اور کیتھولک ساتھیوں کی تحریروں کا حوالہ دیتے ہیں۔ معتقدینِ قدیم کے نظریہ نگاروں کے مخصوص ریمارکس اس ضمن میں یہ ہوتے ہیں کہ سائنس مذہب کی مخالفت نہیں کرتی جس کا دراصل مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ دوہری سچائی کے نظریے سے بات کو شروع کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض اس خیال کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جدید ترین سائنسی کامیابیاں خدا کے وجود کے خیال کو استحکام بخشتی ہیں اور اس خیال کو مشتہر کرتی ہیں کہ خدا ہمیشہ سے موجود ہے اور خدا کے جسم انسانی میں حلول کر جانے کے خیال کو قدیم اور فرسودہ قرار دیتی ہیں۔ ایسے بیانات مذہب پرستوں کے شعور پر دنیائے سائنسی خیالات کے اثر اور سائنسی بنیادوں پر سیکولر پروپیگنڈے کا نتیجہ ہیں جو خدا کے متعلق روایتی نظریات وعقائد کو ڈھا دیتا ہے اپنے عقیدے کے اس حصے میں جدت پیدا کرتے ہوئے معتقدینِ قدیم کے مفکرین خدا کے متعلق نظریئے کو اس عقیدے کے ذریعہ دوام بخشنے کی امید کرتے ہیں کہ ہمعصر حالات میں بھی اس خیال کی ایسی ترجمانی کو سیکولر تنقید سے نقصان پہنچنے کا بہت کم احتمال ہے۔

عقیدۂ قدیم میں ان رجحانات کے ساتھ ساتھ بالکل متضاد نوعیت کی چیزیں بھی مشاہدہ میں آتی ہیں۔ مذہب پرستوں میں ماقبل حضرت عیسیٰؑ کے دور سے ہر قسم کے مافوق الفطرت خیالات عام ہیں مثلاً بھوت پریت، گھر میں ارواح، جنگل میں جن، دیو اور بدروح وغیرہ؎

مذہبی ادب کے بارے میں معتقدینِ قدیم کے رویے سے بھی مذہبی عقائد کے خاتمے کا اندازہ ہوتا ہے۔ ماضی میں یہ لوگ مذہبی اور عبادات سے متعلقہ تحریروں کی بڑی احتیاط اور حفاظت کرتے تھے کتابیں نسل در نسل ایک بیش بہا خزانے کے طور

Marfat.com

پر منتقل ہوا کرتی تھیں۔ محققین نے یہ بات نوٹ کی تھی کہ گھر میں بھی مذہب پرست افراد اپنی مقدس کتابوں کو بلا ضرورت نہیں کھولا کرتے تھے اور دوسرے عقائد کے ماننے والوں کو انہیں دکھانے سے گریز کرتے تھے۔ آج وہی کتابیں مذہبی افراد کی نظروں میں اپنی سابقہ اہمیت اور تقدس کھو چکی ہیں۔

معتقدینِ قدیم کے مذہبی رویے میں تبدیلیوں ان کی زندگی کی سیکولر طرز پر تبدیلی اور رفتہ رفتہ مذہب سے دستبرداری کے ضمن میں یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ان کے پیروکاروں میں ایسے افراد کی کثرت ہے جو ایمان کے مسائل اور عبادت سے متعلقہ عقائد کو بہت کم اہمیت دیتے ہیں اور مذہب کو روایتی طور پر مانتے ہیں۔ ان کی خدا پرستی صرف رسومات کی ادائیگی سے ہی ظاہر ہوتی ہے۔ اپنی مذہبی زندگی میں وہ رسمی عبادتی پہلوؤں پر توجہ دیتے ہیں مذہب پرستوں کا سب سے بڑا گروپ ایسے ہی افراد پر مشتمل ہے لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ عقیدۂ قدیم دراصل ایک رسمی مذہب میں تبدیل ہو گیا ہے اور عقیدۂ قدیم اس کے پیروکاروں کی وابستگی کی حیثیت صرف خاندانی روایات اور تہواروں اور رسومات کی ادائیگی کے ذریعہ ہی ہوتی ہے ان کے راسخ ایمان اور مذہبی ٹھوس اعتقاد سے نہیں ہوتی۔

عقیدۂ قدیم کی عبادات کے حلقے میں بھی بڑی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں کچھ عرصہ پہلے سوویت حکومت کے اولین سالوں میں معتقدینِ قدیم مذہبی تہوار اور رسومات بڑی سختی و پابندی سے منایا کرتے تھے جبکہ آج کچھ معتقدینِ قدیم گو کہ اپنے آپ کو ایمانداروں میں شمار کرتے ہیں نہ تو سادہ ترین مذہبی فرائض ادا کرتے ہیں اور نہ چرچ جاتے ہیں بلکہ شاید ہی کبھی عبادت کرتے ہوں۔

اس بدلتے ہوئے رویے کی مظہر یہ حقیقت ہے کہ اب روزمرہ کی معقولیت کو بہ نسبت مذہبی بنیادوں کے طبی بنیادوں پر جانچا جاتا ہے۔ دوسری جانب غذا سے

Marfat.com

اجتناب نہ کرنے کے کئی عذر پیش کیے جاتے ہیں مثلاً صحت کی حالت کام کرنے کے لئے توانائی کی ضرورت وغیرہ۔

معتقدینِ قدیم اب بھی بپتسمہ پر سختی سے قائم ہیں معتقدینِ قدیم کے گھرانوں میں پیدا ہونے والے اکثر بچوں کو بپتسمہ دیا جاتا ہے (ان میں بعض غیر مذہبی خاندان بھی شامل ہیں) یہ پہلے سے زیادہ آسان ہے کیونکہ یہ خیال عام ہے کہ ضرورت پڑنے پر بچے کو ایک نوسکھ آدمی جیسے والدین دائی وغیرہ بھی بپتسمہ دے سکتے ہیں تاہم مذہب پرستوں کے خاندانوں میں بھی ایسے بچوں کی کافی بڑی تعداد ہوتی ہے جنہیں بپتسمہ نہیں دیا گیا۔

یہ کہا جاسکتا ہے کہ عقیدۂ قدیم کی عبادات کا جدید ڈھانچہ رفتہ رفتہ شدید زوال کی جانب رواں ہے جو اس کے بحران کی شدت کا نمایاں اظہار ہے۔ معتقدینِ قدیم کے تمام طبقات یکساں طور پر بحران سے متاثر نہیں ہوتے۔ بحران کا نشانہ چھوٹی دیہی برادریاں اور "غیر متعصب" قسم کے گروپ بنے بہتر تربیت یافتہ پادری برادر بڑی شہری برادریاں اور متعصب، فرقہ واری قسم کی دیہی برادریاں زیادہ استحکام ظاہر کرتی ہیں۔ مذہب پرستوں کے روایتی طریق زندگی اور قدامت پسندی کی وجہ سے وہ سیکولرزم کا بہتر طور پر مقابلہ کرتی ہیں۔

تاہم مجموعی طور پر معتقدینِ قدیم کی تحریک ایک شدید بحران سے گزر رہی ہے جس کا شکار عقیدۂ قدیم سے متعلقہ مخصوص رجحانات اور مخصوص غیر تبدیل شدہ شکل میں برقرار عبادات ہوئے ہیں یہی چیزیں عقیدے اور عبادات میں جدت طرازی کو روکتی ہیں جیسے کہ آرتھوڈوکس میں یہ صلاحیت موجود ہے۔ مذہب میں ترمیم اور عصری مطابقت تمام اقسام کی تبدیلیاں، رعایات، دلچسپیاں جس کی اجازت آج معتقدینِ قدیم کے رہنما دے رہے ہیں سب سے ان کا مقصد کم و بیش سیکولر گروہ کے افراد پر اپنے کنٹرول کو برقرار رکھنا ہے لیکن ساتھ ہی یہ روایت سے پاک عقیدۂ قدیم کی

Marfat.com

مکمل طور پر تردید بھی نہیں کر سکتے کیونکہ اس کا مطلب معتقدینِ قدیم کی تحریک اور "سچے ایمان" کے فضول پن اور بے مقصدیت کو تسلیم کرنا ہوگا یہی وجہ ہے کہ معتقدینِ قدیم کے مفکرین ایک ہی وقت میں "عقیدۂ قدیم" کو ناقابل تغیر قرار دیتے اور اسے عصری مطابقت میں لانے کی کوشش کرنے پر مجبور ہیں۔

عقیدۂ قدیم کی بحرانی کیفیت کی شدت کا اندازہ اس کے آرتھوڈوکس چرچ سے مفاہمت کے رجحان سے بھی ہوتا ہے جو مابعد جنگ کے عرصے میں محسوس کیا گیا۔

حالیہ دور میں آرتھوڈوکس اور عقیدۂ قدیم کے درمیانی اختلافات کے دور ہونے کے اچانک عمل کا باآسانی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ ان کے درمیانی پرانے فرق اپنے معنی کھو چکے ہیں اور انہیں ختم کیا جا رہا ہے شہروں کے علاوہ متعدد دیہی علاقوں میں معتقدینِ قدیم کے پیرو چرچ میں آرتھوڈوکس مذہب پرست بھی آرہے ہیں اور دوسری جانب معتقدینِ قدیم بھی آرتھوڈوکس چرچ میں عبادات اور رسومات میں حصہ لے رہے ہیں صاف ظاہر ہے کہ ۱۹۷۱ء کی روسی آرتھوڈوکس چرچ کی لوکل کونسل میں نام نہاد برادری سے خارج کئے جانے کی پابندی اٹھائے جانے کے بعد سے آرتھوڈوکس اور عقیدۂ قدیم کے درمیان مفاہمت میں اضافہ ہوا ہے۔

نئے سوشل حالات کے تحت روسی آرتھوڈوکس چرچ اور عقیدۂ قدیم کے درمیان مزید مفاہمت کے رجحان کے ساتھ سماجی اور سیاسی عناصر اور آرتھوڈوکس اور معتقدینِ قدیم کے مذہبی پیشواؤں کی سرگرمیوں کے نتیجے میں پیدا ہونے والے آرتھوڈوکس اور معتقدینِ قدیم کے چرچوں کے مذہبی پیشواؤں نے پرانی رسومات کو وقت کے تقاضوں کے خلاف سمجھا جو دونوں فرقوں کے ترجمانوں کے درمیان گفت و شنید میں رکاوٹیں پیدا کر رہی تھیں۔

روسی آرتھوڈوکس چرچ کے مفاہمت کے لئے کئے جانے والے اس اقدام

Marfat.com

کا ان معتقدینِ قدیم کے نمائندوں نے خیر مقدم کیا جنہیں کونسل میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی تاہم بائیکاٹ کے خاتمے کے بعد کے سالوں کے مشاہدے سے پتہ چلا کہ مفاہمتی عمل کو ایک حد تک متحرک بنائے جانے کے باوجود روسی آرتھوڈوکس پیشواؤں کا یہ قدم معتقدینِ قدیم کو معقول حد تک متاثر کرنے میں ناکام رہا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آرتھوڈوکس اور عقیدۂ قدیم کے درمیان مفاہمت کا عمل پیچیدہ اور تضادات سے بھرپور ہے بایں ہمہ یہ رجحان ضرور موجود ہے۔

ہمعصر معتقدینِ قدیم کے چرچ میں زیر مشاہدہ آنے والے ان تمام رجحانات اور عمل سے اس بات کی پوری تصدیق ہوتی ہے کہ یہ شدید بحران سے گزر رہا ہے جس کا ایک اظہار عقیدۂ قدیم کا بے جان ہوجانا اس کی کئی مخصوص رجحانات اور خصوصیات سے محرومی اور اس تحریک کے اندر موجود انفرادی رویوں کے درمیانی اختلافات کا خاتمہ اور اس کی آرتھوڈوکسی سے مفاہمت ہے۔

حوالہ جات

ا۔ وی آئی لینن۔ مجموعہ مضامین جلد ۴ صفحہ ۲۴۳

۲۔ ۱۹۵۹ء کا اولڈ بیلیور چرچ کیلنڈر ماسکو صفحہ ۸۳ (روسی زبان میں)

۳۔ سوویت یونین کے تمام چرچوں اور مذہبی انجمنوں کی کانفرنس برائے تحفظ امن، ماسکو پیٹری آرکیٹ پریس ماسکو ۱۹۵۲ء صفحہ ۲۴۸ (روسی زبان میں)

۴۔ یو وی گاگرین۔ معتقدینِ قدیم، سیکیٹھوکار ۱۹۷۳ء صفحہ ۱۱۸۔۱۲۰ (روسی زبان میں)

۵۔ اے اے پودمازوف چرچ بغیر پیشواؤں کے، ریگا ۱۹۷۳ء صفحہ ۱۵۵۔ ۱۵۶ (روسی زبان میں)

Marfat.com

سوویت یونین میں اسلام

حالیہ چند برسوں میں سوویت مطالعاتی مراکز مغرب اور بعض اسلامی ممالک کے ذرائع ابلاغ نے سوویت یونین میں مسلمانوں کی زندگی میں بڑھتی ہوئی دلچسپی ظاہر کی ہے ان کی اشاعتوں میں اکثر دو بیانات ملتے ہیں۔ پہلا یہ کہ "سوویت یونین میں اسلام اور مسلمانوں پر جبر کیا جاتا ہے"۔ "مسلمانوں کو مذہبی رسومات کی ادائیگی کا حق نہیں دیا جاتا" اور "قرآن کی اشاعت ممنوع ہے"[1]۔ دوسری جعلسازی میں اب کوئی اصلیت باقی نہیں رہی۔

بورژوائی اور مذہبی مفکرین کا کہنا ہے کہ "مسلم مسئلہ روس میں سر اٹھاتا ہے" مسلمان ایک مخالفانہ معاشرہ میں ایک ایسا بم ہے جو دیر تو کرتا ہے لیکن ایک نہ ایک وقت پھٹتا ضرور ہے۔[2]

ان مفروضات کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور جیسا کہ ایک اطالوی صحافی وٹیوسینونی نے کہا ہے کہ یہ سوائے اپنے اختراع کرنے والوں کی سوچ کے علاوہ اور کسی چیز کو ظاہر نہیں کرتے۔

حقائق کچھ اس طرح ہیں :

روسی آرتھوڈوکس چرچ کے بعد اسلام اپنے پیروکاروں کی تعداد کے اعتبار سے

Marfat.com

سوویت یونین میں دوسرا درجہ رکھتا ہے مسلمان وسط ایشیا کی جمہوریاؤں قازقستان آذربائیجان، شمالی کوکیشیا کی خودمختار جمہوریاؤں اور وولگا کے علاقے روسی دفاق کے متعدد دوسرے علاقوں اور جارجیا اور آرمینیا کی جمہوریاؤں میں رہتے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر کا تعلق مسلمانوں کے سُنی فرقے سے ہے لیکن کوکیشن میں شیعہ اور پامیر میں اسماعیلی بھی پائے جاتے ہیں۔

سوشلسٹ نظام نے مسلمانوں کو سماجی اور قومی جبر سے نجات دلانے کے بعد انہیں سیاسی، اقتصادی اور انفرادی حقوق کی بشمول عبادات کے حق کی مکمل ضمانت دی۔

سوویت یونین کے مسلمانوں کے تصرف میں سینکڑوں جامع مسجدیں اور ہزاروں چھوٹی دیہی اور علاقائی مساجد ہیں۔ سوویت یونین کے ۱۹۷۷ء کے دستور کے نفاذ کے بعد ۶۹ نئی مساجد قائم کی گئیں سوویت یونین میں مسلم علماء کے بورڈ باقاعدگی سے قرآن کی اشاعت کرتے رہتے ہیں (۱۹۸۴ء میں اس کی بڑی تعداد میں اشاعت ہوئی جو جنگ کے بعد ساتویں بار ہوئی) اس کے علاوہ احادیث رسول کے مجموعے، اسلامی کیلنڈر، مشرقی روس کے نامی رسالہ اور دوسرا مذہبی ادب بھی پابندی سے شائع ہوتا رہتا ہے۔ مسجدمیں خدمات انجام دینے والوں کو ملک میں اسلامی تعلیمی اداروں کے علاوہ عرب ممالک کی یونیورسٹیوں کے شریعت کے شعبوں میں تربیت دی جاتی ہے سوویت یونین کے مسلمان ۸۰ سے زائد ممالک میں اپنے ہم مذہبوں سے رابطے قائم رکھتے ہیں۔

اردن یونیورسٹی کے صدر ڈاکٹر عبدالسلام مجالی نے جن کی قیادت میں اردنی مسلمانوں کے ایک وفد نے ۱۹۸۳ء کے موسم گرما میں ازبکستان اور آذربائیجان کا دورہ کیا۔ دورے کے بعد اخبار نویسوں سے کہا" ہم نے دیکھا ہے کہ سوویت یونین میں

Marfat.com

آزادیٔ ضمیر سے متعلق خود غرضانہ پروپیگنڈہ کتنا جھوٹا ہے ہم نے دیکھا کہ آپ کے ملک میں مسلمان اپنے مذہب کی پیروی کرنے کے لئے مکمل طور پر آزاد ہیں وہ اسلام کے احکامات کی پابندی کرنے کے لئے آزاد ہیں اس کا ہمیں اس وقت یقین آیا جب ہم نے سوویت یونین کے مختلف حصوں میں واقع جامع مساجد کا دورہ کیا۔ ہم مذہبی افراد کے ساتھ نماز میں شریک ہوئے اور ان سب سے بڑھ کر یہ کہ ہمیں ان سے خطاب کرنے کا موقع دیا گیا کئی شہروں میں ہم نے پرانی مساجد کی نئی مرمت کا کام اور نئی مساجد کی تعمیر کا کام ہوتے ہوتے دیکھا۔"

تاریخی حقائق مسلمانوں کی انجمنوں کی سرگرمیاں اور مذہب پرستوں میں اجتماعی انتخابات سے ظاہر ہوتا ہے کہ سوویت یونین کے مسلمان اپنے مادر وطن سے محبت کرتے ہیں وہ رضاکارانہ اور شعوری طور پر نئے معاشرے کی تشکیل اور اس کے نظام کے چلانے میں حصہ لیتے ہیں۔ مذہبی رہنماؤں کی اکثریت سوشلسٹ مملکت اور سماجی نظام کی پُرخلوص حمایت کرتی ہے اس بات کو آج کئی ایسے مبصرین بھی تسلیم کرتے ہیں جنہیں سوشلزم سے کوئی لگاؤ نہیں ہے۔

کریگ۔آر۔وہٹنی نے نیویارک ٹائمز کی ۱۲ اپریل ۱۹۸۰ء کی اشاعت میں لکھا:

"صاف واضح ہے کہ آیت اللہ کے اسلامی احیاء کو ایران کے سوویت پڑوسی میں اپنی دشمنی کا زہر پھیلانے کا کوئی موقع میسر نہیں ہے اس کی دو وجوہات ہیں جنہیں سوویت مسلمانوں میں بے چینی پائے جانے کے خیال کے مغربی حمایتی اکثر نظر انداز کر دیتے ہیں مصنف لکھتا ہے کہ ان میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ سوویت مسلمانوں کی غالب اکثریت سُنّیوں پر مشتمل ہے دوسری یہ کہ سوویت مسلمان ملک میں سب سے زیادہ پیدائش کی شرح اور ایسے معیار زندگی اور معیار تعلیم کے ساتھ رہتے ہیں کہ جو نسلی غرور کے ذریعے کے طور پر کسی بھی مذہبی ورثے کی اپیل کو ناکارہ بنا دیتا ہے۔

Marfat.com

مسلمان مذہبی پیشوا عظیم سوشلسٹ انقلاب اکتوبر کی تائید کرتے اور سوویت حکومت کی داخلی اور خارجی پالیسی کی حمایت کرتے ہیں اس مؤقف کی صرف اسی طرح تشریح کی جاسکتی ہے کہ یہ مسلمانوں کی اپنی مادر وطن سے حب الوطنی کا اور اس میں فخر محسوس کرنے کا اظہار ہے۔

بلاشبہ مذہبی انجمنوں نے یہ مؤقف آسانی سے اختیار نہیں کیا عظیم سوشلسٹ انقلاب اکتوبر کی کامیابی اور مسلمان محنت کش افراد کی جانب سے انقلاب کی اعلان کردہ سماجی واقتصادی تبدیلیوں کی حمایت کی وجہ سے مذہبی انجمنوں کے اندر اور مذہبی پیشواؤں کے درمیان سوویت حکومت اور نئے معاشرے میں اسلام کی حیثیت کے متعلق رویے پر تلخ کش مکش شروع ہوگئی اس افراتفری میں مذہبی پیشواؤں کی ایک اچھی خاصی تعداد نے سوویت حکمرانی کے خلاف کھلم کھلا دشمنی کا اظہار جاری رکھا لیکن باقی افراد نے سوشلسٹ مملکت اور اس کے اقدامات پر وفادارانہ رویے کا مظاہرہ کیا۔ موخرالذکر نے سوویت حکومت کے اولین سالوں میں خدا کی منشاء کے اظہار کے طور پر انقلاب کا خیر مقدم کیا۔

دریں اثناء سوویت دشمن ذہنیت کے حامل ملاؤں نے مذہبی افراد میں ترقی پسندانہ جذبات کی مخالفت کرنے اور ان میں اختلافات کے عمل کو روکنے کی پوری کوششیں کیں طبقاتی فرق کا عمل شروع ہوگیا اور اس میں شامل نہ صرف پیروکاروں کے بلکہ مذہبی مشیروں کے بھی حلقے وسیع سے وسیع تر ہونے لگے اس میں مزید سہولت جن واقعات سے پیدا ہوئی وہ سوویت حکومت کا استحکام، کمیونسٹ پارٹی کی لینن کے اصولوں پر مرتب کردہ سماجی واقتصادی اور قومیتوں سے متعلق پالیسی اسلام کا جھنڈا لہرانے والی زوال شدہ استحصالی جماعتوں اور ان کے بسماچی (BASMACHI) گروہوں کی ملازم پیشہ افراد پر شدید ظلم و بربریت وغیرہ تھے۔

Marfat.com

۱۹۴۰ء کے عشرے کے اوائل میں مسلم انجمنوں اور مذہبی پیشواؤں میں سوویت مملکت اور سوشلسٹ نظام سے وفادارانہ رویے کا غلبہ ہوا اس عمل میں تیزی سے انقلابی تبدیلیوں کے دوران ان جماعتوں اور سماجی گروہوں کے غائب ہو جانے سے پیدا ہوئی جو مذہبی تنظیموں میں سوویت دشمن رویہ برقرار رکھنے میں دلچسپی رکھتے تھے۔ مسلم علماء کے بورڈ نے اپنے دستور فیصلوں اور اصولوں میں ایک نئی راہ اختیار کی دوسری عالمی جنگ کے دوران یہ راہ کمزور پڑنے کے بجائے مزید مستحکم ہو گئی۔

جنگ کے بعد یہ بات واضح ہو گئی کہ مذہب سماجی زندگی کے اہم میدانوں میں باضابطگی پیدا کرنے کے کام سے ہمیشہ کے لئے ہاتھ دھو بیٹھا ہے مسلم انجمنیں اس تاریخی حقیقت کو نظر انداز نہیں کر سکتی تھیں۔ ان کے ایک حقیقت پسندانہ سیاسی و سماجی مؤقف اختیار کرنے اور اسلامی مذہبی نظام میں سیکولر عناصر کے متعارف ہونے کا باعث دوسرا عنصر رفتہ رفتہ عوام کے مذہب کا چولا اتارنے کے ساتھ ساتھ اسلام کا گھٹتا ہوا اثر تھا۔

سوشلزم کی ترقی چرچ کی حکومت اور اسکول سے علیحدگی شہریوں کے لئے حقیقی آزادی ضمیر اور مذہبی رجحانات سے قطع نظر سماجی زندگی کے تمام میدانوں میں مساوات نے مذہب سے علیحدگی کو جنم دیا اس عمل میں تعلیم، تمدن اور سائنس کی سیکیولیرائزیشن عورتوں کی غلامی سے نجات اور طریق زندگی کو سوشلسٹ خطوط پر استوار کرنے کے عمل بڑی اہمیت کے حامل کام ہیں۔

سوویت یونین کا تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ سوشلزم کی ترقی کے ساتھ جیسے جیسے معاشرے کی سیکولر سوچ کی پختگی میں اضافہ ہوتا ہے ویسے ویسے مذہب پر ایمان لانے والے افراد کی تعداد میں کمی واقع ہوتی ہے۔ سوویت دور حکومت میں شہریوں کے شعور اور نفسیات میں بنیادی تبدیلیاں واقع ہوئیں اور مذہب کی جانب ان کے رویے میں واضح

Marfat.com

تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔ سوشلسٹ قوتوں کی تشکیل اور ترقی ان کے سیکولر بننے کے ناقابل واپسی عمل کے ساتھ ساتھ ہوئی۔

مختلف طبقات میں مذہب پرستی کا رجحان کم سے کم تر ہوتا گیا ۱۹۲۷ء میں بڑے پیمانے پر سیکولر تعلیم کا اہتمام کرنے والے پیلیان یاروسلاوسکی نے یہ چیز نوٹ کی کہ دیہی آبادی کا تقریباً ایک تہائی حصہ اور شہری آبادی کا کم از کم دو تہائی حصہ مذہب ترک کر چکا تھا اور " ان میں کئی ملین کٹر سیکولر افراد شامل تھے "۔

عمرانی مطالعات نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ یہ عمل آج بھی جاری ہے ۱۹۷۰ء کے عشرے کے اوائل میں ازبک جمہوریہ کے چار علاقوں میں کی جانے والی مردم شماری کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوا کہ کارکنوں کا ۱۱٫۷ فیصد دیہاتیوں کا ۲۹٫۴ فیصد اور سفید پوشوں کا ۵٫۵ فیصد حصہ ابھی مذہب کے زیر اثر تھا۔[8]

ترکمان جمہوریہ میں دیہی آبادی کا ۳۱٫۲ فیصد حصہ (کنیا ارجینچ کا قصبہ) ۱۹۶۰ء کے عشرے کے اواخر میں اسلام پر قائم تھا اور تاشوز کے قصبے میں بالغ آبادی کا ۱۱٫۳ فیصد حصہ مذہب پرست تھا۔[9]

اگر ۱۹۶۰ء کے عشرے میں ہونے والی مردم شماری کے اعداد و شمار کو آبادی کے غیر مذہبی، میانہ رو اور مذہبی افراد کے حصوں کے درمیانی نسبت کے ذریعہ ظاہر کیا جائے تب چیچنو، انگشس خود مختار جمہوریہ میں یہ نسبت ۵ : ۲ : ۳ کی بنتی ہے[10] ملک کے دوسرے حصوں میں کئے جانے والے مطالعے کے نتائج اس سے کچھ مختلف بنتے ہیں۔ تاتار خود مختار جمہوریہ کے صدر مقام کازان میں بالغوں کا ۲۵٫۷ فیصد مذہب کو مانتا تھا جبکہ دیہی علاقوں میں ایسے افراد کی تعداد ۴۴٫۵ فیصد تھی[11] کارا کالپک خود مختار جمہوریہ کے مطالعے کے نتائج حسب ذیل ہیں : دیہی بالغ افراد میں کٹر مذہب پرستوں کا تناسب ۱۱٫۴ فیصد روایتی مذہب پرستوں کا ۱۴٫۴ فیصد اور مذہب کو

Marfat.com

ماننے اور نہ ماننے کی درمیانی حیثیت کے حامل افراد کا تناسب ۶ء۳۶ فیصد[۱۲]۔ لہذا یہاں بھی آبادی کی غالب اکثریت کا دنیاوی نقطۂ نظر مذہبی نہیں ہے۔

دنیا کے متعلق سائنسی نقطۂ نظر اور مذہبی افراد کے شعور پر اس کے بڑھتے ہوئے اثرات نے انجمنوں کو نئے حالات سے مطابقت پیدا کر کے مذہب کے بحران سے نکلنے کا راستہ دریافت کرنے پر مائل کیا۔

یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ سوویت دور میں اسلام کے زیر اثر افراد کے روحانی چہرے بھی تبدیل ہو گئے ہیں ایک مسلمان جو سوشلسٹ تعمیر میں ہاتھ بٹا رہا ہو اور نہ صرف مادی پیداوار میں بلکہ ملک کے نظم ونسق میں بھی حصہ لے رہا ہو وہ اپنی سرگرمیوں کے سماجی نتائج سے سبق حاصل کرنا سیکھا ہے اس دنیا میں مستقبل کی جانب نظر کرتے ہوئے امکانات سے بھرپور زندگی ایک شخصی عادت بن جاتی ہے۔ سوویت طریقۂ زندگی اس شخص کے عمل اور ذہنی طرز سوچ میں رنگینی پیدا کر دیتا ہے دوسری دنیا کے متعلق مافوق الفطرت خیالات کی جگہ حقیقی دنیاوی انسانی نظریات ومقاصد لیتے جا رہے ہیں جس کے حصول کے لئے جدوجہد میں وہ پوری قوم کے ساتھ مل کر حصہ لے رہا ہے۔

عصر حاضر کے مذہبی شخص کے مذہبی اور مادی خیالات جب آپس میں ملتے ہیں تو دنیا سماجی تعلقات، شادی اور خاندان کے متعلق احکامات، رفیق حیات کے فرائض اور حقوق سے متعلق قرآن کے کئی نظریات اس شخص کی آگہی سے میل نہیں کھاتے مزید برآں زیادہ تر مذہبی افراد کے ذہنوں میں مادی نظریات حاوی ہوتے ہیں۔ اپنے کام میں اور سماجی اور معلوماتی سرگرمیوں میں انہیں بہ نسبت مذہبی نظریات کے سیکولر نظریات سے محرکات ملتے ہیں حتیٰ کہ روزمرہ زندگی میں بھی کئی مذہب کو ماننے والے افراد کو غیر مذہبی ــــ سوچ سے رہنمائی ملتی ہے۔

مذہب کے گھٹتے ہوئے اثر کا ایک اور اظہار ان افراد کے بڑھتے ہوئے تناسب

Marfat.com

سے ہوتا ہے جو مذہب کو ماننے کے باوجود یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ ان کی زندگیوں میں مذہب یا تو ثانوی کردار ادا کرتا ہے یا بالکل کوئی کردار ادا نہیں کرتا۔ بنیرا کے علاقے میں کی جانے والی مردم شماری سے پتہ چلا کہ مذہبی افراد کا ۲۳ فیصد حصہ اس خیال کا حامی ہے کہ انسان کی زندگی میں مذہب کا کوئی کردار نہیں ہوتا۔[۱۳] کئی افراد نہایت ضروری مذہبی فرائض ادا نہیں کرتے جیسے روزانہ پانچ وقت کی اور جمعہ کی نمازیں رمضان کے مہینے میں روزے زکوٰۃ اور دوسرے فرائض۔

داغستان اور چیچنو، انگش کی خودمختار جمہوریاؤں میں کیے جانے والے عمرانی مطالعات نے ظاہر کیا کہ اپنے آپ کو کٹر مذہبی ظاہر کرنے والے افراد کا ۷۹ فیصد حصہ روزانہ نماز پڑھتا ہے جبکہ میانہ رو مذہبی اور روایتی مذہبی افراد کا بالترتیب ۵۵ اور ۷۳ فیصد حصہ نماز نہیں پڑھتا اور ایک اچھی خاصی تعداد حتیٰ کہ قربان، بیرام، مولود (KURBAN - BAIRAN - MAULUD) اور دوسری اسلامی رسومات سے بھی چراتی ہے۔[۱۴]

کئی افراد جو اپنے آپ کو مذہبی کہتے ہیں وہ نہ تو زندگی بعد الموت پر اور نہ ہی جنت و دوزخ پر یقین رکھتے ہیں۔ رائے معلوم کرنے پر ایسے ۱۰۷ افراد کے ۲۰ فیصد حصے نے جو خدا کے وجود میں شک نہیں کرتے، کہا کہ وہ زندگی بعد الموت پر اور جزا و سزا پر یقین نہیں رکھتے۔ ۳۰ سال سے کم عمر کے مسلمانوں کا ۴۳ فیصد حصہ اگلی دنیا کے انعامات پر یقین نہیں رکھتا۔[۱۵]

مسلمان مذہبی پیشواؤں کو ان تبدیلیوں کو مدنظر رکھنا ہی پڑے گا جو مذہبی ہمہ گیری کی ٹوٹ پھوٹ کی نشاندہی کرتے ہیں۔

اسلام کے ارتقاء پر اس حقیقت کا بھی کافی حد تک اثر پڑا کہ سوویت دور میں بہت سے مسلمان مبلغین پھلے پھولے اور انہوں نے سوویت طریقہ زندگی کا اثر محسوس

Marfat.com

کیا آج ایسے مسلمان مبلغین بہت کم ہیں جنہوں نے اپنی ساری زندگی صرف مذہبی سرگرمیوں کے لئے وقف کی تھی۔ ان میں سے کئی پہلے قومی اقتصادی شعبے میں اچھے عہدوں پر کام کرتے تھے جہاں تک غیر رجسٹر شدہ مبلغین کا تعلق ہے اب بھی ان کی ایک بڑی تعداد سماجی پیداواری کاموں کے ساتھ مذہبی خدمات انجام دیتی ہے ایسے حالات سوشلزم کی جانب ان کے رویے کے ضمن میں ان کے موقف پر اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

آخر میں ان وجوہات کا جائزہ لیتے وقت جو مسلمان مبلغین کی سوشلسٹ نظام کی جانب اپنے رویے کی تبدیلی کا باعث بنے ایک بات کو نظر انداز نہ کرنا چاہیئے۔ اسلام میں تعدد کا رواج نہیں ہے ۔ یہ خاندان کی پرورش کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اور درحقیقت مسلمان علماء اور مذہب والوں کی غالب اکثریت کے خاندان' بچے اور ان کی نسل موجود ہیں۔ خاندانوں کے زیادہ تر بالغ افراد اور رشتے دار محنت کش، کسان زراعت کار، انجینئر، ماہر طبعیات اور عالم ہیں یہ پُرزور طریقے سے نئے معاشرے کی تشکیل کر رہے ہیں اور اس کی کامیابیوں کو برقرار رکھنے کے لئے تیار ہیں۔

ان حالات میں جن میں مسلم آبادی کی اکثریت مذہب چھوڑ چکی ہے اور جو اس پر قائم ہیں وہ بھی سوشلزم کے کٹّر حامی ہیں اگر مسلمان پہلے کی طرح کافروں کے خلاف جہاد کرنے کا اعلان کریں اور استحصالی نظام کی تعریف کریں تو ان کے یہ عمل اسلام کے لئے نہایت ناموزوں بلکہ اس کے خاتمے کا باعث ہوں گے۔

اسلام کو عجب مخمصے کا سامنا تھا: اگر وہ قدیم قرون وسطی کی زرہ بکتر سے چمٹا رہتا تو اس کا وجود برقرار نہ رہتا یا پھر وہ نئے سماجی و اقتصادی نظام کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالتا۔ مسلم مبلغین نے موخر الذکر راستے کا انتخاب کیا۔

مندرجہ بالا وجوہات کے علاوہ مسلمان علماء کے مؤقف کی تبدیلی کی بعض دوسری وجوہات بھی تھیں یہ ایک عام جانی بوجھی بات ہے کہ اسلام کے پیروکاروں کی اکثریت

Marfat.com

کا انحصار انقلاب سے پہلے نیم نو آبادیاتی نظام پر تھا۔ ان میں سب سے زیادہ افراد شدید جبر و استبداد کا شکار تھے اور شدید افلاس، جہالت اور قدامت پسندی میں زندگی گزارتے تھے اور ان میں سے بعض قریب الختم تھے۔

مظلوم قوموں کا مذہب ہونے کے باعث اسلام کو روسی آرتھوڈوکس چرچ کے رتبے اور مراعات کا مستحق نہیں ٹھہرایا گیا کیونکہ موخر الذکر سرکاری مذہب کی نمائندگی کرتا تھا لیکن یہ عمل بھی مسلم علماء کے طبقے کو آمریت کی وفاداری سے نہ روک سکا بایں ہمہ وہ اپنے ہم مذہبوں کو قومی اور سماجی جبر و استبداد کے تلے سسکنے اور جابروں کے خلاف مسلسل جدوجہد کرنے کے اثرات کو محسوس کر سکتا تھا۔

روسی آرتھوڈوکس چرچ کے مبلغین نے کم عمر سوشلسٹ مملکت کے مذہب اور مذہبی انجمنوں سے متعلقہ اولین دستوری ایکٹ کی سختی سے مخالفت کی کیونکہ یہ ایکٹ پورے مذہب کو مملکت سے اور چرچ کو اسکول سے جدا کرتے تھے اور تمام مذہبی انجمنوں کو مختلف جائیداد اور دوسرے حقوق سے محروم کرتے تھے لیکن سب سے بڑا حملہ آرتھوڈوکس چرچ کے خلاف کیا گیا۔ یہ پہلے کی طرح مراعات یافتہ سرکاری مذہب نہیں رہا کہ جس کی پشت پناہی حکومت کیا کرتی تھی یہ دوسرے مذاہب کے درجے تک گر گیا اور اسے مشنری کام جاری رکھنے کے حق سے محروم کر دیا گیا دوسری جانب پہلی دفعہ اسلام کو دوسرے مذاہب کے مساوی قانونی حقوق دیئے گئے اس کے پیروکاروں کو فوراً سوویت مملکت کے قیام دوسرے شہریوں کے مساوی حقوق دیئے گئے سوویت حکومت کے قیام کے ایک ماہ کے اندر اندر نافذ ہونے والے اولین فرمانوں میں سے ایک میں اسلامی عقائد رسومات کے لئے احترام کا مظاہرہ کیا گیا۔

روس اور مشرق کے تمام ملازم پیشہ افراد سے ایک خطاب میں جس پر لینن کے دستخط تھے کہا گیا "آپ کے عقائد اور رسم و رواج کو آپ کے قومی اور تمدنی اداروں کو

Marfat.com

آج سے آزاد اور ناقابل ایفاء قرار دیا جاتا ہے اپنی قومی زندگی کو آزادی کے ساتھ بغیر کسی رکاوٹ کے منظم کیجئے آپ کو اس کا حق حاصل ہے۔"[۲۲] اس کے کچھ ہی عرصہ بعد لینن کی تجویز پر ایک انمول تبرک خلیفہ عثمانؓ کا قرآن مسلمانوں کے حوالے کیا گیا۔

مملکت کے ان اقدامات کا روس کے دور دراز علاقوں میں رہنے والے مسلمانوں نے بڑی خوشی سے خیر مقدم کیا۔ سوویت حکومت مشرقی علاقوں کی ترقی کے لئے دوسرے اقدامات بھی کر رہی تھی ایک مختصر عرصے میں سوشلسٹ نظام نے ملک کی نواحی قومیتوں کا معیار اونچا کر کے انہیں جدید تہذیب کی حدوں تک پہنچا دیا انہیں اپنی مملکت کے قیام میں مدد دی اور ایک ترقی پذیر معاشی نظام اور تمدن قائم ہو گیا۔

ان تمام کاموں پر عملدرآمد کے دوران کیمونسٹ پارٹی نے مسلم عقائد اور رسم و رواج پر بڑی احتیاط سے توجہ دی۔

سوویت حکومت لینن کی مرتب کردہ قومیتوں سے متعلق پالیسی کی وجہ سے جس کا مقصد تمام چھوٹی اور بڑی قومیتوں کی آزادانہ ترقی اور فروغ تھا، سوشلزم کو ملک کے دور افتادہ علاقوں میں رہنے والی مختلف قومیتوں کے محنت کش افراد کی ہمدردیاں اور تعاون حاصل ہو گیا۔ مبلغین بھی اس پالیسی سے لاتعلق نہیں رہ سکے اس کا اظہار ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۶ء کو شروع ہونے والے مسلم مبلغین کے کل رشیا کنونشن کی جانب سے سوویت لیڈروں کو دیئے جانے والے اس ٹیلی گرام سے ہوتا ہے۔ "کنونشن تمام مسلمانوں کی جانب سے جبر و استبداد کا شکار ہونے والے مشرق کے عوام کی حفاظت کرنے والی سوویت حکومت کے لئے تشکر اور اس سے اپنی وفاداری کا اظہار کرتا ہے اور انقلاب سے حاصل شدہ فوائد کے استحکام کے لئے کئے جانے والے سوویت اقدامات کی حمایت کا وعدہ کرتا ہے۔"[۲۳]

ان عناصر کا اثر آج بھی ویسا ہی زوردار ہے سوویت جمہوریاؤں اور خود مختار

Marfat.com

علاقوں کے اقدامات فطری طور پر وہاں کے مسلمان مبلغین کی سوشلزم کی حمایت میں میدان
میں نکل آنے کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

مجموعی طور پر یہ تمام حالات مل کر سوویت حکومت اور سوشلزم کی تعمیر کے لئے
ان کے رویے میں تبدیلی لانے کا باعث بنے۔

ملک میں لائی جانے والی سماجی و اقتصادی تبدیلیوں کا ایک مثبت تخمینہ مسلم
مبلغین کے اختیار کردہ راستے کا جزو لاینفک بن گیا علماء اپنی مذہبی کتابوں میں ایسی
تبدیلیوں کے امکانات اور ضرورت کو تلاش کرنے لگے۔ مزید برآں انہیں "اللہ کی منشاء کے
کے مطابق" کہہ کر تسلیم کر لیا گیا اب ملا بھی ملک کی کامیابیوں کے متعلق بول پڑے کہ یہ
سوویت سماجی اور سرکاری نظام کا پھل ہے۔

اس سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ وہ سوشلسٹ معاشرے میں اپنا مقام پیدا
کرنے کی کوشش کرنے لگے مسلم علماء کے تمام بورڈوں کے رہنماؤں نے سوویت یونین
کے رہنماؤں کو بھیجے گئے مبارکباد کے ایک پیغام میں منجملہ دیگر چیزوں کے یہ کہا
"سوویت یونین کے مسلمان اس بات پر فخر محسوس کرتے ہیں کہ تمام روس کے محنت
کش طبقے کے ساتھ مل کر یہ پرانی حکومت کے خلاف نکل کھڑے ہوتے انقلاب اکتوبر
کے مقاصد میں شرکت کی اور سوویت یونین میں سوشلزم کی تعمیر میں سرگرمی سے حصہ
لیا مل جل کر نہ تھکنے والی محنت اور سوویت یونین میں آباد تمام قوموں کی برادرانہ
امداد کے صلے میں سوویت مشرق کے سابقہ قدامت زدہ عوام نے ۶۰ سال کے
عرصے کے اندر اندر اقتصادی اور تمدنی تشکیل کے میدان میں حقیقی تاریخی کامیابیاں
حاصل کرلیں اور پوری دنیا پر ثابت کر دیا کہ مسلمان بھی ترقی کی چوٹی پر پہنچنے کے
قابل ہیں۔" ۱۹

آج مسلمان مذہب دان سماجی نظاموں کی دوسری اقسام پر سوشلزم کی فوقیت

Marfat.com

کی بات کرتے ہیں مزید برآں ان کا کہنا ہے کہ چودہ سو سال پہلے اسلام نے سوشلزم کے بنیادی اصولوں کا اعلان کیا تھا "یہ سبھی کو معلوم ہے کہ مذہب اسلام انسان کے ذریعہ انسان کے استحصال کی مذمت کرتا ہے اور حضرت محمدؐ کے زمانے سے منصفانہ تعلقات کا مطالبہ کرتا ہے اسی بنا پر دنیا کے مسلمانوں کو پوری کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ بے انصافی کے بڑے منبعوں کے خلاف لڑیں یعنی شہنشاہیت، نسل پرستی اور نوآبادیاتی نظام کے خلاف۔"[۲۰]

مسلمان مبلغین کا یہ مؤقف ان کی اسلام کو ایک ایسے "ترقی پسند" مذہب کے طور پر پیش کرنے کی شدید خواہش کا بھی اظہار کرتا ہے جو "وقت کے ساتھ ساتھ چلتا رہا" اور سوویت عوام کی ایک نئی زندگی کی تعمیر میں "مدد کرتا رہا"۔ جدید مذہب دانوں کا کہنا ہے کہ "اسلام جدید ترین اور سب سے زیادہ ترقی پسند مذہب ہے یہ لوگوں کو امن، دوستی اور ترقی کی راہ دکھلاتا ہے"۔[۲۱]

ان مذہب دانوں کی گفتگو میں حسب ذیل منطق پوشیدہ ہے سوویت یونین زندگی کے ہر شعبے میں یکے بعد دیگرے کامیابیاں حاصل کر رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر ناممکن تھا اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے سوویت حکومت پر اپنی رحمتیں نازل کی ہیں تو مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ سوشلزم کی تشکیل کے فروغ کے لیئے ہر ممکنہ کام کریں اور معاشرے کے مفاد کے لیئے کی جانے والی اپنی محنت کو خدائی کام سمجھیں۔

اس کا یہ منطقی نتیجہ نکلتا ہے کہ مقدس کام نہ صرف وہ لوگ کر سکتے ہیں کہ جو اپنی سوچ اور اپنے عمل کو خدا کے لیئے وقف کر دیتے ہیں بلکہ وہ بھی جو اس کو کوئی اہمیت نہیں دیتے حتیٰ کہ یہ جو مذہب سے انکار کرتے ہیں وہ بھی کر سکتے ہیں اس سے مذہبی پیشوا مندرجہ ذیل نتیجہ اخذ کرتے ہیں "سوویت رہنما جو نہ تو خدا پر اور نہ ہی رسول پر ایمان رکھتے ہیں ان قوانین پر عمل کرتے ہیں جو بالکل خدا کی مرضی اور رسول کے احکامات کے مطابق ہوتے ہیں"۔ یہ بات مفتی اے بوزگوزیلف نے اپنی ایک تقریر میں کہی۔[۲۲]

Marfat.com

سوویت یونین کی گولڈن جوبلی کی تقریبات میں دیئے گئے مسلمان مبلغین کے خطبوں میں اکثر و بیشتر اس قسم کی باتیں سنی گئیں کہ سوویت سرزمین پر حاصل ہونے والی تمام کامیابیاں من جانب اللہ تھیں اور یہ عرصہ پہلے اس کا مقدر بن چکی تھیں۔

ٹرانس کوکیشن کے مسلم علماء کے بورڈ کے صدر شیخ الاسلام علی آغا سلیمان زادے نے کہا خدا کے فضل وکرم سے ہماری کثیر ریاستی مملکت کے وجود کے ۵۰ سال اقتصادی ترقی کے ملک کی دفاعی صلاحیت کی مضبوطی کے اور آبادی کی بہبود اور تمدنی معیار میں اضافے کے سال تھے خدا کی رضا سے ترقی یافتہ سوچ کی اگلی صفوں میں سوویت سائنس نمودار ہوتی ہے۔ قوموں اور عوام کے درمیان آزادی مساوات، بھائی چارے اور دوستی کی فتح ہوتی یہ سب کام مقدس قرآن کے بیان کے مطابق اور خدا کی رحمت کے طفیل عمل پذیر ہوا۔"[۲۴]

ایک اور خیال کا اظہار بھی مسلم مذہبی رہنما اکثر و بیشتر کرتے رہتے ہیں وہ ہے زیادہ تر سماجی انقلاب کی راست شعاری اور سماجی ترقی کو تیز تر بنانے میں ان کی اہمیت کے متعلق۔

ماسکو کی جامع مسجد کے پیش امام، احمد ذیان مصطفین نے تاشقند میں سوویت مسلمانوں کی ایک کانفرنس میں کہا "تاریخ نے متعدد بار انسانیت کی ترقی کے لئے سماجی انقلابات کی اشد اہمیت اور اس اسلامی اصول کی درستگی کی تصدیق کی ہے۔ اس بات کا مشاہدہ عظیم سوشلسٹ انقلاب اکتوبر سے اور مصر، یمن، لیبیا اور کئی دوسرے ممالک میں ظہور پذیر ہونے والے انقلابات سے کیا جا سکتا ہے۔"[۲۵]

سماجی تبدیلی کے امکان اور اس کی ناگزیریت کو تسلیم کرتے ہوئے جدید مذہب دان ان رجعت پسندوں کے خلاف ہو جاتے ہیں جو معاشرے کی ترقی پسندانہ نشوونما کو روکنا پسند کرتے ہیں۔

لینن گراڈ کی مسجد کے امام، اے عیسٰی یوف نے تبلیغ کرتے ہوئے کہا "جب ہم

Marfat.com

خدا کے حضور شکرانے کی نماز ادا کرتے ہیں تو ہم اس سے ان تمام محب وطن افراد کے لئے رحمت کی دعا مانگتے ہیں جو زندگی کی سب سے مقدس شے کے لئے مسلح جدوجہد میں مصروف ہیں یعنی اپنی آزادی کے لئے جسے قرآن نے ہر انسان کا ابدی اور ناقابل انتقال حق قرار دیا ہے۔ ساتھ ہی ہم تاریخ کی گردش کو روکنے کی کوشش کرنے والی ظلماتی طاقتوں کو سزا دینے اور ان پر اپنا قہر نازل کرنے کی بھی دعا کرتے ہیں"[26]

اس طرح مسلمان مذہبی رہنماؤں کے خطبات میں رضائے الٰہی کے مطابق سوشلزم کے قیام کے خیال کا اظہار زیادہ سے زیادہ ہوتا گیا اس قسم کے خطبات تاریخی حقیقت کا ایک قسم کا شعور اور عکس ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ سوویت یونین کے مسلمانوں نے سوشلزم کے خیال کو اپنا سمجھ کر تسلیم کرلیا ہے اور اس کے عملی اطلاق میں روزانہ حصہ لے رہے ہیں کئی افراد کے ذہن میں سوشلزم کی تشکیل کا ربط ان اسلامی نظریات کے اطلاق سے تھا جو ان کے نزدیک محنت پیشہ انسان کے سب سے پسندیدہ نظریات تھے۔

سوشلسٹ انقلاب کو مذہبی معنی پہنانے اور اس کی درستگی کو ثابت کرنے کی مسلمان مذہب دانوں کی کوششیں۔ اگرچہ کہ ان کے اس سابقہ نظریے پر نظرثانی کو ظاہر کرتی ہیں کہ فانی انسان، آسمان پر مرتب کردہ زمین کی سماجی ترتیب کی تبدیلی کرنے سے قاصر ہے اس خیال کے سامنے ٹھنڈی پڑ جاتی ہیں کہ انسان سماجی نظام کو صرف خدا کی مرضی اور رحمت سے بدل سکتا ہے اس طرح انقلابی تبدیلیوں کی حقیقی وجوہات کو ظاہر کرنے کے بجائے یہ لوگ پھر تاریخی عمل کا محرک ایک مافوق الفطرت طاقت کو قرار دیتے ہیں اور اس سے مذہبی افراد کے لئے سماجی تبدیلی کے عمل کے حقیقی محرکات کو سمجھنے میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔

نئے حالات کے تحت صورت حال کی تبدیلی کی بناء پر مسلمان رہنما کئی دوسرے مسائل کا جائزہ لیتے ہیں۔ اب مذہب دانوں کا کہنا ہے کہ انسانی زندگی کا مقصد صرف

Marfat.com

اعلیٰ ترین آفاقی درجے کے حصول کی دعاؤں میں تلاش نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اس زمین پر اپنے وجود کی تکمیل میں اور اس دنیا میں خوشی کے حصول میں ڈھونڈنا چاہیئے اپنے پیشروؤں کے برعکس جو ہمیشہ انسانیت کو دو حصوں میں تقسیم کرتے تھے ایک وہ جو خدا سے خوشی کی نعمت حاصل کریں گے یعنی مسلمان اور دوسرے وہ جنہیں یہ نعمت نہیں ملے گی یعنی غیر مسلم عصر حاضر کے مذہب والوں کا اصرار ہے کہ تمام انسان ایک خوش باش زندگی گزارنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔

مزید برآں باوجود اس تعلیم کے کہ کافروں کے لئے دوسری دنیا میں عذاب کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے عصر حاضر کے مذہبی علماء کہتے ہیں کہ منکرین بھی آفاقی خوشی کی امید کرسکتے ہیں بشرطیکہ وہ معاشرے کی بہبود کے لئے کام کریں اور اپنی مادر وطن کی حفاظت کے لئے ہتھیار بردوش ہیں۔

بہ الفاظ دیگر سوشلزم کے تحت قائم کردہ مکمل مساوات بلا لحاظ اصل قومیت سماجی حیثیت اور عقائد کا اطلاق دوسری دنیا کے معنوں پر کیا جارہا ہے بلاشبہ اس کی بھی کچھ وجوہات ہیں اگر مبلغین قرآنی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے تمام کافروں کو "جہنمی" "ابدی عذاب کے حامل" قرار دادیں تو ایمان لانے والے افراد کے سمجھ میں نہیں آئے گا کیونکہ تقریباً ہر مذہب پرست کے رشتے داروں، قریبی عزیزوں اور دوستوں میں خدا کو نہ ماننے والے بھی شامل ہیں۔ درحقیقت ایسے مذہبی رہنما (اپنے اس عقیدہ و ایمان کے ساتھ) جو ایمان والوں کا منکرین سے موازنہ کریں اور موخرالذکر کو ابدی عذاب سے ڈرائیں ہمدردیاں حاصل کرنے کی امید نہیں کرسکتے۔

ان خطبات میں سیکولر مسائل عقائد کی جگہ لے رہے ہیں اب مولوی حضرات تقدیر سے متعلق اسلامی عقائد کے سب سے اہم اصولوں کو نظر انداز کر رہے ہیں اب وہ فطرت اور سماجی زندگی کے فروغ میں قانونی ضوابط کی موجودگی کی زیادہ سے

Marfat.com

زیادہ بات کرتے ہیں لیکن اس خیال کے تحت کہ کہیں وہ مذہبی عقائد سے بہت دور بھٹک نہ جائیں وہ کہتے ہیں کہ یہ باضابطگیاں اللہ کی مقرر کردہ ہیں۔

مذہبی رسومات کو عام کرنے کی کوشش میں وہ عقائد کے اصولوں کے بجائے سیکولر دلائل کو استعمال کرتے ہیں صدیوں سے تمام رسومات اور اسلام کے احکامات کو کسی دنیاوی فائدے کے لیے نہیں بلکہ صرف خدا کی خوشنودی کی خاطر بجالایا جاتا تھا حتیٰ کہ اس میں کسی دنیاوی معنوں کو ڈھونڈنا بھی قابل مذمت قرار دیا جاتا تھا لیکن آج کے مذہبی رہنما اپنی راہ سے الگ ہٹ کر سامعین کو یہ یقین دلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہر اسلامی حکم اور ہر رسم انسان کی دنیاوی زندگی کے لیے اہم ہے اور اس میں گہرے معنی ہیں اور یہ کہ انہی مقاصد کی خاطر اللہ نے انہیں مقرر کیا۔ مثال کے طور پر نماز کے لیے کہا جاتا ہے کہ اس کا مقصد انسان کی جسمانی صحت و صفائی اور تنظیم کو برقرار رکھنا ہے۔

ماہ رمضان کے روزوں کے ضمن میں کہا جاتا ہے کہ اس کا پورے جسم پر مفید اثر مرتب ہوتا ہے یہ ہاضمے کو بہتر بناتا، غیر ضروری چربی کو ختم کرتا اور بیماریوں کا علاج کرتا ہے حتیٰ کہ حج (مکہ کی زیارت) کو بھی بڑی عملی اہمیت کا حامل قرار دیا جاتا ہے اسلامی مبلغین کہتے ہیں کہ یہ صرف دوسری دنیا میں خدا کی خوشنودی کے حصول کی خاطر مقرر نہیں کیا گیا بلکہ اس کے دنیاوی مقاصد بھی ہیں۔ باہم میل جول کے لیے مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والے افراد کے تجربات کے تبادلے کے لیے، قوموں کے درمیان باہمی دوستی کے قیام کے لیے اور زمین پر امن کے فروغ کے لیے بھی حج کا حکم دیا گیا ہے۔

مسلم مذہبی انجمنوں نے بھی جنگ اور امن کے موضوع پر ایک نیا نقطہ نگاہ ظاہر کیا ہے یہ نظریہ کہ بلالحاظ انسانی عمل جنگ ایک خدائی سزا اور امن خدا کی ایک رحمت

Marfat.com

ہے اب تبدیل ہو گیا ہے اس کی جگہ یہ کہا جاتا ہے کہ جنگوں کا انحصار عوام اور انسانی طبقات کی بری خواہش اور امن کے تحفظ اور اس کو برقرار رکھنے کی خاطر لڑنے کی ضرورت پر ہے مسلم مذہبی رہنماؤں نے عالمی امن کی تحریک میں پُر جوش حصہ لینا شروع کر دیا ہے۔ حالیہ عرصے میں ان کی دعوت پر سوویت یونین میں سات بین الاقوامی مسلم کانفرنسیں منعقد ہوئی تھیں جن کا اہم مقصد امن کے لئے جدوجہد میں مسلم کوششوں کو یکجا کرنا تھا۔ دوسروں کے ساتھ سوویت مسلمانوں کی کوششوں سے ماسکو میں دو عالمی کانفرنسیں منعقد ہوئیں ایک مذہبی رہنما برائے دیرپا امن، تخفیف اسلحہ و بین القومی منصفانہ تعلقات ۱۹۷۷ء میں اور دوسری مذہبی کارکنان برائے تحفظ عطیہ زندگی از ایٹمی تباہ کاری ۱۹۸۲ء میں منعقد ہوئی ان میں سے پہلی کانفرنس میں اہم رپورٹ سوویت مسلم رہنما مفتی ضیاالدین خان ابن اسہان باباخان نے پیش کی۔

اس طرح جب حقیقت کا اور مذہب پرستوں کے تبدیل ہوتے ہوئے نظریات کا سامنا ہوتا ہے تو متعدد مسائل سے متعلقہ اسلامی نظریات میں بھی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں مذہبی نظریات میں سیکولر مضامین دَر آتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ مذہبی انجمنوں کی سرگرمیوں میں بھی تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ جب کثیر تعداد میں مسلمان اس موضوع پر سوچنے لگتے ہیں کہ قرآن اور سنت کی اتنی ساری عبادات اور رسومات ان کے لیے بوجھ بن گئے ہیں تو ان کو ادا کرنا بند کر دیتے ہیں تو یہ انجمنیں اب مذہب میں جدید حالات سے مطابقت پیدا کرنے پر خصوصی توجہ مرکوز کر رہی ہیں۔

مذہبی علماء مختلف دلائل تلاش کرتے ہیں جن کی رو سے وہ شخص کہ جو پابندی سے عبادات انجام نہیں دیتا اپنے آپ کو مسلمان تصور کر سکتا ہے۔ قرآنی آیات کا حوالہ دیا جاتا ہے کہ خدا اس کے ماننے والوں کو تکلیف نہیں دیتا بلکہ ان کی زندگیاں سہل دیکھنا چاہتا ہے وہ اس سے یہ نتائج اخذ کرتے ہیں کہ احکامات اور رسومات کو مختصر طور پر

Marfat.com

ادا کیا جا سکتا ہے حالانکہ یہ کرنے کے لئے مذہبی رہنماؤں کو نہ صرف قدیم روایات کا نئے سرے سے جائزہ لینا پڑتا ہے بلکہ قرآن میں دیئے گئے براہ راست احکامات پر بھی نظر ثانی کرنی پڑتی ہے۔

مثال کے طور پر قرآن کہتا ہے کہ نمازیں (عبادات) مخصوص اوقات میں ادا کرنی چاہئیں (آیت ۱۰۴، سورہ ۴) اور روزے رمضان کے پورے قمری مہینے میں رکھنے چاہئیں (آیت ۱۸۱ سورہ ۲) اس کے تمام دنوں میں (آیت ۱۸۰ سورہ ۲) تاہم موجودہ صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے مبلغین اس میں استثنیات قائم کرتے ہوئے نماز کو مخصوص اوقات میں نہیں بلکہ جب ممکن ہو ادا کرنے کی اور روزے پورے مہینے میں رکھنے کی نہیں بلکہ صرف مہینے کے آغاز، وسط اور آخر میں صرف چند دن رکھنے کی اجازت دیتے ہیں۔

مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والے متعدد افراد کو روزہ رکھنے سے قطعی مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے بعض عبادات کی ادائیگی کے عوض مسجد کو رضا کارانہ عطیات دیئے جا سکتے ہیں مثلاً قربانی کے موقع پر (KURBAN BAIRAM) گائے کی قربانی کے بجائے مسجد کے خزانے میں قربانی کے قابل جانور کی کھال کی قیمت ادا کی جا سکتی ہے دنیدار افراد کو اس قسم کی رعایات دینے سے کسی شخص کے لئے یہ تصور کرنا آسان ہو جاتا ہے کہ اس کے مذہبی فرائض ادا ہو گئے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ مذہبی تنظیموں کو اضافی فنڈ بھی وصول ہو جاتے ہیں۔

لوگوں کو (خصوصاً نوجوانوں کو) اپنے آپ کو مسلمان تصور کرنے کی اجازت دینے کے لئے حالانکہ وہ مذہب کے نہایت ضروری احکامات کی پابندی نہیں کرتے مسجد کے مولوی خصوصی تشریحات پیش کرتے ہیں "ہم نوجوانوں کو نماز اور روزے کی پابندی نہ کرنے پر ملامت نہیں کر سکتے"، تاشقند کی چوہن اتا مسجد میں ایک خطبے میں کہا

Marfat.com

گیا" کیونکہ وہ ملک اور عوام کے لئے اہم ترین فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور اپنے ملک کی خدمت کرنا ہمارا اہم ترین فرض ہے۔"

مذہبی نظام کے تمام پہلوؤں کا ارتقاء دنیا میں ہونے والی تبدیلیوں کے اور مذہب پرستوں کے بدلتے ہوئے شعور کے زیر اثر ہوتا رہتا ہے اسلامی نظریات کو جدید بنانے کے ذریعہ مذہبی انجمنیں مسلمانوں کو زیادہ مؤثر طور پر متاثر کرنے کی اُمید کرتی ہیں اور تبدیلیوں کو متعارف کرانے اور مختلف رعایات دینے سے وہ ہر قیمت پر ان افراد کو مذہب کے دائرے کے اندر رکھنے کی کوشش کرتی ہیں کہ جو کم سے کم لازمی مذہبی فرائض کی انجام دہی سے بھی انکار کرتے ہیں اس قسم کی سہولتیں عوام کے ایک حصے سے کم از کم رسمی تعلق برقرار رکھنے میں مدد دیتی ہیں۔

جدید اسلام کی سماجی حیثیتوں کا ارتقاء اور اس کی اخلاقی تعلیمات اور عبادات میں تبدیلیاں متعارف کرانے کی اس کے رہنماؤں کی کوششیں افراد کی موقع شناس حکمت عملی کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ ملک میں کی جانے والی بڑی سماجی و اقتصادی اور تمدنی تبدیلیوں کا نتیجہ ہے جس کا اظہار مذہب کی خصوصی شکل سے ہوتا ہے۔ یہ مذہبی پیشواؤں کی اس سوچ کا بھی نتیجہ ہے کہ وہ روایتی اسلامی نظریات اور احکامات کی حدود میں رہتے ہوتے مذہب پرستوں پر اپنا اثر برقرار نہیں رکھ سکتے لیکن یہ تمام باتیں مذہب پرستوں کے شعور کے مزید ارتقاء کو خیالی تصورات کے مٹ جانے کو اور ان کے ذہنوں میں جڑ پکڑنے والے دنیا کے متعلق سائنسی نقطۂ نگاہ کے استحکام کو آگے بڑھنے سے نہیں روک سکتیں۔

حوالہ جات

ا۔ ایف الجندی۔ ترکستان کی سرزمین اور اس کے مسائل رابطہ عالم اسلامی مکہ

Marfat.com

شمارہ ۱۰، ۱۹۸۱ء اخبار الیوم قاہرہ ۲۲ر دسمبر ۱۹۷۹ء، جنگ کراچی ۲۳ر دسمبر ۱۹۷۹ء

۲ - دی گارجین لندن ۲۳ر دسمبر ۱۹۸۲ء، لیبرلیسیون (LiBERATIAN) پیرس ۱۶ر جنوری ۱۹۷۹ء، دی گزٹ مانٹریال ۱۸ر اپریل ۱۹۷۹ء

۳ - دی سینسون افغانستان کا دوسرا حصہ، سوویت وسط ایشیاء تورن ۱۹۸۰ء

۴ - اس کے علاوہ اسی کتاب میں وی کوروپیدوف کا مضمون بھی دیکھیے۔

۵ - آرگیومنٹس (دلائل) ۱۹۸۴ء ماسکو ۱۹۸۴ء صفحہ ۵۶ (روسی زبان میں)

۶ دی نیویارک ٹائمز ۱۲ر اپریل ۱۹۸۰ء

۷ - مذہب دشمن پروپیگنڈا ماسکو، ۱۹۴۰ء صفحہ ۱۲ (روسی زبان میں)

۸ - آئی جبارزوف، سماجی ترقی زندگی اور مذہب تاشقند ۱۹۷۳ء، صفحہ ۸۲ (روسی زبان میں)

۹ سائنٹفک کانفرنس کا مواد: اسلام کی جدیدیت اور سائنسی سیکولرزم کے نظریے سے متعلقہ سوالات، ماسکو ۱۹۶۸ء صفحہ ۳۴ (روسی زبان میں)

۱۰ - سیکولر تعلیم کے اہم سوالات، الما آتا ۱۹۷۶ء صفحہ ۳۷ (روسی زبان میں)

۱۱ - سائنٹفک کانفرنس کا مواد: اسلام کی جدیدیت اور سائنسی سیکولرزم کے نظریے سے متعلقہ سوالات صفحہ ۸۴ -

۱۲ - بجے - بازار بائیف - سوشلسٹ کارا کلپاکیا کی آبادی کا سیکولرائزیشن، نوکس ۱۹۷۳ء صفحہ ۵۰ (روسی زبان میں)

۱۳ - مذہب سے پاک معاشرے کی جانب ماسکو، ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۷۴ -
(روسی زبان میں)

۱۴ سائنٹفک کانفرنس کا مواد: اسلام کی جدیدیت اور سائنسی سیکولرزم کے

Marfat.com

نظریے سے متعلقہ سوالات صفحہ ۹۶ - ۱۱۰

۱۵ - آئی اے میکاتوف اسلام، پیروکار، ہمعصریت، مخاچکلہ ۱۹۸۴ء صفحہ ۷۲
(روسی زبان میں)

۱۶ - سوویت حکومت کے فرمان جلد ۱، ماسکو ۱۹۵۷ء صفحہ ۱۱۴، (روسی زبان میں)

۱۷ - بورژوائی مفکرین کو یہ حقیقت تسلیم کرنی ہے ایچ۔ بیننگسن اور سی لیمرسیئر۔ کے کے
جے لکھتے ہیں کہ "سوویت حکومت نے مذہب اسلام کے لئے حیرت انگیز تحمل کا مظاہرہ
کیا" (سوویت یونین میں اسلام، لندن ۱۹۶۷ء صفحہ ۱۴۴)

۱۸ - ایل۔ کلیموویخ مشرق میں سوشلسٹ تشکیل اور مذہب، ماسکو لینن گراڈ ۱۹۶۹ء
صفحہ ۵۴ (روسی زبان میں)

۱۹ - سوویت شرکی مسلمونلاری شمارہ ۴، ۱۹۷۷ء صفحہ ۱۔

۲۰ - سوویت شرکی مسلمونلاری شمارہ ۴، ۱۹۸۰ء صفحہ ۱۲

۲۱ - سوویت شرکی مسلمونلاری شمارہ ۳، ۴، ۱۹۶۹ء صفحہ ۳۷

۲۲ - این۔ اشیروف۔ سوویت یونین میں اسلام کا ارتقاء ۱۹۷۳ء صفحہ ۵۱
(روسی زبان میں)

۲۳ - سیکولر تحریریں، شمارہ ۸، ماسکو ۱۹۷۶ء صفحہ ۵۴ (روسی زبان میں)

۲۴ - سوویت شرکی مسلمونلاری شمارہ ۳، ۴، ۱۹۷۰ء صفحہ ۳۳

۲۵ - این اشیروف۔ حوالہ بالا میں، صفحہ ۱۴۱

Marfat.com

کمیونسٹ دشمنی اور سیاست کی رجعت پسندانہ فطرت

آج ہم جس دور میں زندہ ہیں وہ ایک انقلابی تجدید کا دور ہے فرسودہ سماجی رشتے ٹوٹ رہے ہیں اور سرمایہ داری نظام سے کمیونزم کی جانب تبدیلی رونما ہو رہی ہے تاریخ کا دھارا بدلنے کی کوشش میں سامراجی رجعت پسند "نفسیاتی جنگ" کو خصوصی اہمیت دیتے ہیں۔ موجودہ صورت حال میں ایسی جنگ کے خصوصی پہلوؤں کو اور اس کے سوویت دشمن اور سوشلسٹ دشمن رجحان کو مد نظر رکھتے ہوئے کمیونسٹ پارٹی آف سوویت یونین کی مرکزی کمیٹی کے جون ۱۹۸۳ء کے مکمل اجلاس میں پروپیگنڈے کے اور مخالفانہ پروپیگنڈے کی تنظیم کے نظریاتی و سیاسی مواد کی مزید اصلاح کے لئے کئی اقدامات کے خاکے تیار کئے گئے۔ اس میدان میں سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی رجعت پسند ملائیت کے نظریات اور سیاست کے خلاف بھرپور جدوجہد کو بہت زیادہ اہمیت دیتی ہے کیونکہ یہ دنیا کے تمام ترقی پسند عناصر کے خلاف جنگ میں دوسری سامراجی طاقتوں کے ساتھ شامل ہو جاتی ہے۔

۱۹۵۰ء کے عشرے کے آواخر میں شائع ہونے والی ایک کتاب میں مغربی جرمنی کے کیتھولک پادری اوریل فان یوچن نے عیسائیوں سے کہا کہ وہ ایٹمی جنگ سے خوفزدہ نہ ہوں۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ کمیونزم نے روح کو تباہ کر دیا ہے اس

Marfat.com

لیے وہ ایٹمی بم سے بھی زیادہ خطرناک ہے کیونکہ بم صرف جسم کو تباہ کرتا ہے لیکن اگلی دنیا میں انسان کو خوشی سے محروم نہیں کرتا۔ آج امریکہ میں دائیں بازو کے مذہبی پیشوا جنہوں نے ریگن کو صدارتی انتخاب کے جیتنے میں مدد کی کمیونزم سے اپنی نفرت کا برملا اظہار کرتے ہیں وہ امریکی حکومت سے سوویت یونین کے خلاف دفاعی جنگ شروع کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اس اپیل کا توقع کے مطابق جواب دیا گیا امریکہ کے صدر نے خدا کے تصور سے مبرا کمیونزم کے خلاف صلیبی جنگ کا اعلان کیا۔

خدا پرستوں کے مذہبی اعتقاد کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے رجعت پسند مذہبی پروپیگنڈا کرنے والے انہیں یہ یقین دلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ کمیونزم کو برقرار رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے اور اس کے نظریے اور عمل دونوں کو ختم کر دینا چاہیے یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ہنگری میں ۱۹۵۶ء میں اور چیکوسلواکیہ میں ۱۹۶۸ء میں انقلاب دشمن طاقتوں نے سوشلسٹ نظام کو ختم کرنے کے لیے مذہب کا استعمال کرنے کی کوشش کی۔ پولینڈ کے حالیہ بحران کے دوران منکشف ہونے والے سوشلسٹ دشمن رجحانات کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے پولش یونائیٹڈ ورکرز کی مرکزی کمیٹی کے ۳ ادیں مکمل اجلاس میں اکتوبر ۱۹۸۳ء میں اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ "سوشلزم کی نفی وہ عنصر تھا جس نے نبرد آزما پادریوں سے لیکر ٹروٹسکی کے حامیوں تک تمام اقسام کی طاقتوں کو یکجا کر دیا۔ انہوں نے محنت کش طبقے کی محافظ سیاسی تنظیم کی حیثیت سے پولش یونائیٹڈ ورکرز پارٹی کے خلاف حملے کئے اور سوویت یونین سے اس کی اتحاد دوستی اور تعاون کو ختم کرنے کی کوشش کی اور اس بنیاد کو تباہ کرنے کی کوشش کی جس پر پولینڈ کے تحفظ اس کی سرحدوں کی سلامتی اور یورپ سے پرامن تعلقات کا انحصار ہے افغان انقلاب دشمن بھی سامراج کی اور بین الاقوامی رجعت پسند طاقتوں کے ساتھ مل کر اسلام کے جھنڈے تلے عوامی طاقت کے خلاف آج نبرد آزما ہے

Marfat.com

صیہونی رہنما اور اسرائیل کے مذہبی پیشواؤں کے حلقے عرب ممالک کے خلاف اپنے جارحانہ عزائم کو چھپانے کے لئے انجیل کی دہائی دیتے ہیں۔

امن اور جنگ کے مسائل پر رجعت پسند ملاؤں کے حلقے کے رویے کو مجموعی طور پر مذہبی تنظیموں کے رویے سے جدا تصور کرنا چاہیئے یہ ایک جانی بوجھی حقیقت ہے کہ مختلف قومی چرچوں کے اراکین اور مختلف مذہبی فورموں کے شرکا نے فوجی پالیسیوں کو رد کر دیا ہے مثلاً "اسلامی کانفرنس، جنرل کانفرنس آف دی ورلڈ فیلوشپ آف بدھسٹ، دی سائنوڈ آف بشپس آف دی رومن کیتھولک چرچ، دی اسمبلی آف دی ورلڈ کونسل آف چرچس وغیرہ نے کئی مولوی تھرمونیوکلیئر تباہی کے نتائج پر پہلے سے زیادہ غور کرتے لگے ہیں اور نہ ہی وہ امن کی تحریک میں شرکت کرنے والے خدا پرستوں کے گروہوں کے مطالبات کو نظر انداز کر سکتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ معاشرے کی سیاسی اور روحانی زندگی پر چرچ کے اثر میں اضافہ کرنے کی کوشش میں یہ عناصر بھرپور کمیونسٹ دشمن مہم چلاتے ہیں۔

سوشلسٹ ممالک کے خلاف بھرپور نفسیاتی جنگ میں کیتھولک پروٹسٹنٹ مسلمان اور یہودی ملا سامراجی رجعت پسند طاقتوں کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں سیکولرزم کے خلاف مذہب کی حفاظت، روحانی اقدار، اخلاقیات اور چرچ کے حقوق سے متعلق ان کے بیانات ان کے دوررس مقاصد پر پردہ ڈالتے ہیں جو مارکسزم لیننزم کی وقعت کو ختم کرنے، سوشلسٹ معاشرے کا نظریاتی و اخلاقی خاتمہ اور نئے نظام کی داخلی طور پر مخالفت کے قیام سے متعلق ہوتے ہیں۔

مارکس اور لینن کی آئیڈیالوجی کے عوام پر اثر کو ختم کرنے کی کوشش میں مفکر "ملا" جدلی اور تاریخی مادیت، سیاسی اقتصادیات اور سائنسی کمیونزم کے اہم مسائل میں غلط بیانی کرتے ہیں لیکن مارکسزم اور لیننزم کو جو ایک ایسی سائنس ہے جسے دنیا کے تاریخی تجربے میں آزمایا گیا اور اس کی تصدیق کی گئی جھٹلانے کی مولویوں اور بورژوائی تحقیقی اداروں

Marfat.com

کی بے شمار کوششیں فضول ثابت ہوتی ہیں ان کے اپنے فلسفیانہ مطالعے اور جو خیالات وہ غداروں اور موقع پرستوں سے ادھار لیتے ہیں ان کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ سائنسی کمیونزم پر ان کے حملوں کی توجہ زیادہ سے زیادہ اس کے سیکولر پہلوؤں پر مرتکز۔ ہونے لگی ہے۔ سیکولرزم کو تمام طرح کے گناہوں کا ملزم ٹھہرایا جاتا ہے جن پر غیر اخلاقی اور غیر انسانی پن خاندان اور تہذیب کی بنیادوں کو تباہ کرنا بنیادی اہم مسائل سے حل فراہم کرنے سے معذوری اور روحانیت سے مبرا ہونا شامل ہے۔

سوویت یونین اور دوسرے سوشلسٹ ممالک کے خلاف مخالفانہ مذہبی پروپیگنڈا خصوصیات کے اعتبار سے جدا جدا ہوتا ہے جس میں آبادی کے مختلف گروہوں کے درمیانی سماجی، نسلی، قومی اور دوسرے تفریقات کو مدنظر رکھتے ہوئے مرتب کیا جاتا ہے یہ مختلف طریقوں سے بعض لوگوں کی مذہبی سوالات اور مذہب کی تاریخ اور ان کے عبادت میں دلچسپی مذہبی اخلاقیات پر ان کے قائم رہنے ان کی سماجی سستی اور مذہبی انتہاپسندی اور مذہبی افراد کی قوم پرست افراد سے شناخت شامل ہے مثلاً یہ ایک جانی پہچانی حقیقت ہے کہ سوویت یونین میں بعض خدا پرست کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقوں، اسلام یہودی اور دوسرے مذاہب کو قومی اقدار کی حیثیت سے دیکھتے ہیں۔ اس پریشان خیالی کے سرچشمے ماضی کی تاریخ میں مضمر ہیں جب زار کا غیر روسی قوموں پر جبر و استبداد نمایاں طور پر مذہبی نوعیت کا تھا۔

تمام طرح کا مولویانہ پروپیگنڈا اس بات پر زور دیتا ہے کہ سوویت مملکت قومی اقلیتوں کے خصوصاً یہودی باشندوں کے حقوق کو غضب کرتی ہے۔ سوویت یہودیوں کو اس ملک کی دوسرے قوموں کے اور سوشلسٹ نظام کے خلاف بنانے کی کوششوں میں صیہونی تمام طرح کی غلط بیانیاں کرتے ہیں وہ سوویت یونین میں یہودی افراد کی مذہبی زندگی سے متعلق جھوٹی باتیں پھیلاتے ہیں لیکن انقلاب اکتوبر سے قبل یہودیوں کے خلاف

Marfat.com

امتیاز برتتے جانے پر خاموش رہتے ہیں بلکہ بعض دفعہ تو زار کے روس کی رواداری اور بے تعصبی کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

تاریخ کی اس صیہونی تشریح کا حقیقت سے بالکل تعلق نہیں ہے روسی شہنشاہیت کے دستوری ایکٹ میں لفظ "یہودی" کی وضاحت نہ صرف بطور قومی بلکہ مذہبی رکنیت کے کی گئی تھی جو فرد کو تمام حقوق سے عاری قرار دیتا تھا۔ یہودی افراد کے لیے خصوصی قوانین نافذ کیے گئے تھے جو قانون کی وضاحت کے مطابق دیگر روسی افراد کے شخصی جائیداد سے متعلقہ اور دوسرے قوانین سے بالکل نمایاں طور پر جدا تھے وہ صرف یہودی حدود اور علاقوں میں رہ سکتے تھے اور یہاں بھی انہیں ان شہروں اور قصبوں سے باہر آباد ہونے کی اجازت نہیں تھی انہیں سرکاری ملازمت حاصل کرنے یا الیکشن میں حصہ لینے کا حق حاصل نہیں تھا۔ تعلیمی اداروں میں داخلے کے لیے بڑا سخت کوٹہ نافذ تھا اور انہیں آبادی کے دوسرے افراد پر عائد ٹیکسوں سے کہیں زیادہ خصوصی ٹیکس ادا کرنا پڑتا تھا۔ صرف سوویت حکومت کے تحت اس ملک کے تمام شہری بشمول یہودیوں کے سوویت دستور کے اندراجات کے تحت معاشی، سیاسی، سماجی اور ثقافت کے تمام میدانوں میں مساوی حقوق کے حامل قرار دیئے گئے۔

❖

کمیونزم اور سیکولرزم کے دشمن مُلّا سیکولر افراد کی مذہب کے خلاف جدوجہد کو خصوصی توجہ دیتے ہیں اور اسے مصلحتاً "مذہبی انجمنوں اور خدا پرستوں کے حقوق کی خلاف ورزی قرار دیتے ہیں۔ یہ تشریح جو باقاعدہ نقطہ نگاہ کے اعتبار سے مکمل ناقابلِ مدافعت ہے اس کی اختراع کرنے والوں کی طبقاتی حد بندی کا ثبوت ہے جو بُرے ارادوں کے تحت تاریخ کو اور موجودہ صورت حال دونوں کو مسخ کرتے ہیں۔

مذہبی عقائد کی نشوونما میں سخت جدوجہد فطری ہے فیٹیشیت (FETISHISM)

Marfat.com

پر اپنے نوٹس میں مارکس نے مختلف مذہبی نظاموں کے درمیان متعدد لڑائیوں کی جانب اشارہ کیا جو حتیٰ کہ غلام بنانے والے معاشرے میں بھی پائی جاتی ہیں[12]۔ یہ لڑائیاں مذہب دانوں کے درمیان نظریاتی تضادات سے بھی آگے نکل گئیں جن میں سے ہر ایک کا خیال تھا کہ صرف اس کے عقائد ہی درست ہیں۔ حکومت بھی مذہبی جھگڑوں میں مستعدی سے دخل اندازی کرتی تھی اور اس مذہب کا ساتھ دیتی تھی جو برسر اقتدار طبقے کے مفادات کی سب سے زیادہ حمایت کرتا تھا۔

سرکاری مذاہب کفر سے لڑنے کے تمام طریقوں کو قابل اجازت سمجھتے تھے اور انہیں استعمال میں لاتے تھے اسی ضمن میں مارکس نے لکھا کہ اسلام اور اسلامی قوانین تمام انسانوں کو دیندار اور کافروں میں تقسیم کرتے تھے اور "اسی طرح مسلمانوں اور سیکولر افراد کے درمیان مستقل مخاصمت کی صورت حال برقرار رہتی تھی"[13] دوسرے مذاہب میں سب سے زیادہ متعصب کیتھولک چرچ تھا جو اپنی فوقیت ثابت کرنے کے لیے سب سے زیادہ غیر انسانی طریقے استعمال کرتا تھا۔ قرون وسطیٰ کے یورپ میں پوپ نے کسانوں اور نچلے طبقے کے کفر کو مٹانے کے لیے خونریز صلیبی جنگوں کا اہتمام کیا کوئی ۱۲ ملین افراد بے دینی کے خاتمے کے لیے قائم کردہ عدالتوں کی دی گئی سزاؤں کا نشانہ بنے۔

پوری تاریخ انسانی میں مذہبی تنظیموں نے سیکولرزم سے لڑنے کے لیے حکومت کی انتظامی طاقت کو استعمال کیا مولویانہ پروپیگنڈا گو کہ سیکولرزم کو مذہب کی خلاف ورزی کرنے کا ملزم ٹھہراتا ہے لیکن خود مذہب کے مخالف افراد صدیوں سے کئے جانے والے تشدد پر کوئی تبصرہ نہیں کرتا اور نہ ہی ان شدید انتقاموں کی انفرادی چرچ کی تنظیموں اور رہنماؤں کی غلطیوں کی حیثیت سے تشریح کرتا ہے۔ تاہم تاریخ دکھلاتی ہے کہ سیکولرزم کے خلاف لڑائی میں تشدد ہمیشہ چرچ کا اہم ہتھیار رہا ہے۔

حالیہ دور میں بورژوائی سامراج دشمن طاقتوں کو تقسیم کرنے اور ان کو کمزور بنانے

Marfat.com

کے لیے ملائیت کو ایک ذریعے کے طور پر مستعدی سے استعمال کرتے ہیں اس کے ردعمل کے طور پر ایران اور عراق کے درمیان جنگ اور لبنان، شمالی آئرلینڈ اور ہندوستان میں مذہبی جھگڑے شروع ہو گئے۔

بلاشبہ جدید ملائیت آزادانہ سوچ کے خلاف قرون وسطیٰ کے طریقے استعمال نہیں کر سکتی۔ استحصالیوں کی حکومت اور قانون کی حمایت پر انحصار کرتے ہوئے وہ خاندان اور تعلیمی نظام اور بورژوائی سوسائٹی کی دانشورانہ اور سیاسی زندگی پر اپنے اثر کا بھرپور استعمال کرتے ہیں۔

سیکولرزم کے خلاف بدگوئی کی مہم کو تیز کرتے ہوئے مولویانہ رجعت پسندی سوشلسٹ حکومت اور مذہبی تنظیموں کے درمیان اور سوویت دستوری ایکٹ کے مذہبی مسالک پر تعلقات کو بدنام کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

سی پی ایس یو کی مرکزی کمیٹی کے جون ۱۹۸۳ء کے مکمل اجلاس کے دستاویز میں اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ سامراجیت کے متعدد نظریاتی مراکز اس ملک میں نہ صرف مذہبیت کو برقرار رکھنے کی بلکہ یہاں اس کی تشہیر کی اور اس کو سوویت دشمن اور نیشنلسٹ بنانے کی اپنی پوری کوشش کرتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ سوویت یونین میں آزادیٔ ضمیر کو غصب کرنے کے متعلق غلط بیانات بھی پھیلائے جاتے ہیں۔ اب سینٹ پیٹرسبرگ سے آنے والی آزادیٔ ضمیر کو غصب کرنے اور خدا پرستوں یعنی اس پیشے کی ملّا برادری پر تشدد کے الزامات کی آوازیں بھی سنائی دیتی ہیں۔

اس ضمن میں کمیونسٹ دشمن ملّا، مارکسزم، لیننزم کے ان بیانات پر زور دیتے ہیں جو اس کے مذہبی نظریات سے نامطابقت اور اس کے خلاف لڑنے کی ضرورت کا اظہار کرتے ہیں اور مارکسزم، لیننزم سے ان نظریات کو طاقت کے ذریعے ختم کرنے کے ارادے منسوب کرتے ہیں۔ تاہم مارکسزم، لیننزم کے بانیوں نے بارہا اس خیال کا اظہار

Marfat.com

کیا ہے کہ مذہب پر غالب آنے کی اہم شرط یہ ہے کہ ان سماجی حالات کو تبدیل کیا جائے جن سے یہ جنم لیتا ہے۔ مارکس اور اینگلز کا یقین ہے کہ دنیا کے متعلق مذہبی طرز سوچ اور ردعمل کے غائب ہو جانے کا تعلق سوشلزم کے ارتقاء اور سماجی تعلقات کے پورے نظام کی کیمونسٹ طرز پر تشکیل سے ہے۔ انہوں نے عوام کی سیکولر تعلیم کے اہم کردار کی نشاندہی کی اور بتلایا کہ مذہب کو طاقت سے کچلنا بیکار بلکہ بعض دفعہ نقصان دہ بھی ہوتا ہے۔ لینن نے مذہب کے خلاف جدوجہد کو طبقاتی تحریک کے ان عملی اقدامات سے منسلک کیا جن کا مقصد اس کی سماجی جڑوں کا خاتمہ تھا۔ اس نے کیمونسٹوں کو اس بات کی تعلیم دی کہ وہ عوام کو مذہب کے متعلق ان کے رویے کے مطابق تقسیم نہ کریں اور اس جدوجہد کے دوران مذہبی احساسات کو نقصان نہ پہنچائیں۔

❖

سوشلسٹ قوانین اور سوشلسٹ مملکت ان تمام ضروری حالات کی ضمانت دیتے اور انہیں فراہم کرتے ہیں جو مذہبی تنظیموں کو خدا پرستوں کی ضروریات پوری کرنے کے قابل بناتے ہیں وہ مذہب کی جانب ان کے رویے کے لحاظ کے بغیر شہریوں کی مساوات کی یقین دہانی کرتے ہیں۔ صرف یہی وہ نتیجہ ہے جو کوئی سوویت قانون اور اس کے اطلاق کا غیر متعصب طالب علم اخذ کرے گا تاہم مولویانہ پروپیگنڈے کرنے والوں کا اہم نکتہ حقیقت پسندی نہیں ہے حالانکہ یہ سوشلزم کو سرکاری الحاد مذہبی تنظیموں کو جبراً ختم کرنے اور خدا پرستوں پر اپنے عقائد ترک کرنے کے لئے دباؤ ڈالنے کا ملزم قرار دیتے ہیں۔

مذہبی تنظیموں کی جائیدادوں کے قومیائے جانے اور چرچ کے تعلیمی نظام سے الگ کرنے کو استبداد کے طور پر پیش کیا جاتا ہے جس کا مقصد ان کے مطابق مذہبی تنظیموں

Marfat.com

کو تباہ کرنا ہے تاہم اس ضمن میں اس بات کا ذکر نہیں کیا جاتا کہ تو میائی گئی عمارات اور مذہبی اشیاء ان تنظیموں کو ان کے استعمال کے لئے واپس کی گئیں اور انہیں کوئی مالی مشکل درپیش نہیں ہے۔

اس بات کو "بھول جانے" کا ایک عام رجحان ہے کہ ماقبل انقلاب روس میں جہاں ابتدائی تعلیم تمام تر چرچ کے ہاتھوں میں تھی' آبادی کا تین چوتھائی حصہ نہ لکھ سکتا تھا اور نہ پڑھ سکتا تھا جبکہ آج سوویت یونین ایک ایسا ملک بن چکا ہے جہاں سو فیصد افراد خواندہ ہیں۔

اس حقیقت کو بھی کہ سوویت یونین میں چرچ خیرات و چندہ وصول نہیں کر سکتا اس کے حقوق کی ناجائز تلفی کے طور پر پیش کیا جاتا ہے تاہم سوویت یونین میں ایسی سرگرمیوں کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ سرمایہ دار دنیا میں بیروزگار' غیر مراعات یافتہ خدا پرستوں کو مذہبی خیرات کا سہارا لینا پڑتا ہے جبکہ سوویت یونین میں حکومت ضرورت مندوں کی مدد ان کے مذہبی رجحانات کا لحاظ کئے بغیر کرتی ہے۔

سوویت یونین میں مذہبی تنظیموں کے "خاتمے" کے اسرار کو سچ ثابت کرنے کے لئے غلط بیان ملا سوویت دور حکومت میں عبادت گاہوں کی گھٹتی ہوئی تعداد پر خصوصیت سے زور دیتے ہیں حقیقت کو جھٹلاتے ہوئے وہ اصرار کرتے ہیں کہ خدا پرستوں کی تعداد میں کوئی قابل قدر تبدیلی نہیں ہوئی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ تمام سوویت جمہوریاؤں میں سوویت یونین کے سیکولر ملک بننے کے ساتھ ہی مذہبیت کا اثر بتدریج کم ہوتا جا رہا ہے۔

چرچ سے اعتقاد اور وفاداری کی بنا پر مذہب پرستوں اور چرچ کے نمائندوں پر جبر و تشدد کے متعلق غلط بیانی کو عام طور پر سیکولرزم کے جبراً عائد کئے جانے کے ثبوت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ تاہم سوویت یونین میں اپنے فرائض انجام دینے والے

Marfat.com

مذہب کے اعلیٰ ترین پیشوا یک زبان ہو کر بیان دیتے ہیں کہ سوویت یونین میں مختلف مذاہب کے ماننے والے اور غیر مذہبی افراد یکساں طور پر زندگی گزارتے اور دستور کے تحت ہر ایک کو عطا کردہ آزادئ ضمیر کے حق کا احترام کرتے ہیں تمام چرچ اور مذہبی برادریاں اپنے اپنے مشن پر چرچ کی روایات اور قوانین کے مطابق سرانجام دیتے ہیں جبکہ سرکاری ادارے ان کے معاملات میں دخل اندازی کرنے سے گریز کرتے ہیں اس ملک کا دورہ کرنے والے غیر ممالک کے چرچ کے ایماندار پیشوا بھی اس حقیقت کی تصدیق کرتے ہیں۔ جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جنہیں مغرب میں "شہید" کہا جاتا ہے تو ان سب پر مجرمانہ کاموں کی انجام دہی کی وجہ سے مقدمہ چلایا گیا اور ان کو سزائیں سنائی گئی تھیں۔

سوویت قانون نے کبھی بھی کسی مذہبی عقیدے یا سرگرمی کو مجرمانہ حرکت تصور نہیں کیا کسی بھی ایسی جوابدہی کا تصور بھی مارکسزم، لیننزم کے اصولوں کے غیر مطابق ہے مارکس لکھتا ہے "کسی بھی شخص کو اس کے اخلاقی کردار یا اس کے سیاسی یا مذہبی خیالات کی وجہ سے قید کیا یا اس کی جائیداد یا قانونی حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا ہے" بین الاقوامی قانون کے عین مطابق مذہبی عقائد کی پابندی یا مذہبی عبادات کی ادائیگی کے آڑ میں عوامی نظم وضبط، فرد یا شہریوں کے حقوق میں خلل اندازی کو سوویت قانون مجرمانہ حرکات قرار دیتا ہے۔ پروپیگنڈا کرنے والے ملا اس حقیقت پر چپ سادھ لیتے ہیں کہ سوویت یونین میں مذہبی رجحانات کی بنا پر شہریوں کے حقوق میں دخل اندازی (یعنی روزگار یا تعلیمی اداروں میں رجسٹریشن) قانونی طور پر قابل سزا ہے۔

مولویانہ، بور ژوائی، نظریاتی خطرے کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیئے۔ پروپیگنڈا کرتے والے مولوی آبادی میں خصوصاً اس کے سیاسی طور پر ناپختہ طبقے میں جھوٹی اطلاعات پھیلاتے ہیں۔ فطرتاً اس خطرے سے نمٹنے کے لئے سیکولر تعلیم کے بہتر طریقوں

Marfat.com

زیادہ پرزور مخالفانہ پروپیگنڈے اور سوویت یونین میں آزادیٔ ضمیر کی موجودگی اور سرمایہ دار دنیا میں اس کے نابید ہونے کے ثبوت کے بہتر مظاہرے کی ضرورت ہے۔

مارکس، اینگلز اور لینن نے بار بار اس جانب اشارہ کیا ہے کہ مذہب خود بخود نہیں بلکہ صرف معاشرے کی سماجی ترقی کے ذریعہ ماضی کا حصہ بنے گا۔ فعال سیکولر پروپیگنڈے کو ہر لحاظ سے اس کے ناکارہ پن میں حصہ لینا چاہیے۔ سوشلسٹ معاشرے کی روحانی فضا جس میں انسان اور کمیونزم کی تشکیل کے نام پر تعمیری کام کرنے کا اس کا حق ہی بلند ترین اقدار ہیں مارکسی اور لیننی سیکولرزم کے انسانی جوہر کا بھرپور اظہار کرتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ پراودا ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۳ء

۲۔ کے۔ مارکس اور ایف۔ اینگلز۔ سیکولرزم مذہب اور چرچ ماسکو ۱۹۷۱ء صفحہ ۳۶۲-۳۶۴ (روسی زبان میں)

۳۔ کارل مارکس اور فریڈرک اینگلز مجموعہ مضامین جلد ۱۳، صفحہ ۱۰۲

۴۔ کارل مارکس اور فریڈرک اینگلز۔ مضامین جلد ۱، صفحہ ۳۲۷، ۳۲۸، کارل مارکس اور فریڈرک اینگلز "منتخبہ مضامین" ماسکو، ۱۹۶۹ء جلد ۲، صفحہ ۳۷۶، مارکس، اینگلز "مضامین" جلد ۲۳، صفحہ ۳۵۹، ۳۸۹، ۳۹۰

۵۔ وی۔ آئی لینن "مجموعہ مضامین" ماسکو جلد ۱۵، صفحہ ۴۰۶، جلد ۱۰، صفحہ ۸۷، جلد ۲۸، صفحہ ۱۸۱، جلد ۴۲ صفحہ ۳۰۲-۳۰۳۔

۶۔ کارل مارکس اور فریڈرک اینگلز "مجموعہ مضامین" جلد ۱ صفحہ ۲۷۴

Marfat.com

Marfat.com

انا طولی بیلوف

پادریوں کا ہتھیار — جدید خرافات

سامراجیت کی رجعت پسندانہ طاقتوں کے شروع کردہ سوویت دشمن پروپیگنڈے کے ساتھ مل کر مخاصمانہ پادریوں نے ایک مکمل طور پر نئے جھوٹ کا اختراع کیا ہے جس کا مقصد سوشلسٹ معاشرے کی زندگی کی مسخ شدہ تصویر پیش کرنا ہے کچھ دنوں سے یہ بڑی سرگرمی سے مختلف قسم کی اختراع کردہ باتیں پھیلا رہے ہیں مثلاً سوشلسٹ ممالک میں مذہبی نشاط ثانیہ یا ایک طاقتور مذہبی حزب اختلاف کی موجودگی کے متعلق باتیں۔

پادریوں (ملاؤں) کے جھوٹ کی اس حالیہ اختراع کے بڑے دوررس مقاصد ہیں رجعت پسند طاقتیں مذہب کو سوویت یونین اور دوسرے سوشلسٹ ممالک میں سماجی تبدیلی کے لئے بنیاد تصور کرتی ہیں۔ یہ مذہبی نشاط ثانیہ کا سہارا اس لئے لے رہے ہیں کہ یہ مذہب کو ایسا نظریہ تصور کرتے ہیں جو کمیونسٹ نظریئے کو باطل کرنے کا اہل ہے وہ مذہبی حزب اختلاف کو سوشلزم کے وسیع داخلی اختلاف کے مرکز کے طور پر دیکھتے ہیں۔

اس صدی میں پادریوں (مولویوں) کی پروپیگنڈہ مشینری نے اس ملک میں دوبارہ مذہبی نشاط ثانیہ کا جھوٹ دوبارہ پھیلایا۔ دونوں مرتبہ روسی آرتھوڈوکس مذہب کو مہیب چیلنجوں کا سامنا تھا۔ روس میں انقلابی گڑبڑ کے

Marfat.com

موقع پر مطلق العنانی کے بحران نے مذہبی نشاط ثانیہ کے خیالات کے ابھرنے کے لئے پس منظر کا کام کیا۔ نیو کرسچینٹی یا نام نہاد نئے مذہبی شعور کے ترجمان نکولائی بردئیف، سرگئی بلگاکوف، ولادیمیر روزانوف اور دوسرے مذہب والوں کا اس روشنی کے طور پر خیر مقدم کیا گیا جو بحران پر قابو پانے کے لئے اور عوام کے انقلابی طوفان کو روکنے کے لئے راہ دکھا رہا ہو۔

دراصل جس مذہبی فلسفے کو وہ پیش کر رہے ہیں وہ آرتھوڈوکس عیسائیت کی اصلاح کے لئے نئے خیالات پیش کر رہا تھا جو زار کے روس کی زباں بند فضا میں سود مند دکھائی دیتا تھا۔ ملک میں ہونے والی تبدیلیوں کا زیادہ تر الزام روسی آرتھوڈوکس چرچ پر رکھا گیا تھا جو الزام کے مطابق عوام کو عیسائیت کے دائرے میں رکھنے میں نا اہل ثابت ہوا تھا۔ مثال کے طور پر روسی مذہبی فلسفی وی۔ زینکوفسکی نے ۱۹۲۱ء میں بلغراد کے آرتھوڈوکس طلبہ کے حلقے میں پیش کردہ ایک رپورٹ میں دعویٰ کیا کہ روس کے ۱۹۱۷ء کے انقلاب کی ایک وجہ روسی مطلق العنان ریاست کی جانب سے چرچ کی حد سے زیادہ سرپرستی تھی جس کی وجہ سے مذہب پرست آزادی سے محروم ہو گئے تھے اس کے بیان کے مطابق یہی وجہ تھی کہ کئی افراد چرچ کو زار کی حکومت کے ہاتھوں میں ایک وفادار آلہ تصور کرتے تھے اور اسی لئے انہوں نے عیسائیت کو ترک کر دیا۔ چرچ سے ابتدًا نوجوانوں کی اس برگشتگی نے بمینہ طور پر انقلابی جذبات کو مزید ابھارنے میں حصہ لیا اور سلطنت کی اہم قوت کو ختم کر دیا۔

ایک اور مذہبی فلسفی بردئیف کا بھی کچھ ایسا ہی خیال تھا اس نے روسی آرتھوڈوکس چرچ کو " نہ صرف مطلق العنان کو مقدس قرار دینے اور چرچوں میں مطلق العنان حکومت کے لئے دعائیں کرنے کا ملزم ٹھہرایا بلکہ شہنشاہیت کے آگے

Marfat.com

سر جھکانے، زار کو چرچ کے سربراہ کی حیثیت سے تسلیم کرنے اور مطلق العنانی کو اس درجے تک بلند کرنے کا بھی الزام دیا کہ جو مذہبی عقیدے سے کچھ ہی کم تھا۔[۲] اس کے بیان کے مطابق اس کا نتیجہ سماجی زندگی میں عیسائیت کے تنزل پذیر کردار، تشکیک، اور آخر کار عوام میں انقلابی جذبات کے فروغ کی شکل میں رونما ہوا۔

یہ فطری بات تھی کہ نئی عیسائیت کے حامیوں کی حیثیت کی ان لوگوں نے مذمت کی جو چرچ کی تمام تنقید کے مخالف تھے۔ اپنی کتاب "روسی فلسفے کی تاریخ" میں نکولائی لوسکائی نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ بردئیف کے اظہار رائے کو چرچ کے لئے خطرناک تصور کیا گیا تھا تاہم خود اس کا خیال تھا کہ کلیسائی طریق کار اور روایتی مذہبی تعلیم میں کئی خامیاں ہیں جس کی وجہ سے معاشرے کے بڑے بڑے حلقے چرچ سے دور ہو گئے ہیں انہیں واپس لانے کے لئے بردئیف جیسے دنیاداروں کو بہت کام کرنے کی ضرورت ہے جو یہ بتاتے ہیں کہ عیسائی چرچ کی بنیادوں کو نقصان پہنچائے بغیر ان خامیوں کو دور کیا جا سکتا ہے۔[۳]

گو یہ بات عیاں ہے کہ بردئیف نے روسی آرتھوڈوکس چرچ کے پیچیدہ مسئلے پر یک طرفہ رائے دی تھی تاہم اس نے روسی آرتھوڈوکس چرچ کی تمام سرگرمیوں کے عام کردار کی صحیح نشاندہی کی تھی جو انتہائی قدامت پسند تھا اور ایک ایسا دقیانوسی اور فرسودہ ——— حکومت کا ساتھ دے رہا تھا جو حقیقت سے متصادم ہونے کی راہ پر گامزن تھی۔ وہ لوگ جو ماضی کے خواب دیکھتے ہیں اب بھی احیائے کے رجحانات کو وہ تنکا سمجھتے ہیں جس کو پکڑ کر روس خود کو انقلاب سے بچا سکتا تھا۔ بردئیف آرتھوڈوکس مسلک کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کی بالکل کوشش نہیں کرتے اس کے برعکس اس نے اسے بچانے کی ہر ممکن کوشش کی کیونکہ وہ عیسائیت ہی کو ایسی طاقت تصور کرتا تھا جو انقلاب کی مخالفت کرنے کے قابل تھی۔ اس کا یہ فارمولا کہ "مارکسزم ایک مغالطہ ہے کیوں کہ

Marfat.com

خدا کا وجود اٹل ہے"؟ خود اس کے موقف کا ثبوت ہے۔

یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ آج کل کے مذہبی مفکرین، جدت پسند اور بنیاد پرست، ان روسی مذہبی فلسفیوں کے خیالات پر مختلف رائے رکھتے ہیں جنہیں مذہبی نشاط ثانیہ کا نقیب تصور کیا جاتا ہے۔ جدت پسند خیالات کو آرتھوڈوکس مسلک کے اعادۂ شباب کے بنیادی اصول سمجھتے ہیں جب کہ بنیاد پرست اس کے برعکس یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے عرصہ ماقبل انقلاب میں مذہبی جوش کو تہ تیغ کیا جو آخرکار روس کی مطلق العنان حکومت کے زوال پر منتج ہوا۔ کارلووٹ کے افتراق انگیزیوں کا مثال کے طور پر ایسا ہی خیال ہے جورڈونیل (امریکہ) میں ستمبر ۱۹۷۴ء میں منعقدہ بیرون ملک روسی آرتھوڈوکس چرچ کی تیسری کونسل کے شرکائے روس میں زار کی حکومت کے زوال کا براہِ راست ملزم ان مذہبی فلسفیوں اور چرچ کی شخصیات کو قرار دیا جو روسی آرتھوڈوکس چرچ کے جمود اور قدامت پرستی کا خاتمہ اور از سر نو عیسائیت کی تجدید چاہتے تھے "پراوسلاونوٹے ڈیلو (آرتھوڈوکس نصب العین) برادری کی شائع کردہ جنتری" (یہ برادری کارلووک تیزم کے دائرہ کار میں آتی ہے) میں بتلایا گیا ہے کہ نئی عیسائیت کے حامیوں کی سرگرمیاں چرچ کے لئے مسائل پیدا کر دیتی ہیں جسے کوئی بھی بیرونی حالات مثلاً انقلاب کبھی بھی پیدا نہیں کر سکتے[۶] اشاعت میں مزید کہا گیا ہے کہ جہاں تک بردیئیف کا تعلق ہے وہ انجیل سے زیادہ شوپنہار سے متاثر تھا اور نتیجتاً مقدس وطن کے آرتھوڈوکس خیالات کی دنیا سے الگ تھلگ رہا۔ اس نے چرچ کی روایات سے کوئی روحانی تعلقات محسوس نہیں کیا اور نہ ہی اسے سمجھنا ضروری محسوس کیا۔ ذہن کی اس رسائی کی وجہ سے وہ بھٹک گیا[۷] پھر بھی تارکین وطن کے حلقوں میں روسی آرتھوڈوکس مسلک کے زیادہ ترحامی بیسوی صدی کے مسائل کے اوائل کی روحانی نشاط ثانیہ کا ذکر کرتے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ روسی آرتھوڈوکس چرچ کے احیائے کے امکانات پیدا کر دیئے اور یہ کہ صرف نئی عیسائیت

Marfat.com

ہی ایسے تعمیری عقائد پیش کرتی ہے جو مذہبی وقار میں اضافہ کرسکتے ہیں۔

مغربی پادریوں کے بیسوی صدی کے اوائل میں مذہبی احیائُ کی موجودگی پر اصرار کی گونج اس کی پروپیگنڈہ مشینری کے ان دعووں میں سنائی دیتی ہے کہ سوویت یونین میں نام نہاد روحانی نوبیداری مبیّنہ طور پر پیدا ہو رہی ہے۔ اس پر اصرار کیا جاتا ہے کہ اس نوبیداری کا اظہار لوگوں کی مذہبی جدوجہد سے پیدا ہوتا ہے اور یہ درحقیقت بیسوی صدی کے دوسرے نصف کا مذہبی احیائُ ہے یہ بات اچھی طرح نوٹ کرنی چاہیئے کہ اس بیان کی صداقت کے طور پر کوئی ثبوت نہیں پیش کیا جاتا۔

اس کے باوجود کمیونسٹ دشمن پادری ایسی بات کا ڈھول پیٹے جاتے ہیں کہ سوویت یونین میں زیادہ سے زیادہ لوگ عیسائیت کی طرف مائل ہو رہے ہیں جو کہ بند راستوں اور اختلافات کی طرف رواں دواں اس دنیا میں ترتیب پیدا کرنے اس میں روح پھونکنے اور اسے سمجھنے میں مدد دینے کے قابل تنہا اور قطعی طاقت ہے" وہ اسی انداز میں مزید کہتے ہیں کہ یہ تصوراتی مذہبی احیائُ ہی آزادی کا تنہا ممکنہ راستہ ہے۔ کیونکہ سوائے ایک حقیقی مذہبی احیائُ کے کوئی سیاسی تحریک کوئی اختراع کردہ سماجی نظام کوئی سائنس اور ٹیکنالوجی ہماری دنیا میں معنی پیدا نہیں کرسکتی اور انتشار کو شکست نہیں دے سکتی"۔

اس بیان سے پتہ چلتا ہے کہ ایک مذہبی نشاط ثانیہ کا خیال پادریوں کے کمیونسٹ دشمن نظریات کا سہارا ہے اور اسی پر اس کے باقی ماندہ پروپیگنڈے کا سرگرمیوں کا انحصار ہے اور یہی اس کی حکمت عملی کے انتخاب کا تعین کرتا ہے۔

پادریوں کی پروپیگنڈہ مشینری بار بار سوشلسٹ نظریات اور سائنسی سیکولرازم کے بحران اور سوویت عوام کی مذہب کی تلاش کی اختراعات کا ڈھنڈورا پیٹتی ہے کیونکہ اس کے مطابق صرف ایک مذہب ہی سماجی تبدیلی لاسکتا ہے۔ عیسائیت اور اسلام کو ایسی تبدیلی پیدا کرنے کے لائق محرکہ قوتیں تصور کیا جاتا ہے دوسرے ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے تمام

Marfat.com

اقسام کے مخالف دین اور مذہب پسندوں کی تحریروں کو اس کی حمایت میں پیش کیا جاتا ہے۔

میلان میں قائم تحقیقی مرکز " عیسائی روس " کے ڈائریکٹر پی رونا لو اسکیلیری "کا بینو ڈی لبریسیو" شمارہ نمبر ۳ ۱۹۸۴ء میں سوویت یونین میں منعقد ہونے والے مذہبی سیمیناروں[۹] کا ذکر کرتے ہیں جو مبینہ طور پر نئی نسل کی مذہب میں بڑھتی ہوئی دلچسپی کا ثبوت ہیں۔ سعودی عرب کے عرب نیوز کے ۲۶ مئی ۱۹۸۴ء کے شمارے میں ایک بالکل بے بنیاد مضمون اس مضمون پہ شائع ہوا کہ سوویت یونین میں سیکولر پروپیگنڈے کے وجہ نیشنلزم اور مذہب کے احیائ کو روکنے کی کریملن کی خواہش تھی اسی قسم کی کہانی اطالوی اخبار کوریئر ڈیلا سیرا بھی پھیلا رہا ہے اس کے ۱۹ مئی ۱۹۸۴ء کے شمارے میں اس کے ماسکو کے نامہ نگار اسکا بیلو کا ایک مضمون شائع ہوا جس میں سوویت یونین میں مذہب کے احیائ اور اس پر حکومت کی گہری تشویش کے متعلق اختراعات کی بھرمار تھی ان اختراعات کی پشت پناہی چرچ کی شادیوں، بپتسمے وغیرہ کی تعداد میں اضافے سے متعلق اختراعات کے ذریعے کی جاتی ہے۔

ان دعووں کو کہ سوویت یونین میں مذہب کی گرم بازاری ہے چرچ بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ انجیل اور دعاؤں کی کتابوں کی کمی پڑجاتی ہے اور ان کی نقل ہاتھوں سے کرنی پڑتی ہے اور ایسی ہی دوسری اختراعات کو کئی مغربی اشاعتوں میں نمایاں جگہ دی جاتی ہے۔ مغربی مذہبی پریس ان باتوں کو اور ایسی ہی اور غلط بیانیوں کو ایک مذہبی نشاط ثانیہ کے متعلق حقیقتوں کے طور پر پیش کرتا ہے جو مبینہ طور پہ ملک میں جاری ہے۔

تاہم یہ نام نہاد حقیقتیں اصل حقیقت کے منہ پر طمانچہ مارنے کے برابر ہے کیونکہ سوویت یونین میں کوئی مذہبی احیائ نہیں ہورہا ہے اور نہ ہی بپتسموں کی تعداد میں متواتر اضافہ ہورہا ہے اس کے برعکس پورے ملک میں یہ تعداد برابر کم ہوتی جارہی ہے۔

یہ دعوے بالکل بے بنیاد ہیں کہ پہلے سے زیادہ افراد چرچوں اور عبادت گاہوں

Marfat.com

میں عبادت کے لئے جاتے ہیں۔

مذہبی سیمیناروں اور مذہبی فلسفے کے رسالوں کی اشاعت کے متعلق رپورٹ میں بہت زیادہ مبالغہ آرائی سے کام لیا گیا ہے یہ درست ہے کہ مذہبی انتہا پسندوں کی جانب سے وقتاً فوقتاً حملہ ہوتا رہتا ہے تاہم بین الاقوامی رابطوں کے فروغ کی وجہ سے مخاصمانہ پادریوں اور انتہا پسندوں کے درمیان رابطے کے پیدا ہونے اور ان کی مغرب میں تحریروں کو سوویت دشمن مقاصد کے لئے استعمال کرنے کے زیادہ مواقع پیدا ہوگئے ہیں تاہم یہ بات بالکل عیاں ہے کہ مغربی مذہبی پروپیگنڈہ مشینری کی تمام کوششوں کے باوجود یہ کوئی ایسا نمایاں تاثر قائم کرنے میں ناکام رہی ہے جو مذہبی نشاطِ ثانیہ کا اظہار کر سکے یا انتہا پسندوں کے پیش کردہ کھوکھلے خیالات کا سیاسی ہوّا بنا سکے یہ مہم پروپیگنڈے کے کام، حقیقت کو مسخ کرنے کی کوششوں اور جھوٹ کے درمیان دب گئی۔

یہ بات مخصوص ہے کہ سوویت یونین میں مذہب کے احیاء کے متعلق مغربی مذہبی پروپیگنڈے کی مہم نے کئی سالوں سے ایک ہی ناموں اور حقیقتوں کا استعمال جاری رکھا ہے ابھی تک بہت زیادہ حوالے دئیے جانے والے ماسکو کے پادریوں گلب یاکونن اور نکولائی اشلیمین کا اسقف اعظم کے نام خط جس میں روسی آرتھوڈوکس چرچ کی مذمت کی گئی ہے ۲۰ سال پرانا ہے گو اسقف اعظم الیکسی کو مرے ہوئے عرصہ گذر چکا ہے تاہم خط کے متعلق شور و غوغا ابھی تک جاری ہے اسی طرز پر پروپیگنڈے کی نئی سرگرمیوں کو اس بنیاد پر منظم کیا جا رہا ہے کہ انجیلی عیسائی بیپٹسٹ میں ایک افتراق اندازی کا کیس ہوا تھا جسے مزاحمتی تحریکِ مذہب کے ثبوت کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ صرف مذہبی احیاء کے جھوٹ کا اختراع کرنے والوں کے پیش کردہ دلائل کی کمزوری کو ظاہر کرتا ہے جو خوش فہم سوچ کا ایک مظاہرہ ہے۔

ہم ان حقائق کو کہ ہمارے ملک میں بھی ایسے لوگ ہیں جو چرچ جاتے ہیں مذہبی رسومات ادا کرتے ہیں اور اپنے بچوں کا بپتسمہ کرتے ہیں مذہبی احیاء کے سنجیدہ ثبوت تصور نہیں کر سکتے

Marfat.com

ایسے حقائق کو سوویت پریس نے کبھی نہیں چھپایا اور یہ ایک روحانی احیائ کو ظاہر کرتے ہیں ۔ تاہم مغربی سوویت دان ان رپورٹوں کی بنیاد پر کچھ شہری چرچ جاتے ہیں اس قسم کا نتیجہ اخذ کرنے سے نہیں چوکتے ۔

روحانی احیائ کو صرف مذہبی سے مربوط کر کے مغربی مذہب پرست اس عمل کا مطلب ایک وسیع اور تنگ معنوں میں لیتے ہیں جب کہ مذہبی فلسفی مارکسسٹ/لیننسٹ نظریہ سے ہٹ جانے اور مذہب سے تعلق کے اظہار کو احیائ تصور کرتے ہیں (اس نظریے کے لحاظ سے تو گراڈی اور میہوویک کی اصلاحی یا ترمیمی جدوجہد کو بھی احیائ کا نام دیا جا سکتا ہے) ، مذہب دان ، بنیادی طور پر وہ جو کارلوویک افتراق انگیزی کی نمائندگی کرتے ہیں ، اختلاف کے اظہار کو احیائ تصور نہیں کرتے بلکہ ان میں صرف وہ افراد ایسا سمجھتے ہیں جو روس کے عوام کے اپنے آبائ کے مذہب پر لوٹ جانے کا تقاضا کرتے ہیں ۔

"پراووسلاونایہ روس" نامی رسالے میں شائع ہونے والے ایک مضمون میں جس کا عنوان "روس کی نجات کہاں ہے" ، کارلوویک کے پیشروؤں میں ایک آرچ بشپ آورکئی نے لکھا :

"روحانی احیائ کے سچے ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ لوگ یہ یقین کریں کہ نجات صرف آرتھوڈوکس شہنشاہیت کے ذریعے ہی ممکن ہے"۔[11] کارلوویک کے ایک اور پیشرو نے آرچ بشپ نیکون نے دعوی کیا کہ " روسی عوام اور روس کی تمام دوسری قومیتوں کے لئے کوئی دوسرا خیال اتنا قابل فہم ، تعمیری اور اتحادی نہیں ہے جتنا کہ ایک آرتھوڈوکس شہنشاہیت کا ہے"۔[12]

پادریوں کی ان رجعت پسندانہ بے بنیاد اور غیر حقیقی امیدوں پر کسی تبصرے کی گنجائش ہی نہیں ہے جو ماضی کا حصہ بن جانے والی چیزوں کے خواب دیکھ رہے ہیں اور گردش دوران کو واپس لوٹانے کی کوشش کر رہے ہیں ۔

کارلوویک کے پیشروؤں کے خوابوں کی ناکامی ان پادریوں پر بھی عیاں ہے جو اپنی امیدیں روحانی احیائ کی بنیاد پر روسی تبدیلی ابتدا میں اس کے دانشوروں کی تبدیلی پر قائم رکھے ہوئے ہیں ۔

Marfat.com

یہ ماقبل انقلاب کی روسی نشاط ثانیہ اور موجودہ احیاء کے درمیان تعلق پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ ان کی ویکی ازم کے نظریئے کے اعادہ سے عیاں ہے جسے ۱۹۰۹ء میں ویکی سمپوزیم میں گہرے اظہار کا موقع ملا اسے لینن نے "انسائیکلوپیڈیا آف لبرل رینیگیسی" کا نام دیا۔[۱۳]

مغرب میں ڈی پروفنڈس سمپوزیم کی دوسری بار چھپائی ایک اتفاقی امر نہیں ہے۔ یہ روسی انقلاب کے متعلق مضامین کا مجموعہ ہے جسے روسی نشاط ثانیہ کے ترجمانوں نے قلمبند کیا ہے مثلاً بلگاکوف، اسٹروو، فرینک، الیکولاوف وغیرہ۔ اس کی اشاعت سے کافی ہلچل مچی اور اس پر کافی تبصرے کئے گئے جن میں بلگاکوف کے اس بیان کا ذکر کیا گیا۔ ہمارے دانشور عجیب گومگو میں مبتلا ہیں یا تو اپنے تمام روحانی وسائل کو اور دنیا کے متعلق تمام انسانی نقطہ نگاہ کو بنیادی طور پر درست کرتے ہوئے روحانی احیاء کیا جائے یا پھر زندہ درگور ہو جائیں۔[۱۴]

ایک تبصرہ نگار اس ضمن میں کہتا ہے کہ سمپوزیم دراصل روسی فلسفے اور سماجی تاریخ کے ابدی اور دیرپا عنصر کی جانب ایک موڑ کی نشاندہی کرتا ہے اور اس کا خطاب روسی دانشوروں کی نئی نسل سے ہے جن کا مادی وحدت جوہر کے کثیف بخارات میں دم گھٹ چکا ہے اور یہ لوگ حضرت عیسیٰؑ اور چرچ کو روسی مذہبی فلسفے کے راستے پر گامزن دیکھ کر روسی مذہبی نشاط ثانیہ کے پیش روؤں کی راہ پر چلتے ہیں۔[۱۵]

اس ضمن میں یہ بات دلانا ضروری ہے کہ ڈی پروفنڈائس روس میں پہلی بار ۱۹۱۸ء میں شائع ہوا۔ تاہم اپنے انقلاب دشمن مواد کی وجہ سے اس کی فروخت کی اجازت نہیں دی گئی تھی اس کی چند کاپیاں جب مغربی ممالک پہنچیں تو پیرس میں یہ دوبارہ چھاپی گئیں اس کی یہ چھپائی ویکی کے نئے ایڈیشن کے ساتھ عمل میں آئی جسے پوسیو پبلشرز نے شائع کیا جو سوویت دشمن نوروولو" ترو دووائے سویوز محنت کش

Marfat.com

عوام کا ادارہ) کا ذیلی ادارہ ہے۔

حقائق کا موازنہ کرنے پر یہ نتیجہ درست طور پر اخذ کیا جاتا ہے کہ سوویت یونین میں مذہبی احیا جس کا نظارہ نگار پادریوں نے اتنا چرچا کر رکھا ہے دراصل جدید دور کے مذہبی خرافات کی اختراع کرنے والوں کے دماغ کی ایک خرافات کی پیداوار کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے اور یہ روسی تبدیلی کے منظرنامے کا ایک جزو لاینفک ہیں جنہیں آج کل کے پادری موجودہ حالات کے لئے نہایت موافق اور سب سے زیادہ موثر کن سمجھتے ہیں: اگر مذہبی بیداری اور مذہبی احیا کا واقعی وجود ہے تو اسے سوویت سوسائٹی میں عرصہ سے منتظر تبدیلیوں کا نظریاتی آغاز تصور کیا جا سکتا ہے یہ سوچ ان خیالات کے احیا کے لئے کی جانے والی سخت جدوجہد کی محرک ہے جس کے متعلق امید کی جا سکتی ہے کہ یہ سوویت معاشرے کے تفکر کرنے والے طبقے کو روحانی نوبیداری کی جانب مائل کر سکتی ہے یہ سوچ مغربی پادریوں کو سوویت یونین میں مذہبی رکاوٹ اور سیکولرازم کے غائب ہونے کے متعلق نے حقائق کی متواتر تلاش میں مصروف رکھتی ہے۔

ان حقائق کا دراصل کوئی وجود نہیں ہے۔ جہاں تک متفق نہ کرنے والوں کے حملوں کا تعلق ہے انہیں نئی نشاط ثانیہ یا روحانی نوبیداری کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ سرکاری نظریات سے نااطمینانی کی وجہ سے عوام کا مذہب کی جانب مائل ہونے اور سوویت یونین کی آبادی کے روزافزوں مذہبی پنے کے متعلق دعووں کی بھی کوئی بنیاد نہیں ہے اس قسم کی لفاظی کہ بے انصافی کی تاریکی میں امید کی کرنیں یکے بعد دیگرے نمودار ہوتی ہیں۔ صرف کھوکھلی عبارت آرائی کے سوا کچھ نہیں۔

ایک اور خوش فہمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مغربی رجعت پسند ذرائع کی مدد سے مذہبی مفکرین "کیٹاکومب چرچ" کے متعلق خرافات پھیلا رہے ہیں جو ان کے مطابق ایک بڑی طاقت ہے جس کا سوویت حکمرانوں کو حساب چکانا پڑے گا۔ کیٹاکومب چرچ کی اصطلاح

Marfat.com

ایک انتہائی قدامت پرست آرتھوڈوکس فرقے سے تعلق رکھنے والے منتشر گروہوں کے لئے استعمال کی جاتی ہے جو اسٹینو۔ پراؤسلاونایا سرکوف (اصلی آرتھوڈوکس چرچ) کہلاتے ہیں۔ اس کی قیادت سوویت دشمن پادری کرتے ہیں اور یہ ۱۹۳۰ء کے عشرے سے زیر زمین سرگرمیوں میں مصروف عمل ہے یہ گروہ قلیل تعداد میں ہیں اور ان کے حامیوں کی تعداد مسلسل کم ہوتی جارہی ہے یہ فریب میں مبتلا لوگ تھے اور ان سیاسی لیڈروں کے جذباتی خطابات کے دوسرے رخ کو سمجھنے میں ناکام رہے تھے جو شمالی روسی شہنشاہیت کے بہ نسبت خدا کی بھی کم پرستش کرتے تھے۔

مغربی مذہبی پروپیگنڈے کرنے والوں نے کیٹاکومب چرچ کی سرگرمیوں کی ایک تاریخ بھی مرتب کی ہے یہ ۱۹۲۷ء میں اسقف اعظم سرگئی کی مصالحانہ پالیسیوں کے خلاف احتجاج کے طور پر شائع کی گئی تھی۔ اس دور میں کوٹھڑیوں اور تہہ خانوں میں خانقاہیں قائم تھیں اور پادری اور خفیہ سروس مسافروں کی طرح جنگلوں میں تھے جنگ کے دوران چرچ کو کسی حد تک آزادی نصیب ہوئی لیکن ۱۹۵۸ء میں جبر واستبداد اور خوف کے ایک اور دور نے کیٹاکومب چرچ کے افراد کو اور زیر زمین کر دیا۔[16]

یہ خرافات کارلووک کے افتراق انگیزوں نے سب سے زیادہ پھیلائیں جنہوں نے روس میں روسی حکومت کی مطیع مذہبی انجمنوں سے قطعی طور پر علیحدگی اختیار کرلی تھی۔ یہ افتراق انگیز کیٹاکومب چرچ سے معاملات کرنا پسند کرتے ہیں جس نے عیسٰی کو رد کرنے والی حکومت کے مقابلے میں خفیہ وجود قبول کرلیا تھا اس کا روحانی تعلق کے طور پر خیر مقدم کیا گیا۔

مغربی پریس کیٹاکومب چرچ اور اصلی آرتھوڈوکس چرچ کے درمیان تفریق بھی کرتا ہے جس نے خدا پرستوں پر کبھی بھی کوئی قابل ذکر اثر نہیں ڈالا تھا۔ یہ مذہبی شہنشاہیت کے گروہوں کی بنیاد پر قائم کیا گیا تھا اور شروع میں اس کی قیادت ایک طرح کا صدر دفتر کرتا تھا جس کا نظریاتی لیڈر اسقف اعظم آئیوسیف پٹیروونخ تھا۔ جب ۱۹۳۱ء میں اس

Marfat.com

تنظیم کی سماج دشمن سرگرمیوں کا انکشاف ہوا تو یہ فرقہ متعدد مقامی برادریوں میں منتشر ہو گیا۔ ملک کے کچھ حصوں پر جرمنی کے قبضے کا فائدہ اٹھانے کے باوجود مرکز کے ذریعہ اس کے کنٹرول کو بحال کرنے کی تمام کوششیں ناکام ہوگئیں اس کے حامیوں کی تعداد اتنی قلیل ہے کہ اصلی آرتھوڈوکس چرچ، چرچ کی تنظیم کا درجہ دیئے جانے کے قابل نہیں ہے جہاں تک کیٹاکومب کا تعلق ہے تو یہ صرف ایک تصوراتی بات ہے۔

چرچ یا اسی طرح کے اور اداروں کے بھیس میں رہنے والے سوویت دشمنوں اور ان خدا پرستوں کے درمیانی جنہیں کیٹاکومب چرچ کے پیروکار سمجھا جاتا ہے، نظریاتی تعلق کی آسانی سے تشریح کی جاسکتی ہے۔ اصلی آرتھوڈوکس چرچ کی قیادت ہمیشہ سے رجعت پسند پادریوں کولک اور زار کی فوج کے افسروں پر مشتمل رہی ہے کہ جنہیں سوویت حکومت سے اپنا حساب صاف کرنا تھا۔ انہوں نے اپنی مذموم سوویت دشمن سرگرمیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے چرچ کی تنظیموں کو استعمال کیا جیساکہ پادری اس کو رنگ دینا چاہتے ہیں یہ جبر و استبداد کی وجہ سے نہیں بلکہ خود اپنی مرضی سے زیر زمین روپوش ہوگئے۔

یہاں یہ بات یاد دلائی جاسکتی ہے کہ کیٹاکومب چرچ کی فرضی باتوں کی قلعی آج سے بیس سال پہلے دینیات کے پروفیسر ایس ٹرائٹسکی نے کھولی تھی پیرس میں چھپنے والی اپنی کتاب "کارلووک افتراق انگیزی کا جھوٹ" میں انہوں نے بتایا کہ کارلووک افتراق انگیز یہ جھوٹ حقیقی چرچ کو زیر کرنے کے لئے پھیلا رہے تھے جو مبینہ طور پر سوویت یونین میں روسی آرتھوڈوکس چرچ کے برخلاف چوری چھپے زندہ ہے ان کا دعویٰ ہے کہ اسقف اعظم تیخون نے اپنی موت سے کچھ عرصہ پہلے کہا تھا کہ آرتھوڈکس روسی چرچ کے لئے حضرت عیسیٰ سے اپنی وفاداری قائم رکھنے کا واحد طریقہ صرف یہ ہے کہ وہ مستقبل قریب میں کیٹاکومب میں چلا جائے[۱۷] یہ ایک بیّن اختراع ہے جو تیخون کے بیان کے بالکل برعکس ہے۔ ٹراؤٹسکی نے بجا طور پر یہ نتیجہ اخذ کیا کہ کیٹاکومب چرچ کا خیال روحانی جھوٹ کو چھپانے کے لئے استعمال کیا گیا ہے[۱۸] اگر ایسے

Marfat.com

مذہبی رہنما تھے بھی جنہوں نے اپنے پیروؤں کو زیر زمین چلے جانے کو کہا تب بھی بہت جلد وہ اپنے حمایتیوں سے محروم ہو گئے جنہوں نے ان کے اصل عزائم کو سمجھ لیا تھا۔ ماقبل جنگ سالوں کے دوران جب خدا پرستوں کے انتہائی رجعت پسند گروہوں کے باقیات بھی عملی طور پر منتشر ہو گئے تو یوں دکھائی دیتا تھا کہ کیٹا کومب چرچ کی خرافات بھی تیزی سے ماضی کا حصہ بنتی جا رہی تھیں تاہم وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ خرافات دوبارہ نمودار ہوئیں جب سوویت دشمن پادریوں نے اسے خول سے باہر نکالا۔ اسے پھر سے سوویت یونین میں مبینہ طور پر ابھرتی ہوئی مذہبی مزاحمت کے ثبوت کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے جسے کافر حکومت" کے خلاف وسیع پیمانے عوامی مذاہمت کا آغاز سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ بیان بھی بالکل کیٹا کومب چرچ کی خرافات کی طرح مکمل غلط ہے۔

تاہم جو بات سچ ہے وہ یہ ہے کہ سوویت حکومت کے خلاف مخالفت کو ابھارنے کی کوشش کرتے ہوئے۔ مغربی پادریوں کی پروپیگنڈہ مشین خدا پرستوں کو اپنی خواہش کے مطابق سوویت دشمن روحانی بیداری پر ابھارنے کے لئے ہر کام کرتی ہے اس مقصد کے لئے استعمال کئے جانے والے ذرائع میں سوویت یونین میں اسمگل کئے جانے والے مذہبی ریڈیو پروگراموں اور کتابوں کے ذریعے سوویت شہریوں کا نظریاتی برین واش کرنے کی کوششیں اور سوویت یونین کو بیسویں صدی کے اوائل کے روسی نشاط ثانیہ کے حمایتیوں کے خیالات برآمد کرنا شامل ہیں۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پادری ہمارے ملک کے خدا پرستوں کو بیرون ملک سے بیدار کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ کہ درون ملک مذہبی احیاء کے متعلق ان کے دعوے صرف دھوئیں کی ایک چادر ہیں کیونکہ اگر حقیقتاً اس کا وجود ہوتا تو اس کی پرورش کرنے میں اتنی کوششیں صرف کرنے کی چنداں ضرورت نہ ہوتی۔

مذہبی پروپیگنڈے کا اصل مقصد خدا پرستوں کے مذہبی ایقان کو انہیں سوویت

Marfat.com

دشمن سرگرمیوں پر اکسانے کے لئے استعمال کرنا اور انہیں سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے آلۂ کار بنانا ہے ۔ ان منصوبوں کے مقدر میں ناکامی لکھی ہے ۔ سوویت عوام کا سیاسی اتحاد اور سوشلسٹ نظریات سے ان کی وفاداری، پادریوں کی سوویت یونین میں مذہبی احیأ کی امیدوں کی راہ میں حائل ہوتی ہیں ۔ آج کل جو عام رحجان ہے وہ احیاء نہیں بلکہ مذہبیت کا رفتہ رفتہ معدوم پڑ جانا ہے اور یہ رحجان ناقابلِ واپسی ہے ۔ اگرچہ پادریوں کی کوششیں یہ ہیں کہ وقت کے دھارے کو پلٹا دیا جائے ۔

حوالہ جات

۱ : بیرونِ ملک زندگی ۔ زرنومنس کے خاندان کی تاریخ ،
پیرس ، ۱۹۷۳ ، صفحہ ۳۰ (روسی زبان میں)

۲ : این ۔ بردیئیف ، نیا مذہبی شعور اور عوام ۔ سینٹ پیٹرس برگ ،
۱۹۰۷ء ، صفحہ ۲۲۵ (روسی زبان میں)

۳ : این ۔ او ۔ لوسکی ، روسی فلسفے کی تاریخ ، نیویارک ، ۱۹۵۱ ، صفحہ ۲۵۰

۴ : پٹ ، ماسکو ۔ شمارہ ۳۰ ، ۱۹۳۱ ، صفحہ ۳۲

۵ : پراووسلاونوئی ڈیلو ، فرینکفرٹ آن دی مین میں آرتھوڈوکس
نصب العین کے لئے سینٹ نکولس کی برادری ، شمارہ ۱ ، ۱۹۷۱

۶ : ایضاً

۷ : سوویت یونین میں مذہب اور چرچ ، ماہانہ جائزہ ،
میونخ (جرمنی) شمارہ ۱ ، ۱۹۷۵ ، صفحہ ۲

۸ : دی رشین اسٹوڈنٹ کرسچین موومنٹ ہیرالڈ ، پیرس / نیویارک ،

Marfat.com

شمارہ ۱۰۰، ۱۹۷۱، صفحہ ۱۳۹ (روسی زبان میں)

۹: ہسپانوی خیراتی سوسائٹی، لاہیر سید کی شائع شدہ کتاب

۱۰: پراؤسلاونایارس، جورڈن ویل (امریکہ)
شمارہ ۹، ۱۹۶۹، صفحہ ۱۱

۱۱: ایضاً شمارہ ۲۰، ۱۹۶۸ء، صفحہ ۳

۱۲: ایضاً شمارہ ۱۲، ۱۹۶۹، صفحہ ۵

۱۳: وی۔آئی۔لینن، مجموعہ مضامین، ماسکو، جلد ۱۶، صفحہ ۱۲۴۔

۱۴: دویرو فندس، نیویارک، ۱۹۶۷ء، صفحہ ۱۴۷

۱۵: ویستنک آر ایس کے ایچ ڈی، شمارہ ۸۶، ۴، ۱۹۶۷ صفحہ ۵۰-۵۱

۱۶: رسکایا میسل، پیرس ۱۹۰- جون ۱۹۶۹ء

۱۷: ایس وی ٹرائسٹکی، سکارلووک انتراق انگیزی کا جھوٹ،
پیرس، ۱۹۶۰، صفحہ ۸۳

۱۸: ایضاً، صفحہ ۸۴

Marfat.com

Marfat.com

پروفیسر نکولائی کووالسکی

سامراجیت اور مذہبی نظریات

عالمی سوشلزم کے خلاف اپنی جدوجہد میں سامراجیت عوام کے مذہبی شعور کے جوڑ توڑ کو بڑی اہمیت کا حامل سمجھتی ہے۔ سرمایہ داری نظام کے اوپری طبقے کے مفادات اور اجارہ دار بورژوائیوں کے مفادات کی خاطر مذہبی نوع کے نظریات کو ممکنہ طریقوں سے مقاصد کے مطابق بنایا جاتا ہے مذہبی نظریات کے نظام کے ان عناصر پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے جو سامراجی حلقوں کے سب سے زیادہ موافق ہوں اور جو عوام کے شعور کو کنٹرول کرنے میں ان کی مدد کر سکیں نظری طور پر یہ نظریاتی اثر ان سماجی طبقات کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ بدلتا ہے۔ جنہیں یہ متاثر کرنا چاہتا ہے نظریاتی اثر کا طریقہ کار دنیا کے مختلف ممالک اور علاقوں کے مطابق اختیار کیا جاتا ہے۔

سامراجی طاقتیں اپنی منشاء کے مطابق مذہبی عنصر کا استحصال کر سکتی ہیں کیونکہ ایک تو مذہب کی نوعیت ہی کچھ ایسی ہے دوسرے دنیا کی آبادی کا ایک بڑا حصہ ایک نہ ایک مذہب پر قائم ہے (جس کے پروپیگنڈے کی خصوصیات کی نشاندہی پہلے ہی اینگلز کر چکا تھا) ۱۰۰۰ ملین سے زائد افراد عیسائیت کو ملتے ہیں۔ تقریباً ۸۰۰ ملین افراد اسلام کے ماننے والے ہیں اور ۲۷۰ ملین افراد بدھ مت کو مانتے ہیں[۲]

سامراجیت کو آج ایک نئی صورت حال کا سامنا ہے جس میں مذہبی رجحان کے

Marfat.com

حامل افراد کی اکثریت قومی اور سماجی آزادی اور امن کی تحریک کی جدوجہد میں حصہ لے رہے ہیں ان میں سے دونوں تحریکیں اپنی خصوصیت کے اعتبار سے سامراج دشمن ہیں ان میں سے کئی سماجی ترقی کے لئے کمیونسٹوں کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں کئی موجودہ حقیقتوں کے مطالب کے حوالے کے لئے مارکس ازم/لینن ازم کی جانب مڑ رہے ہیں اور کئی دوسرے اشتراکی سوسائٹی کی تعمیر میں حصہ لے رہے ہیں۔ تاہم سامراجیت کو مذہبی حلقوں کی زبردست حمایت حاصل ہے جن میں مذہبی پیشواؤں اور مذہبی دائیں بازو کے افراد شامل ہیں۔

وقت کی ترقی کو روکنے کی کوششوں میں استعماریت ٹھوس سیاسی عملدرآمد کے ذریعے کے طور پر قدامت پرست مذہبی نظریات پر انحصار کرتی ہے ایسے نظریات اپنی داخلی اور خارجی پالیسیوں پر عملدرآمد کے لئے استعماریت کے سب سے اہم آلہ کار ہیں۔

I

سامراجیت اپنی خارجہ پالیسی میں قدامت پرست مذہبی نظریئے پر انحصار کرتی ہے تاکہ اس پالیسی کو مستحکم بنا سکے۔ مذہبی حلقوں اور خدا پرستوں کے وسیع ترین شعبوں سے ان کی حمایت کی یقین دہانی حاصل کر سکے اور بین الاقوامی حلقوں میں سوشلزم اور سرمایہ داری نظام کو نیکی اور بدی اور گناہ و ثواب کے مابین جدوجہد کے طور پر پیش کر سکے۔ اس راستے کو امریکی اجارہ دار بورژوائیوں کے سب سے پرتشدد شعبوں نے اختیار کیا جو مذہبی نظریئے کے مختلف خیالات کا وسیع پیمانے پر استحصال کرتی ہے۔ سوویت دشمن اور کمیونسٹ دشمن صلیبی جنگوں کے خیال کی بنیاد نیکی اور بدی کی قوتوں کے مابین کشمکشوں کا مذہبی اظہار ہے۔

اپنی داخلہ پالیسی میں، اجارہ دار بورژوائی' قدیم مذہبی نظریئے کا' سرمایہ دارانہ نظام کے روحانی بحران پر قابو پانے کے ذریعے، سرمایہ دار سوسائٹی کو کمک پہنچانے، اس کو مستحکم

Marfat.com

بنانے اور اس کے فطری تضادات پر قابو پانے اور ترقی پذیر طاقتوں کے خلاف ہتھیار کے طور پر استحصال کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اس میں مذہبی نظریات روزمرہ کے شعور کے درجے کے طور پر اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ جن کا تعلق اندھے اعتقاد، برتر طاقتوں کے لئے نفرت کے احساسات، جمود، عاجزی سے ہے۔ یعنی وہ سب کچھ جو عوام کو روحانی طور پر زیر کرنے میں مدد کرتا ہے اور اس طرح وہ حکمران طبقے کے ہاتھوں میں ایک اندھا آلۂ کار بن جاتے ہیں۔

مذہب کی تعلیم "زمین پر رہتے ہوئے فرماں بردار اور صابر رہنے کے متعلق" سرمایہ دار ممالک کے حکمران طبقات کی ضروریات کو پورا کرتی ہے جس میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ شامل ہے جہاں صرف گزشتہ چند سالوں میں افلاس زدہ حدود میں رہنے والوں کی تعداد میں پانچ ملین کا اضافہ ہوا ہے۔ جب کہ ۳۰ ملین افراد بے روزگاری کا شکار ہیں۔

سرمایہ دارانہ نظام کے عام بحران کے وقت سامراجی طاقتیں ایسا نظریاتی نظام وضع کرنے کی کوششیں کر رہی ہیں جو ان کی داخلہ اور خارجہ پالیسی پر عملدرآمد میں سہولیات پیدا کرے گا۔ سیاسی کھنچاؤ کو دور کرے گا اور سرمایہ دار سوسائٹی میں طبقاتی کشمکش کو آگے بڑھنے سے روکے گا۔

مثال کے طور پر مہذب یا شہری مذہب کی شکل میں اس نام نہاد واحد قومی نظریے کا مقصد جسے امریکی طریقۂ زندگی کا ایک تعمیری عنصر کہا جاتا ہے۔ روز افزوں سماجی اختلافات پر قابو پانا اور ان کو کم کرنا ہے۔ اس مذہب کا مقصد امریکی سوسائٹیوں کو مستحکم بنانا ہے کروڑ پتیوں اور بے روزگاروں کو، کالوں کو، آجروں اور اجیروں کو، امریکی نظریات کی خدمت کے لئے یکجا کرنا یعنی بڑے بیوپاریوں کے مذہب کی خدمت کے لئے یکجا کرنا ہے۔

امریکی شہری مذہب دو بنیادوں پر قائم ہے سرمایہ داری نظام کی پرستش اور کمیونزم کو "خدا کے دشمن" کی حیثیت سے مذمت۔ سرمایہ داری نظام ایک سماجی نظام

Marfat.com

تصور کیا جاتا ہے جس نے خدا کے فضل و کرم سے امریکہ کو آزادی اور دولت عطا کی جب کہ کمیونزم سے امریکہ کو دونوں سے محروم رہ جانے کا خطرہ ہے۔ فطرتاً کمیونزم سے متعلقہ ہر بات کو ایسے متعصبانہ انداز میں مسخ کیا جاتا ہے اور اس کی تشریح کی جاتی ہے کہ وہ امریکی بد تہذیبوں پہ سب سے زیادہ اثر انداز ہو سکے کیوں کہ ان کے لئے ہی شہری مذہب کے دستور العمل کو وضع کیا گیا ہے۔

سرمایہ دارانہ سوسائٹی کے روحانی بحران پر قابو پانے کے لئے فرد کے مسئلے پر توجہ دی جا رہی ہے۔ انسان اور اس کے شعور کی مذہبی اور بورژوائی تشریحات ایک مرکز پر یکجا کی جاتی ہیں۔ نتیجتاً ایک نئے جدید قسم کے مذہبی بورژوائی علم الانسان عوام کے زیادہ بڑے حصے پر اثر پذیر ہونے کے لئے ایک مناسب ذریعے کے طور پر عالم وجود میں آتا ہے۔ اب انسان کو وجود کے ایک بڑے طوفانی سمندر کے کنارے ریت کا ایک ذرہ نہیں بلکہ کسی حد تک خود اپنی تقدیر کا خالق سمجھا جاتا ہے۔ گو کہ تقدیر بہرحال خدا کی جانب سے پہلے مقرر کر دی جاتی ہے۔

فطرتاً جدید قدامت پرست مذہبی مفکرین انسان کے مسئلے کو اب بھی گناہ سے چھٹکارا پانے اور نجات کا مسئلہ سمجھتے ہیں۔ اور سرمایہ دارانہ نظام اور اس سے وابستہ استحصال، بے روزگاری اور افراطِ زر کی زنجیروں سے اس کی سماجی اور قومی چھٹکارے اور آزادی کا مسئلہ نہیں سمجھتے۔ اسی موقف کے لحاظ سے روم میں اکتوبر اور نومبر ۱۹۸۳ء میں منعقدہ رومن کیتھولک بشپ کی میٹنگ میں انسان اور اس کی شخصیت کے مسئلے پر بحث کی گئی۔ ویٹیکن دستاویز "تطابق اور انفعال" (دسمبر ۱۹۸۴ء) بھی اسی موضوع پر ہے جس میں طبقاتی کشمکش کی ایک سماجی برائی کے لحاظ سے مذمت کی گئی ہے اور چرچ کے سامنے ہر کیتھولک کی ذمہ داری کا صاف طور پر اظہار ہے۔

پادریوں کی دینیات اور بورژوائی فلسفہ، شخصیت کے مسئلے کو ایک علیحدہ

Marfat.com

فرد کے مسئلے تک گھٹانے اور انفرادیت کی تبلیغ کرنے میں ہم خیال ہیں دراصل موجودہ پادری اور بورژوائی مفکرین کے عقیدوں کی تہہ میں ان کا عوام کے منظم گروہوں سے خوف اور انہیں ایک دوسرے سے الگ کرنے اور انہیں اسے علیحدہ علیحدہ مطیع افراد میں تقسیم کرنے کی خواہش کارفرما ہے جو انفرادی طور پر سرمایہ دار سوسائٹی کے بھنور میں ادھر ادھر پریشان پھرتے رہیں۔

مذہبیت اور تقدس اپنی ذات کے مناسب اظہار کے ساتھ شخصیت کی ابتدائی خصوصیات بتلائی جاتی ہیں اور چرچ کو اس ذات کے اظہار کا ذریعہ قرار دیا جاتا ہے یہ ایک اتفاقی بات نہیں ہے کہ "ریڈیمپٹر ہیومنس کیتھولک انسائیکلیکل (۱۹۷۹ء) نام نہاد مذہبی آزادیوں پر خصوصی زور دیتا ہے۔

سامراجی سیاستدان خصوصاً سب سے پہلے امریکی سیاستدان مذہبی آزادیوں کو حفاظت کرنے کے بہانے دوسری قوموں کے داخلی معاملات میں بہت زیادہ دخل دیتے ہیں نکاراگوا کے عوام کے خلاف امریکہ کی بلا اعلان جنگ اور افغان عوام کو اپریل انقلاب کے ثمر حاصل کرنے سے روکنے کی واشنگٹن کی کوششوں میں یہی بہانہ استعمال کیا جاتا ہے۔

بہ نظر غائر جائزہ لینے پر اندازہ ہوتا ہے کہ نام نہاد مذہبی آزادیوں کی حفاظت سامراجیت کی حمایت کرنے والے مذہبی لیڈروں کے سیاست میں دخل انداز ہونے اور پالیسیاں خود وضع کرنے کے حق کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ درحقیقت یہ عام خدا پرستوں کے لئے مذہبی آزادی کی حفاظت نہیں بلکہ مذہبی پیشواؤں کی حفاظت ہے۔

مذہبی عقائد کو جدید دور کے مطابق بناتے وقت اور مذہبی جدیدیت کو کسی حد تک حوصلہ افزائی کرتے وقت سرکردہ مذہبی حلقے اس بات کی احتیاط کرتے ہیں کہ یہ عمل آرتھوڈوکس کی حدود سے تجاوز نہ کر جائیں جن میں چرچ اور بورژوا سوسائٹی دونوں کی بنیادیں محفوظ رہیں گی لہذا ۱۹۷۰ء کے عشرے کے اواخر اور ۱۹۸۰ء کے عشرے

Marfat.com

کے اوائل میں جب استعماری حلقے نظریاتی کشمکش میں عالمگیر سطح تک پہنچ گئے تو دائیں بازو کی کیتھولک طاقتوں نے کیتھولک مسلک کی نظریاتی حیثیت کو مضبوط بنانے کے لئے ایک مہم شروع کی آزاد خیال ماہر دینیات خصوصاً کیتھولک حلقوں کے بین الاقوامی حیثیت کے ماہرین کو حملوں اور مذمت کا نشانہ بنایا گیا۔

کچھ عرصے سے دائیں بازو کے ویٹیکن کے حلقے لبریشن تھیولوجی کے نمائندوں کے خلاف بھی حملے کر رہے ہیں جو خصوصاً لاطینی امریکہ کے کیتھولک پادریوں اور استعماریت اور امریکہ کے مخالف مذہبی افراد میں کافی شہرت پا چکی ہے اس ضمن میں بے شمار دستاویزات شائع کی جا چکی ہیں جن کا مطلب دراصل سماجی اور قومی آزادی کی جدوجہد میں حصہ لینے اور کمیونسٹوں کے ساتھ تعاون کرنے سے کیتھولک افراد کو روکنا ہے۔ یہ سرمایہ دارانہ نظام کی بنیاد کی حفاظت میں ایک کھلا عمل تھا۔

۱۹۷۳ء اور ۱۹۷۴ء میں انقلاب فرانس کے خلاف لڑنے والے ۹۹ فرانسیسی کیتھولک مذہبی پیشوا اور دوسرے مذہبی افراد کو ۱۹۸۴ء میں سینٹ کا درجہ دیا جانا بھی دائیں بازو کی طاقتوں کی حمایت میں ایک نظریاتی کام تھا۔ سینٹ کے درجے کے عطا کرنے میں یہ جانبداری اتفاقی امر نہیں ہے۔ اطالوی اخبار اسٹیمپا میں چھپنے والی ایک رپورٹ کے مطابق ویٹیکن اسپین کی خانہ جنگی کے دوران حکومت کے خلاف فرینکو کی جانب سے لڑنے والے مذہبی پیشواؤں پادریوں اور دوسرے مذہبی افراد کو سینٹ کا درجہ عطا کرنے کی تیاریاں کر رہا ہے اس اخبار کو یقین ہے کہ اس فیصلے کا خیر مقدم اسپین کے وہ افراد کریں گے جو ابھی تک فرینکو کے گذرے ہوئے زمانے کی تمنا کرتے ہیں۔

II

مذہب کی جانب رجحان ۱۹۸۰ء کے عشرے کے اوائل میں بورژوائی خیال میں

Marfat.com

اٹھنے والی قدامت پرست لہروں میں سے ایک اظہار ہے۔ دائیں بازو کے بورژوائی مفکرین جن میں سے اکثر امریکی ہیں، عیسائیت میں مذہبی جدیدیت کی مذمت کرتے اور مذہبی آرتھوڈکسی کی جانب لوٹنے کی حمایت کرتے ہیں اور اسے ہم عصر مغربی سوسائٹی کے روحانی افلاس پر قابو پانے کا ذریعہ تصور کرتے ہیں۔

دوسرے نئے قدامت پرست یعنی نام نہاد دائیں بازو کے افراد، خصوصاً فرانس میں عیسائیت اور اس کے عقائد سے اپنی مایوسی کا اظہار کرتے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ مذہب کی مذمت کرتے ہیں وہ صرف نئی مذہبی انواع کی حمایت کرتے ہیں اور اس طرح اس عمل کے دوران بت پرستی اور تصوف کی جانب مائل ہوتے جاتے ہیں۔

سرمایہ دار سوسائٹی کے روحانی بحران کا اظہار ان خدا پرستوں کی رائے سے بھی ہوتا ہے جو مختلف وجوہات کی بناء پر روایتی مذاہب اور ان کے مختلف قسم کے مسلکوں سے غیر مطمئن ہیں کئی خدا پرست اونچے درجے کے مذہبی پیشواؤں کے بڑے تاجروں اور سرمایہ دار سوسائٹی کے اوپری حلقے سے روابط کی بناء پر پریشان ہیں۔ دوسرے مذہبی پیشواؤں کو وہ طاقت نہیں سمجھتے جو عام آدمیوں کو پریشان کرنے والے سوالات کے جوابات فراہم کر سکتی ہے۔ اس طرح کئی افراد روایتی چرچ کو ترک کر دیتے ہیں لیکن ان میں سے تمام سیکولر نہیں بنتے۔ ان میں سے کچھ ایسے فرقوں میں شامل ہو جاتے ہیں جیسے برادر ہڈس یا فیملیز اور نام نہاد متبادل مذہبی مسلک کی دوسری انجمنیں جن میں سے زیادہ تر تصوف کو مانتی ہیں۔

سماجی سطح پر تصوف ابتداً اوسط طبقے کے افراد اور دفاتر میں کام کرنے والوں کو متاثر کرتا ہے جو بڑی بڑی اجارہ داریوں کے سرمائے کے اجتماع اور مرکزیت کے اثر کے تحت پرولتاری بن جاتے ہیں سماجی سیڑھی سے پھسل جانے کے خوف کی بناء پر نئے مسالک میں شامل ہونے والوں میں سے کئی نئے برادرس اور سسٹرس میں تسکین ڈھونڈتے ہیں اپنی خصوصیات کی بناء پر صنعتی کارکن اصولاً طبقہ واری پیغمبروں کا شکار نہیں بنتے۔

Marfat.com

زیادہ تر مذہبی انجمنیں امریکہ کو اپنا اڈہ بناتی ہیں یہاں کے حکمران حلقے جدید فرقوں کے کمیونسٹ دشمن رجحان سے متاثر ہوتے ہیں۔ مثلاً یونائیٹڈ چرچ آف کرائسٹ کے سربراہ "مُن" جیسے مذہبی لیڈروں کے مافوق الفطرت کرشمے کمیونسٹ دشمنی کا ایک بڑا سبق لئے ہوتے ہیں۔

نئی مذہبی انجمنوں کے ارکان کو ذہن نشین کیا جانے والا نظریات کا نظام بہت قدیم ہے یہ حقیقت کہ اس کے لئے کچھ زیادہ ذہنی مشقت کی ضرورت نہیں ہے، اس کی اصل قوت ہے ان انجمنوں کا نظریاتی عقیدہ یہ ہے کہ تمام دوسرے مذاہب مردہ ہو چکے ہیں اور صرف ایک ہی سچا مذہب ہے جو کہ وہ ہے جو زیر غور ہے اس کے عقائد کے ماننے والوں کے لئے اس دنیا میں جو جدید مغربی سوسائٹی کے بڑھتے ہوئے بحران کمیونزم کے خطرے اور ایک ایٹمی عالمی جنگ کے خطرے میں مبتلا ہے، نجات کا بہترین راستہ یہی ہے۔

جدید مذہبی فرقوں کے نظریات اور سرگرمیوں کا اکثر و بیشتر فاشزم کے نظریات اور سرگرمیوں سے موازنہ کیا جاتا ہے مثال کے طور پر مغربی جرمنی کے رسالے اسٹرن نے لکھا کہ "مُن کا فرقہ ایک مجرمانہ انجمن ہے جو لوگوں کو نفسیاتی دہشت دلاتی اور فاشسٹ نظام کا پرچار کرتی ہے۔" فرانسیسی ماہنامے "لوموند دیلوماتیک" نے بھی کچھ ایسا ہی نتیجہ اخذ کیا ہے۔ جب تقریباً ۲ ملین افراد اپنی زندگی کا نصب العین گرو مہاج جی کے حوالے کرتے ہیں جب دو ملین سے زیادہ دوسرے افراد کے لئے سن میونگ مون سوچتا اور فیصلہ کرتا ہے تو کیا یہ سب کچھ اس تاریک دور سے مختلف ہے جب ایک اور اعلیٰ و ارفع نجات دہندہ نے ایک فریب زدہ قوم کو لیبنسرم کی فتح پر آمادہ کیا۔

مزید برآں تصوف مخفی علوم اور علم نجوم وغیرہ کا بھی ہٹلر کے جرمنی میں بہت رواج تھا جس کا لائن فوائشتے وینگر نے اپنی کتاب "THE LAUTENSACK BROTHERS" میں تذکرہ کیا ہے۔

Marfat.com

مغرب میں روز افزوں پھیلتے ہوئے مخفی علوم اور تصوف کا بہ نظرِ غائر جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بڑے پیمانے پر ایک بڑا منفعت بخش کاروبار ہے۔ یہ لوگوں کے ذہن پر ایک براہِ راست حملہ ہے ابلاغ عامہ اور پروپیگنڈے کے دوسرے ذرائع سے عوام کو دھوکہ دینے کی کوشش ہے غیر منطقی باتوں کو ایک طرح کے بورژوائی شعور کی حیثیت سے پھیلایا جاتا ہے۔ اور آزادانہ سوچ خطرے میں پڑجاتی ہے۔ ادراک کے خلاف اس جنگ میں وہ لوگ بھی شامل ہوجاتے ہیں جو سائنس اور تصوف کے آپس میں یکجا ہونے کے امکان پر سنجیدگی سے یقین رکھتے ہیں اور عطائی دائیں بازو کے سیاستدان اور ایسی عوامی شخصیات بھی جو آبادی کے بعض حصوں میں تصوف کو پھیلانے پر پیسہ خرچ کرتے ہیں۔

III

مذہبی پیشواؤں کی کمیونسٹ دشمنی کو اجارہ دار بورژوائیوں کی کمیونسٹ دشمنی سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ سرمایہ دارانہ نظام کے تمام ذخائر کو کمیونسٹ دشمن جنگ میں استعمال کرنے کے عمل نے جو نظرثانی شدہ نظریات اختراع کرنے اور جدید کمیونسٹ دشمن تصوف وضع کرنے کے کام سے بھی ظاہر ہوتا ہے مذہبی پیشواؤں کی کمیونسٹ دشمنی کو نظریات کے میدان میں بہت زیادہ سرگرم عمل کردیا ہے۔ مذہب پر ویٹیکن اجتماع کی دستاویز (اگست ۱۹۸۴ء) جس میں مارکسزم اور مارکسی نظریات پر سخت حملے کیے گئے ہیں۔ ایک قسم کا کمیونسٹ دشمن منشور بن گئی استعماریت اپنے مقصد کے حصول کی خاطر اسلامی بنیاد پرست اور دوسرے دائیں بازو کی مذہبی جماعتوں کی کمیونسٹ دشمنی کو بھی استعمال کرتی ہے۔ مختصراً مذہبی پیشواؤں کی کمیونسٹ دشمنی بڑی رجعت پسند طاقتوں میں شامل ہوگئی ہے اور اس کے نظریات کے مختلف رجحانات، جدید رجعت پسند بورژوائی خیالات کے ملتے جلتے رجحانات کے ساتھ شامل ہوجاتے ہیں۔ مثال کے طور پر پادری نظریہ دانوں میں کئی درمیانہ مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے افراد کے شانہ بشانہ

Marfat.com

نوقدامت پرست اور نوآزاد خیال رجحانات بھی موجود ہیں جس سے مذہبیانہ اور بورژوائی رجعت پسند طاقتوں کے رجحانات کی رنگارنگی کا اظہار ہوتا ہے۔

مارکس ازم/لینن ازم کے خلاف اپنی نظریاتی کشمکش میں کمیونسٹ دشمن مذہبی پیشوا، مذہب، چرچ اور خدا پرستوں کے مسائل پر خصوصی توجہ دیتے ہیں۔ ان کا ابتدائی نشانہ سائنسی سیکولرازم ہے ان کے حملوں کا اصل مقصد مارکسی/لیننی سیکولرازم کو، جسے مذہبیت کا سب سے بڑا دشمن تصور کیا جاتا ہے اور اس سے منسلکہ سماجی طاقتوں کو عوام کے شعور کے دائرے سے خارج کرنا ہے۔ پروپیگنڈے کے مقصد کے تحت سیکولرازم پر بدکرداری اور آوارگی، خاندان کی بنیادوں کو کھوکھلا کردینے اور غیر انسانیت کے الزامات عائد کئے جاتے ہیں اور اسے ایک ایسا اصول قرار دیا جاتا ہے جو انسان کی روحانی زندگی کی نفی کرتا ہے۔ مختصراً رجعت پسند مذہبی افراد، سیکولرازم کو ان تمام چیزوں کا مجموعہ قرار دیتے ہیں جو انسانی زندگی میں منفی حیثیت رکھتی ہیں اور اسے انتہائی درجے کی حدوں پر پہنچا دیتے ہیں بلاشبہ اس ضمن میں سوشلزم کے تحت انسان کے مادی اور روحانی طور پر مالا مال ہوجانے کو نظرانداز کردیا ہے کمیونسٹ اخلاقیات کے مواد کو مسخ کیا جاتا ہے اور مارکسی لیننی نظریئے کے انسانی معنوں کو چھپایا جاتا ہے۔

یہی راہ ویٹیکن نظریاتی رسالے "لاسیویلتا کیٹولیکا" نے اختیار کی جس نے ۱۹۸۴ء میں سیکولرازم کے خلاف دو لمبے لمبے مضامین شائع کئے اس رسالے نے قارئین کو خدا کے رد کرنے کے خطرناک نتائج کے خیال کا قائل کرنے کے لئے ہر ممکنہ کوشش کی۔ آج انسانیت جن تمام مشکلات میں مبتلا ہے انہیں انسانوں کے بڑے طبقوں سے اعتقاد کے ختم ہوجانے کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے۔

سائنسی سیکولرازم پر اس طرح کا نظریاتی حملہ مذہب اور چرچ سے متعلق مارکسی لیننی موقف کو کھوکھلا کردینے کی کوششوں میں سے صرف ایک کوشش ہے۔ حالیہ چند برسوں میں مارکسزم مذہب کے ساتھ تشخص کرنے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ

Marfat.com

مارکس نے مذہب پر صرف اس لئے حملہ کیا کہ وہ خود عیسائیت کے خلاف ایک نیا مذہب تلاش کرنا چاہتا تھا۔ یہ بات کتنی ہی فضول کیوں نہ ہو لیکن بورژوا اور مذہبی نظریہ دان اسے استعمال کرنے کو پسند کرتے ہیں اور مارکسزم اور مذہب کو ہم پلہ بتاتے ہیں اور مارکسزم کو مسخ اور بدنام کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض مارکسزم کو "سیکولر مذہب" "مردوں کا مذہب" "نجات کا سیکولر عقیدہ" کہتے ہیں جب کہ دوسرے براہ راست مارکسزم کو مذہب کہتے ہیں۔ کچھ اور لوگوں کو اس میں مذہبی عقائد کے عناصر یا عیسائی اخلاقیات سے لئے ہوئے خیالات نظر آتے ہیں۔ مثلاً ایک مغربی جرمنی کے مفکر آر۔ لووین تھال کا کہنا ہے کہ تاریخی عمل اور تاریخی واقعات کا نظریۂ مارکس، قدیم اشتراکی نظام، مخالفانہ گروہ اور آنے والی کمیونسٹ سوسائٹی سوائے انجیل کی تثلیث کے یعنی جنت، جنت سے نکالا جانا اور جنت کے اور کچھ نہیں ہے۔[1]

مارکسزم کو اس طرح غلط رنگ دینا اور اسے ایک صوفیانہ اور تصوراتی عقیدے کے طور پر پیش کرنا دراصل مارکسزم کو نیچا دکھانے کی مہم کا ایک حصہ ہے جو محنت کش طبقے اور تمام ترقی پذیر انسانیت کے رہنما ستارے کی حیثیت سے اس کی عالمگیر حیثیت کو ختم کرنا چاہتی ہے۔

بورژوائی اور مذہبی مفکرین دونوں اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ مارکس کے خیالات فرسودہ ہیں اور بیسویں صدی کے سماجی عمل پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔ لہٰذا مشہور بورژوائی فرانسیسی ماہر علم سیاسیات ژاک ایلل نظریاتی بنیاد پر مارکسی تنقید کے خلاف عیسائیت کا بچاؤ کرتے ہیں اور عملی طور پر مارکسسٹ اور عیسائیوں کے درمیان گفت وشنید کے امکان کو رد کرتے ہیں۔

مارکسزم سے لڑنے کا ایک اور پیچیدہ راستہ وہ مذہب دان استعمال کرتے ہیں جو اس کے بعض دعووں کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ اس میں مذہبی نظریات کے کچھ عناصر

Marfat.com

شامل کر کے اسے بہتر یا عمیق یا مکمل بنانا چاہتے ہیں اس ضمن میں جو ہتھیار اکثر استعمال کیا جاتا ہے وہ یہ غلط الزام ہے کہ مارکسزم کا تعلق صرف سماجی زندگی کی مادی بنیادوں سے ہے اور یہ اس کے روحانی پہلو کو نظر انداز کر دیتا ہے۔

مارکسزم سے جنگ کرنے کا ایک اور مختلف طریقہ عیسائیت اور مارکسزم کے درمیان اس بہانے سے مفاہمت پیدا کرنے کی کوشش ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔ اس حقیقت کی تشریح کہ آج کل عیسائی اور مارکسسٹ اکثر جنگ کے خطرے اور اپنے طبقاتی دشمنوں کے خلاف ایک جیسا موقف اختیار کرتے ہیں ـــــــ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ دونوں دنیاوی نقطۂ نگاہ سے یکجا ہو سکتے ہیں۔ اس طریقے کو دراصل ان مفروضوں کی بنیاد پر وضع کیا گیا ہے: مارکسیوں کا اپنے دعووں کو ترک کر دینا، مارکسیوں اور خدا پرستوں کے باہمی تعاون کے مسئلے کو عملی میدان سے نظریاتی میدان میں منتقل کر دینا اور اس طرح امن کے لئے جدوجہد محنت کش طبقے کے مفادات اور سوشلزم کو نقصان پہنچانا۔

اس قسم کی فلسفیانہ قیاس آرائی کی وضاحت برسٹل یونیورسٹی کے ڈی ٹرنر کے بیان کے ذریعے کی جاسکتی ہے جو مارکسزم اور عیسائیت کو قریب تر لانا چاہتے ہیں کیونکہ وہ دونوں میں ایک زبردست مطابقت دیکھتے ہیں۔ مختصراً مصنف عیسائیت کے اخلاقی اصولوں کی مارکسزم کے ذریعے اور مارکس کے سماجی و اقتصادی نظریئے کی عیسائیت کے ذریعے تکمیل کی وکالت کرتے ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے کہ مارکسزم کے خلاف اپنی جنگ میں رجعت پسند مذہبی پیشوا موجودہ دور کے رجعت پسندوں کی حمایت پر انحصار کرتے ہیں وہ رجعت پسندوں کی مارکسزم پر تنقید کا خیر مقدم کرتے ہیں جو اس کے اصل جوہر کو بشمول مذہب سے متعلق مارکس کے نظریئے کو مسخ کرتی ہے رجعت پسندوں کے کئی دعوے مذہبی پیشواؤں کے مارکس دشمن، کمیونسٹ دشمن خیالات کی تہہ میں روپیش ہیں دائیں بازو کے مذہبی مفکرین خصوصاً رجعت پسندوں کی

Marfat.com

جانب سے فلسفے کے جماعتی جذبے کی تردید کی۔ مادیت کو نظریہ پرستی سے اور مارکسزم کو مذہب سے ملانے کی ان کی کوششیں، مذہب کو لوگوں کے لئے افیون کا اثر رکھنے کے مارکس کے فارمولے کو رد کرنے اور مذہب کو بلند کر کے آسمان تک پہنچانے کی حمایت کرتے ہیں۔

رجعت پسند مذہبی پیشوا مارکسزم کے خلاف اپنی جنگ میں ہر قسم کے ہتھیار استعمال کرتے ہیں یونیورسٹی کے ماہرین دینیات اور مذہبی خیالات کے حامی بورژوائی سائنس دانوں اور پیشہ ور مذہبی مفکرین کے ساتھ ساتھ رجعت پسند ذہنیت عطائیوں کو بھی استعمال کرتی ہے۔ اور یہ بات چاہے کتنی ہی بعید العقل اور زمانے کے خلاف کیوں نہ دکھائی دے لیکن اس ایٹمی دور میں بھی عطائی آزمودہ کار ہیں۔

تو یوں بعض افراد مارکسزم پر "شیطانیت" کا الزام لگاتے ہیں ایک پروپیگنڈہ پمفلٹ کا موضوع یہی ہے جو امریکہ میں چھپا ہے اور اس پہ مارکس کی رنگین تصویر چھپی ہوئی ہے اس پمفلٹ کی متعدد کاپیاں چھاپی گئیں اور ریلوے اسٹیشن کی انتظار گاہوں، ایئرپورٹ اور ایسے دوسرے مقامات پہ جہاں پبلک اپنی بوریت دور کرنے کے لئے کوئی بھی بیکار مواد پڑھنے کو تیار رہتی ہے جس پر ویسے دوسرے اوقات میں نظر بھی نہیں ڈالتی اس پمفلٹ کو مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس پمفلٹ میں سنجیدگی سے یہ بات کہی گئی ہے کہ مذہب اور سیکولرازم کا مارکسی نظریہ دراصل ایک شیطانی پیداوار ہے۔

شیطانیت کے ان مطالعوں کا ایک واضح مقصد ہے جس کا اظہار امریکی کانگریس کے ممبر لیری میکڈونلڈ نے امریکہ کی تشدد آمیز پالیسیوں کی حمایت میں اپنی ایک دلیل میں کیا۔ انہوں نے کہا "ہم جانتے ہیں کہ امریکی پیراٹروپروں کے سرپرست سینٹ مائیکل ہیں جنہیں خدا نے شیطان اور اس کے پیروکاروں کو جہنم واصل کرنے پر معمور کیا تھا۔" انہوں نے مزید کہا کہ "سیکولر کمیونزم شیطان کا جدید وجود ہے جو ابلیس کے نقش قدم پہ چلنے کے لئے لوگوں کو بلاتا ہے۔" لہذا رجعت پسند مذہبی پیشواؤں اور سامراجی طاقتوں کی نظریاتی سرگرمیاں

Marfat.com

ان حدود کو پار کر جاتی ہیں جہاں خیالات نظریات اور دنیاوی نقطۂ نگاہ کے درمیان مقابلہ ختم ہو جاتا ہے اور نفسیاتی جنگ شروع ہو جاتی ہے۔ اس جنگ میں سامراجیت اپنی امیدوں کا انحصار مذہب پر کرتی ہے اس جنگ کا بڑا مقصد عوام کے بڑے بڑے طبقات میں اول سب سے پہلے خدا پرستوں میں نظریاتی اور عملی طور پر کمیونزم کے خلاف نفرت کے بیج بونا، سوویت یونین اور برادر سوشلسٹ ممالک، عالمی کمیونسٹ تحریک اور سماجی اور قومی آزادی کے لئے کام کرنے والی تمام طاقتوں کے خلاف نفرت پیدا کرنا ہے۔ نفسیاتی جنگ کا اہتمام کرنے والے سوشلسٹ ممالک میں مذہبی اور قومی جھگڑے پیدا کرنے کے لئے اور سوشلسٹ برادری کو ختم کرنے کے لئے مذہب کو استعمال کرنا پسند کرتے ہیں سامراجی پروپیگنڈہ کرنے والوں کا ہدف مذہبیت کو ایسے لیور کے طور پر استعمال کرنا ہے جو خدا پرستوں کو سوشلسٹ سماجی نظام کو کھوکھلا کر دینے والے اور مملکت کے خلاف مجرمانہ اقدامات کرنے پر مائل کرے گا۔

سامراجیت کی نفسیاتی جنگ کا نشانہ غیر سوشلسٹ دنیا کی اقوام بھی ہیں اس جنگ میں یہ انہیں سوشلسٹ ممالک میں چرچ اور مذہب کی حیثیت کے متعلق غلط اطلاعات فراہم کرتی ہیں، ان کے سامنے سوویت یونین، کمیونزم اور سائنسی مادیت کے دنیاوی نقطۂ نگاہ کے متعلق غلط تصویر پیش کرتی ہے اس کے باوجود سامراجی طاقتوں کو ان مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو عوام اور خدا پرستوں کی سماجی تبدیلیوں کی خواہشات سے اور امن کی تحریک سامراجیت کے خلاف جدوجہد اور اجارہ داری کے خلاف اقدامات میں ان کی شرکت سے جنم لیتی ہیں۔

۱۹۸۰ء کے عشرے میں نظریاتی جدوجہد میں مذہب کو استعمال کرنے کی سامراجی کوششوں میں کئی نئے عناصر نمایاں نظر آنے لگے ہیں۔ سب سے پہلے ہم اس بات کی نشاندہی کرتے چلیں کہ اب سامراجی طاقتوں کے نظریاتی اسلحہ خانے میں "مذہب" بڑی اہمیت کا حامل سمجھا جاتا ہے مذہب کے استحصال کے اور اس کے مواد میں ترمیم کرنے کے ذریعے ان کا مقصد مذہبی نظام کے خیالات پر اپنا کنٹرول مستحکم کرنا ہے تاکہ مارکس ازم، لینن ازم اور کمیونزم کے نصب العین

Marfat.com

کی مخالفت کی جا سکے۔ سامراجیت موجودہ مذہبی نظاموں میں سے ان سب سے زیادہ رجعت پسند نظریاتی نظاموں کو سب سے زیادہ اہمیت دیتی ہے جو دائیں بازو کی بورژوائی انتہاپسندی، قوم پرستی، شاؤنزم اور نسل پرستی کا ساتھ دیتے ہیں۔ سامراجی طاقتیں سیاست کے حوالے سے قدامت پرست مذہبی نظریات میں سب سے زیادہ دلچسپی لیتی ہیں کیونکہ یہ اسے سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے اور کمیونزم سے جنگ کرنے کے لئے لیور تصور کرتی ہیں اس جدوجہد کے طریقوں کو متواتر بہتر بنایا جاتا ہے اور یہ اور زیادہ پیچیدہ بنتے جاتے ہیں۔

حوالہ جات

۱: کارل مارکس اور فریڈرک اینگلز "منتخبہ مضامین" جلد ۳، ماسکو۔ ۱۹۷۰، صفحہ ۳۵۵

۲: "دنیا کے ممالک کی آبادی" ماسکو ۱۹۸۴، صفحہ ۳۸۷ (روسی زبان میں)

۳: وی۔آئی۔لینن "مجموعہ مضامین" ماسکو، جلد ۱۰، صفحہ ۸۳

۴: "ڈیر اسپیگل"، شمارہ ۲۴، ۱۹۸۴، صفحہ ۹۴

۵: "لوموند ڈیپلوماتیک"، شمارہ ۳۱۵، جون ۱۹۸۰ء، صفحہ ۱۰

۶: آر۔ لووین تھال، "مارکس کی تعلیمات اور اس کا مواد"
ہیمبرگ، مغربی جرمنی، ۱۹۸۳ صفحہ ۱۱۸

۷: ڈی۔ ٹرنر "مارکس ازم اور عیسائیت" آکسفورڈ، ۱۹۸۳۔

۸: کانگریشنل ریکارڈز، ۲۰۔ اپریل ۱۹۸۳ صفحہ ای۔ ۱۷۲۱

Marfat.com

Marfat.com

اس مجموعے کے مضمون نگار

۱: اشیروف، نگمان۔ کینڈیڈیٹ آف سائنس (فلسفہ)، سوویت یونین میں مسلم مذہبی تنظیموں کے نظریات و رسومات کے مسائل پر کئی کتابوں بشمول سوویت یونین میں اسلام کا ارتقا، اسلام اور اقوام، مسلم خطبہ کے مصنف ہیں۔

۲: بیلوفے، اناطولی۔ پولیٹیزڈات پبلشرز میں سیکشن کے سربراہ، ظہور ثانی، فرقہ، فرقہ پرست اور فرقہ پرستی، ہالے سے مبرّا اولیا نیز سیکولرازم اور مذہبی کمیونسٹ دشمنی کے موضوع پر دوسری عالمانہ تحریروں کے مصنف ہیں۔

۳: کلدچیوف، ویلنتن۔ ڈی ایس سی (قانون) آل یونین انسٹی ٹیوٹ میں جرائم کی وجوہات اور اس کے روکنے کے طریقوں کے مطالعے کے شعبے کے سربراہ، مذہب مملکت، قانون، قانون اور مذہب نیز مذہب اور سیکولرازم کے مسائل پر متعدد مضامین کے مصنف ہیں۔

۴: کووالسکی، نکولائی۔ ڈی ایس سی (تاریخ) پروفیسر، ویٹیکن اور عالمی سیاست، کیتھولک فرقہ اور ڈپلومیسی، چرچ کے سماجی عقیدے کا ارتقاء نو آزاد ممالک میں چرچ کا کردار نامی کتابوں اور مذہبی نظریئے و سیاست کے مسائل حاضرہ پر متعدد مضامین کے مصنف ہیں۔

۵: کوفاکووا، ینلی۔ کینڈیڈیٹ آف سائنس (فلسفہ)، ماسکو یونیورسٹی کے شعبہ

Marfat.com

فلسفہ میں سینئر ریسرچر نیز آرتھوڈوکس چرچ کی تاریخ اور آرتھوڈوکس فلسفہ کے موضوع پر کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔

۶ : کورو یدووف، ولادیمیر۔ قانون اور مذہب، سوویت مملکت اور چرچ، سوویت سوسائٹی میں مذہب اور چرچ نامی کتابوں کے مصنف ہیں نیز یو ایس ایس آر کونسل آف منسٹرز کے تحت کونسل برائے مذہبی امور کے چیرمین بھی ہیں۔

۷ : میلوویدوف، ولادیمیر۔ کینڈیڈیٹ آف سائنس (تاریخ) انسٹی ٹیوٹ آف سائنٹیفک ایتھی ازم میں سینئر ریسرچر، عقیدۂ قدیم: ماضی و حال، عقیدۂ قدیم موجودہ دور میں، عقیدۂ قدیم اور سماجی ترقی، اور دیگر مضامین کے مصنف ہیں۔

۸ : نوف کیوف، میخائل۔ ڈی ایس سی فلسفہ۔ پروفیسر، ماسکو یونیورسٹی میں شعبۂ فلسفہ کے چیرمین نیز جدید آرتھوڈوکس دینیات کا بحران، آرتھوڈوکس جدیدیت کی ناکامی (۲۰ ویں صدی کی دینیات کا تنقیدی جائزہ)، معاشرے کی دانشورانہ زندگی میں سیکولرازم اور دوسرے مضامین کے مصنف ہیں۔

۹ : اورلوف، سرگئی۔ کینڈیڈیٹ آف سائنس۔ ماسکو یونیورسٹی کے شعبۂ فلسفہ میں سینئر لیکچرر۔ مذہبی مطالعہ پر مبنی چند کتابوں کے مصنف ہیں۔

۱۰ : زوئس، ولادیمیر۔ ڈی ایس سی (فلسفہ) انسٹی ٹیوٹ آف سائنٹیفک ایتھی ازم (کیو) کی بین الجمہوریاتی شاخ کے ڈپٹی ڈائریکٹر۔ بے بنیاد دعوے (دانشورانہ تمدن کے مسائل کی آرتھوڈوکس لحاظ سے تشریح پر تنقیدی مضامین)، دانشورانہ تمدن اور سیکولر تعلیم تمدن، مذہب، سیکولرازم نامی مضامین کے مصنف ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com